بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال الفاضل المتعصب العنید آب سنا چاہیے کہ واقعی اہتمام بہت ہوا
کہ مفاسد امامت بلا فصل جناب امیر کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہرت کے گ
اگر نصب کرون اصحاب مرتد ہو جاوین اور کوشش میری تیئس ۲۳ برس کی رائگان
ہو وے ہوائے بہائی جبرئیل میری طرف سے استعفا اس رسالت سے قبول ہو اور
اہل تنقید کو خوب معلوم ہے کہ امام اعظم شیخ حلی نے وہ ایک امر مین گفتگو کر کے
واسطے نسخہ سلیم کے جسکو شیعہ عرش پر جھلاتے تھے جیسا مجلسی نے بھی بحار وغیرہ
مین نقل فرمایا صاف صاف اوس کتاب کیواسطے حکم کر دیا خلاصۃ الاقوال مین ہے
کہ یہ کتاب بنائی ہوئی ہے جب ساری کتاب کا بھرم اوٹھ گیا ایک دو مقدمہ کی
موضوع ہونے سے بہر خوارش اطلس ختم غدیر کا بطریق اولے مہمل ہوا کما لا یخفے۔
اقول معتصما بفضل اللہ المجید حافظ صاحب ذرا ہوش مین آئیے۔ تہمت
باتین نہ بنائیے۔ انصاف کا خون نہ بہائیے حق کو نہ چھپائیے ناحق دل کو نہ ستائیے
آتش حسد کو اپنے سینہ مین نہ بھڑکائیے۔ کچھ تو اپنی بے ایمانی اور شیریں زبانی اور عداوت
خاندانی پر شرمائیے زیادہ غل نہ مچائیے اور بہت بے بہار نہ بجائیے اور اہتمام واقعی کا انکار
بار بار زبان خامہ تعصب شعار پر نہ لائیے۔ اور اپنے اکابر اسلاف اور اعاظم اخلاف کو حق

مدعی تواتر ماجرای غدیر ہین واسطے محاکمہ کے بلائے اور اخبار صحیحہ اور آثار صریحہ اور
حدیث صحاح معتمدہ اور روایات کتب مستندہ کی طرف رجوع فرمایئے اور اقوال ثقات
اہل تاریخ و سیر و اصحاب تفسیر کلام خالق اکبر کی جانب نظر دوڑایئے اور شبہات اسایلین
اور ہمزات شیاطین پر خیال نہ جایئے اور دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ پر دل لگایئے
اوسوقت ظاہر ہوگا کہ حضرت خیر الانام خاتم انبیاء کرام کس قدر اہتمام اور سعی بالا کلام
در بارہ نصب امام و خلافت جناب امیر علیہ السلام مجمع عام اور موجودگی اہل اسلام
مین فرمائے گئے ہین کہ جس کا اثر اور ظہور باوجود مرور قرون و دہور و انقضای سنین و
شہور کالنور علی شاہق الطور آج تک باقی ہے سبحان اللہ وہ صحرائے خار دار اور وہ
گرمائے عرب کہ عالم کرہ نار اور وہ وقت حار اور وہ تابش آفتاب نصف النہار اور وہ زمین
گرم کہ العظمۃ للہ الواحد القہار اور ایسی مقام اور وقت مین نزول ستیا برار اور وہ
پس ماندہ اور پیش رفتہ کا انتظار اور وہ مجمع مہاجر و انصار و مردمان قری و امصار اور
وہ درختان بیشمار اور صاف کیا جانا زمین کا زیر اشجار اور وہ فرش ہونا اون کا زمین گرم
پر زیر پای حضار اور وہ کہا جانا اون کا درخت کے سایہ مین انبار قریب چشمہ نو بہار
مشہور بغدیر خم درمیان شہر و دیار اور وہ منبر بنا ہوا کجاوون سے کہ مطلع انوار اور
اوس منبر پر رسول مختار جیسے آفتاب عالمتاب بالای آسمان ہوا اور وہ زبان گوہر بار
گویا بحمد و ثنای خداوند غفار اور وہ ذکر کرنا اوس جناب کا با جلال و اجبار اور طلب کرنا
عہد و پیمان کا باصرار اپنی آقا اور حاکم اور اولی بتصرف ہونے پر از جملہ صغار و کبار نقل
عہد و پیمان روز الست از جانب پروردگار اور فرمانا اوس جناب کا ہویدا و آشکار الست
اولی بکم من انفسکم اور سعہ سامعین کا بلفظ بلی اعتراف و اقرار اور وہ پڑھانا دست مبارک
کا سوے بازوے زبردست حیدر کرار اور ظہور سفیدی زیر بغل مثل نقرہ سپید علی یا مثل
سفیدہ صبح بہار یا مانند بخت بیدار مومن دیندار پہر بلند ہونا مولای مومنین کا

اور یہہ پہنچ جانا تا بدرجہٴ رسول کردار اور یہہ فرمانا پیغمبر برحق کا بعد توجہ بیاسین والا
تبار بکمال ایجاز و اختصار الا من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ پھر دعا کرنا اوس
جناب کا بدرگاہ ایزد داور باین فقرات بلاغت آثار اللہم وال من والاہ و عاد من
عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ پھر باندھنا اپنے عمامہ کا بالائے سر مطہر
امام احرار پس وہ ریاست کی رفتار اور امامت کی گفتار اور خلافت کی دستار پھر طلب
کرنا بیعت کا از جماعہ صحابہ اخیار پھر آنا صحابہ کا جوق جوق اور بار بار بغرض مبارک باد
و استبشار و اظہار فرح و سرور بیشمار خصوص از جانب یار غار و ثانی وفادار پھر نزول
حضرت جبرئیل بحکم رب جلیل بشکل جمیل بصورت مرد نیکو شعار اور تحذیر اور تاکید
بسیار با حضرت خلیفہ عالی وقار در خصوص عدم نکث عہد امیر المومنین در انجام کار پھر
پڑھنا حسان بن ثابت کا اشعار اور اونہیں خلافت و امامت کا اشعار اور یہہ سب بحکم
محکم سلطان روزگار پھر مشہور ہونا اس خبر کا نہایت اشتہار اور پھر بھی حارث بن نعمان
نابکار اور مبتلا ہونا اوس ملعون کا بعذاب دار البوار یہہ جملہ امور کہ یکی از ہزار و مشتے از
خروار بر سبیل تذکار بہ زبان خامہٴ صدق نگار مذکور ہوئے پیش عقلا آخر وار یاد کیا او
اعصار و منصفان انصاف وثار اگر داخل اہتمام نہیں تو پھر کیا تھی کیا اہتمام جب تہا کہ
جب کوئی فرشتہ یا نوشتہ آسمان سے نازل ہوتا یا خداوند عالم برق کو گراتا اور خرمن
وجود منکرین کو جلاتا یا حضرت جبرئیل صیحہ فرماتے اور مثل کوہ طور کے پہاڑ کو منکرین کے سر
پر اوٹھاتے اس طرح کے امور اور آیات مخشات امم سابقہ کے واسطے ختم ہوگئے کہ وہ لوگ
اکثر و بیشتر ضعفاء العقول اور صغار الاحلام تھے اور یہہ امت مشتملہ تو آخر الامم ہے اسمیں عقلاء
اذکیا اور صاحبان فراست کثیر ہیں اونکے لیے ایسے آیات بینات کا ظہور ضرور نہیں
جیسا کہ مفسرین نے تصریح کی ہے پس منکر اہتمام اگر تجاہل نہیں کرتا ہے تو بیشک منکر بدیہیات
اور داخل فرقہ سوفسطائیہ ہے کما لا یخفی - اور اگر یہہ اہتمام دربارہ خلافت و تعیین امام

نہ تھا تو پھر وہ کون سا امر ضروری تھا جسکے لیے ایسی کوشش وسعی بغرض یا اہتمام شدید کی
ضرورت ہوئی کیا حضرات اصحاب اور مردمانِ بادیہ نشین واعراب سلسلۂ قرابت جناب
امیر با جناب رسالتمآب نہ جانتے تھے جو پیغمبر خدا نے اونکو مولی یعنی ابن عم قرار دیا یا اپنا
ہم سوگند اور ہمسایہ بیان کیا اور غلام اور آزاد کنندہ کی معنی کو اس مقام میں کہا ربط
اور ضرب مناصر کے معنی سے اس اہتمام شدید کو کیا مناسبت حقّا کہ اس کلام اور اس اہتمام
اور اس مقام میں معانی لفظ مولی سے کوئی معنی سوا ان تراز معنی اولی بتصرف یعنے آقا و حاکم
نہیں ہو سکتی پس یہی مراد ہونگے اور خلافت اور امامت جناب امیر کی لازم آئیگی وہو المطلوب
اور واضح ہو کہ ہمنے اس مقام میں بالاجمال وہ امور بیان کیے ہیں جو تعلق باہتمام تھے
اور یہ سب کتب معتمدہ اہلسنت میں مذکور ہیں اور اسیطرح علماء امامیہ کتب کلامیہ میں ان
امور کا ذکر بتفصیل وافر کرتے ہیں اور اس باب میں متاخرین کی تصنیفات ان سب مطالب عالیہ
پر حاوی ہیں لہذا ہمنے تفصیل مشہور کا ذکر نہیں کیا جو طالب تفصیل ہو وہ مطولات کیطرف
رجوع کرے حافظ صاحب افسوس ہزار افسوس کہ آج تک قرآن مجید کے حفظ کرنے میں
آپ کی عمر بسر ہوئی اور اسی شغل میں آپکو شام و سحر ہوئی لیکن بمضمون یقرؤن القرآن
ولا یتجاوز تراقیہم اوسکے معنی کی آپکو نہ خبر ہوئی اور نہ اوسکے دقائق پر آپ کی نظر
ہوئی لہذا میں بغرض تفہیم افہام وبضرورت مقام اہتمام خداوند علام دربارہ امامت امیر المومنین
علیہ السلام ہم در آغاز وہم در انجام رسالہ بعض علماء اعلام و سرآمد فضلاء کرام سے منتخب کرکے
بتقریر لطیف پسند خاطر خواص وعوام با رعایت اختصار کلام بیان کرتا ہوں اور یہ تقریر بیا
آویزۂ گوش روزگار رہیگا [illegible] انصاف شعار سے امید ناظرین سے یہ ہے کہ اسکی متانت
پر لحاظ فرماوین اہتمام اول آیۂ کریمہ سے ظاہر ہوتا ہی جو آغاز میں اس امر عظیم کے نازل ہوئی
اور پھر اہتمام از جانب حضرت خیر الانام واقع ہوا وہ بعد نازل ہونے اس آیۂ کریمہ کے ہوا
اسلئے کہ شان حضرت کی یہی تھی کہ بمضمون وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی

کلام آپ کا منحصر وحی والہام مین اور وہ آیہ کریمہ یہہ ہے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یہدی القوم الکافرین اور بیان مطلوب کا اس آیت سے ضمن مین چند فوائد کے کیا جاتا ہے کہ وہ سب متعلق بالفاظ آیہ کریمہ ہین اور اونہین کی تسلیم سے نازل ہونا اس آیہ کا بروز غدیر دربارہ خلافت جناب امیر لازم آتا ہے فائدہ اولی بیان مین اون تاکیدون کی جو دربارہ تبلیغ حکم اس آیت مین مذکور ہین پس واضح ہو کہ جو تاکیدین بتبلیغ حکم پر اس آیت سے مستفاد ہوتے ہین ایسے کسی جگہہ قرآن مجید مین مذکور نہین اور ہر چند وجوہ تاکید کا بیان بہت طول ہے لیکن بعضے مضامین رسالہ مذکورہ کو منتخب کر کے تحت لباب اوسکا درج کتاب بطرز جواب کیا ہے وجہ اول تاکید کی وارد کرنا حرف ندا کا ہے بیان اس کا یہہ ہے کہ ندا سے مقصود محض رفع صوت نہین بلکہ مقصود توجہ اور اقبال مخاطب کا ہے تاکہ اوسکے بعد جو متکلم کلام کرے وہ سامع کی ذہن نشین ہو اور سامع باخبر ہو جاوے کہ متکلم کا یہہ قصد ہے کہ امر ضروری کا بیان کرے پس مقصود ندا سے تنبیہ مخاطب کی ہے طلب فعل پر اور مقصود اس مقام مین طلب تبلیغ کی ہے پس حرف ندا سے تنبیہ اور تاکید مزید تبلیغ حکم پر مفہوم ہوتی ہے بدلالت التزام اور ایک تقریر اور بھی ہے وہ یہہ ہے کہ اکثر اساطین عربیت کا مذہب یہہ ہے کہ یا حرف ندا سے موضوع ہے واسطے ندائے بعید کے اور یہہ مذہب مختار علامہ زمخشری و ابن مالک و ابن ہشام صاحب مغنی و فاضل سکاکی وغیرہم کا ہے اور ان محققین کے مذہب پر خطاب باری تعالی بلفظ یا ایہا الرسول اس آیت مین واسطے تنبیہ کے ہے اس امر پر کہ امر مطلوب عظیم ہے اور شان اوسکی عالی بعید ہے اور مخاطب باوجود فرمان برداری کی تدبر انہماک کی اس امر مین گویا کہ غافل ہے اور گویا بعید ہے اوس سے چنانچہ علامہ تفتازانی نے مطول مین اوسکی تصریح کی ہے پس اس سے زیادہ

تر تاکید التزامی تبلیغ حکم پر مستفاد ہوئی وجہ دوم تاکید کی اجتماع حرف
تنبیہ و حرف ندا ہے پس حرف تنبیہ سے بھی مقصود متکلم کا محض ازالہ غفلت نہیں بلکہ
مقصود یہ ہے کہ سامع مستعد اور آمادہ ہو جاوے اوس امر پر جو مطلوب متکلم ہے کما لا یخفے
اور چونکہ اس مقام میں مطلوب تبلیغ حکم ہے پس حرف تنبیہ سے زیادہ اہتمام اس تبلیغ
کا ماوہ ہوگا اور یہی مراد ہے تاکید اہتمام سے اور مخفی نرہے کہ معنی حقیقی تنبیہ کی اس
مقام میں صحیح نہیں ہو سکتی اسلئے کہ غفلت حق میں پیغمبر خدا صلعم کی ابی شبہہ محال ہے
پس استعمال حرف تنبیہ کا بمعنی مجازی ہوگا اور یہ زیادہ تر موجب تاکید ہے در خصوص
تبلیغ حکم از جانب خدائے عزوجل وجہ سوم تاکید کی ذکر جناب ختمی مآب کا ہے بلفظ رسول
اور یہ وصف بھی مناسبت مطلوب سے رکھتا ہے اسلئے کہ داب فصحا و بلغا کا یہ ہے کہ
ادا معنی مطلوب میں وہی لفظین ادا کرتے ہیں جو مناسبت مطلوب سے رکھتے ہوں
مثلاً جناب باری تعالی سے کسی مرض کی امر میں دعا کرتے ہیں تو خداوند عالم کو بلفظ یا شافی
یا کافی یا معافی یاد کرتے ہیں نہ بلفظ جبار و قہار اور اسیطرح جب دعا کسی گمگشتہ کی خدا سے
کرتے ہیں تو بلفظ یا راد الضالۃ یا راد البصر علی ایوب و یا راد یوسف علی یعقوب یاد کرتے
ہیں نہ بلفظ منتقم وغیرہ اور ان ہی قواعد پر قرآن مجید مشتمل ہے اور یہی وجوہ اعجاز قرآن
ہیں اصمعی جو بڑا ادیب اور زبان دان عرب میں مشہور تھا کہتا ہے کہ ایک جنگل میں میرا
گذر ہوا وہاں ایک عرب بادیہ نشین مجکو ملا اوس سے میں نے کلام خدا کا تذکرہ کیا اوس نے کہا
کہ مجکو جو کچھ قرآن سے یاد ہو میرے سامنے پڑھو اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے آیہ سرقہ کو
اوسوقت پڑھا اس طور پر السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما جزاءً بما
کسبا نکالا من اللہ ان اللہ غفور رحیم اوس نے سنکر کہا کہ یہ کلام خدا نہیں
ہے اپنے دل میں آیت کو دیکھا مجھے یاد آیا کہ بجائے غفور رحیم عزیز حکیم آیت میں ہے میں نے کہا
کہ آیت غرا میں اسطرح وارد ہوئی ہے السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما جزاءً بما

کسبا نکالاً من اللّٰه ان اللّٰه عزیز حکیم عرب نے جب سنا تو کہا کہ ہان یہہ کلام
خدا ہے اصمعی کہتے ہین کہ مینے مرد عرب سے پوچھا کہ تجکو کیونکر معلوم ہوا کہ پہلے جو مینے پڑھا
وہ کلام خدا نہین اور اب جو پڑھا ہے یہ کلام اللہ ہے حالانکہ فرق ان دونون مین اتنا
ہی ہے کہ اوسمین اسماے باریتعالی سے غفور رحیم مذکور ہوا ہے اور دوسری مین عزیز و
حکیم اور یہہ سب نام خداوند علام کے ہین اوس مرد عرب نے اوسکے جواب مین کہا کہ اگر
غفور و رحیم یہان ہوتا تو پہر قطع ید کا حکم نہ فرماتا اور جبکہ حکم قطع ید کا دیا تو معلوم ہوا
کہ عزیز یعنے غالب اور صاحب اقتدار ہے اور حکیم اور صاحب حکمت ہے پس وصف عزت
و حکمت کا اس مقام کی مناسب ہے نہ غفران و رحمت کا تھے مفاد اوس حکایت کا جو اصمعی
سے مشہور ہے الحاصل ذکر کرنا خداوند عالم کا اوس جناب کو بوصف رسول یہہ بھی
خالی از تاکید و اہتمام در بارہ تبلیغ حکم منزل نہین ہے اسواسطے کہ شان رسول یہی ہے
کہ حکم خالق کا مخلوق کو پہونچاوے چنانچہ اوصاف انبیا مین حق تعالے فرماتا ہے
یُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللّٰهِ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰه پس اس خطاب سے یہہ
مستفاد ہوا کہ رسول کی شان ہے تبلیغ حکم اور اس مقام مین مقصود تبلیغ حکم ہے اب یہہ
وصف بھی دلالت کریگا تاکید و اہتمام پر در بارہ تبلیغ حکم کما لا یخفی وجہ چہارم تاکید کی
صیغہ امر ہے یعنے بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ اور صیغہ امر دلالت کرتا ہے وجوب پر بلکہ موضوع ہے
اور حقیقت ہے واسطے وجوب کی جیسا کہ علم اصول مین ثابت ہو چکا ہے اور چونکہ معنی وجوب
فعل ماموریہ کی طلب فعل ہے ساتھہ منع کی ترک سے اور مقصود اس مقام مین طلب تبلیغ
ہے پس وجوب تبلیغ سے زیادہ و تر تاکید اہتمام امر تبلیغ پر مستفاد ہوگا اور مخفی نہ رہے کہ
صیغہ امر اور وجہون سے بھی دلالت کرتا ہے تاکید پر در بارہ تبلیغ از انجملہ یہہ ہے
کہ یہہ امر مطلق ہے پس ماموریہ واجب مطلق ہوگا اسلیے کہ اصل واجب ہوتی ہین پس
وجوب تبلیغ کا علی الاطلاق ساتھہ وجوب مقدمات کی ثابت ہوا اور یہہ بھی کمال اہتمام ہے

وازانجملہ یہہ ہے کہ امر دلالت کرتا ہے فوریت پر جیسا کہ اصول مین مذکور ہو پس
تاخیر ادای ماموربہ مین جائز نہوگی پس مقصود باری تعالی طلب تبلیغ حکم ہے اور صیغہ امر
سے کئے تاکیدین اس طلب کی سمجھی گئین اوّل وجوب دوم اطلاق سوم فوریت اور یہہ
کمال تاکید ہے وجہ پنجم اس تاکید کی وہ ہے جو من ربک سے مستفاد ہوتی ہے
بیان اسکا یہہ ہے کہ حق تعالی نے اپنی ذات مقدسہ کو وصف ربوبیت سے تعبیر فرمایا ہے
اور پرورش کنندہ اور مربے کو نظر حکمت اور مصلحت پر ضروری ہو ورنہ ربوبیت کا تحقق
نہوگا اور جبکہ مربی حکیم علیم ہو تو خالی ہونا اوسکی تربیت کا حکمت سے بفحواے فعل الحکیم
لایخلو عن الحکمۃ محال ہوگا پس لفظ رب سے تنبیہ اس امر پر ہوئی کہ تبلیغ حکم منزل مشتمل
منافع اور حکم پر ہے اور مخاطب بھی حکیم ہو اور حکیم کی شان نہین کہ ترک کرے اوس فعل کو جو مشتمل
منافع اور مصالح پر ہو بلکہ یہہ لازم کہ ایسے فعل پر مستعد و آمادہ اور حریص اور دلدادہ ہو پس
لفظ رب سے ترتیب و تحریص فعل ماموربہ پر بخوبی معلوم ہوئی اور یہہ بھی تاکید و اہتمام
ہے دربارہ تبلیغ حکم اور جبکہ اضافت لفظ رب کی طرف ضمیر مخاطب کے ملحوظ ہو تو ایک تاکید
اور ترغیب اور ہے تبلیغ حکم پر مستفاد ہو سکتی ہے اسلئے کہ پرورش کنندہ منعم ہے اور منعم
استحقاق شکر کا رکھتا ہے اور امتثال امر منعم یہہ بھی کہ ایک فرد ہے ادای شکر کے معنی یہہ ہوئی
کہ منعم حقیقی بجہت تربیت کی استحقاق اطاعت کا رکھتا ہو پس یہہ بھی تاکید ہے تبلیغ حکم پر
وجہ ششم تاکید کی جو مرتبہ کمال پر واقع ہے قول حق تعالی ہے وان لم تفعل
فما بلغت رسالتہ محصل معنی آیہ کریمہ یہہ ہے کہ اگر تمنے اوس حکم خدا کی تبلیغ نہ کی
تو نہین پہونچایا تمنے کسی رسالت کو خدا کی اس قول مین حق تعالی نے اُن تاکیدون سے
زیادہ تاکید فرمائی ہے یعنے خطاب کو عتاب کے ساتھہ منضم فرمایا ہے تاکہ مخاطب زیادہ تر آمادہ
امتثال ہووے اور عظمت اور علو شان اوس حکم محکم کی ظاہر ہو جاوے اور عتاب بھی وہ
کہ جو مرتبہ نہایت پر پہونچاوے یعنے سلب عہدہ نبوت اور منصب رسالت کا عدم تبلیغ پر لازم

ایسا ہی کہ جس سے حضرات انبیای عظام ورسولان کرام لرزان وہراسان رہے ہین پس
یہہ منتہای تاکید ہے تبلیغ حکم پر اور واضح ہو کہ بعضے قرا کو نین لفظ رسالت بصیغہ جمع
وارد ہے پس اس تقدیر پر اور بہی تاکید وتہدید مفہوم ہوئے اور عظمت اس حکم ضروری کی
معلوم ہوئی اور ظاہر ہوا کہ وہ حکم ایسا ہی کہ اوسکی عدم تبلیغ سے رسالات سابقہ کی تبلیغ
کالعدم ہوجاینگی اور چونکہ عدم مرواقعی اور ثابت کا ہو نہین سکتا پس معنی یہہ ہونگے
کہ نفع اور اثر سابقہ کا باقی نہ رہیگا اور وہ سب ناتمام ہوجاینگے اور شک نہین کہ اہل
عقل وفہم اس تاکید کو عظیم تر جانتے ہین اور اس آیت مین بہت سے نکات ودقائق ہین
اور تفصیل اونکی آیندہ معلوم ہوگی انشاءاللہ تعالے وجہ ہفتم تاکید کی وہ ہے
جو لفظ وان لم تفعل سے ظاہر ہوتی ہے اور ہرچند معنی تاکیدی اس کلام اعجاز نظام
کی وجہ سابق مین بیان ہوئی لیکن وہ تاکید متعلق معنی کلام سے تہی اور یہہ متعلق بلفظ مذکور
ہے الحاصل نفی فعل کے معنی عدم تبلیغ رسالت کی ہین اور اسی امر پر جزا مرتب ہوئی ہے
اور عدم تبلیغ جیسے فی الفور صادق آتی ہے ویسی ہر زمان مستقبل مین بہی اور اگر فی الفور
تبلیغ حکم عمل مین ناوے تو ضروری کہ اوسپر بہی جزا مرتب ہو ورنہ جزا لازم نہوگی اور یہہ
خلاف مفروض ہے پس فوریت وجوب تبلیغ کی اس لفظ سے لازم آیگی جیساکہ صیغہ
امر سے سابق مین پس تکرار وجوب فوریت کی عین تاکید ہے اور از بسکہ وجوب اس واجب
کا مقید اور مشروط کسی قید اور شرط سے نہین ہے پس یہہ واجب واجب مطلق
ہوگا اور اسکی مقدمات بہی جنسے وہ واجب متحقق ہوتا ہے اور بغیر اونکے تمام نہین
واجب ہونگے جیساکہ سابق مین بیان ہوچکا ہے پس ذکر وجوب متعلق کا بہی مکرر
ہوگا اور یہ تکرار بہی تاکید ہے اور مخفی نرہے کہ مراد فوریت وجوب سے پہلا
زمانہ ہے جو بعد امر کے آوے اور اوسمین وقوع اوس واجب کا اور اوسکی مقدمات کا
ممکن ہو پس گذرنا زمانے کا تحصیل مقدمات مین منافی فوریت وجوب واجب کا نہوگا

اسواسطے کہ فعل اوس واجب کا موقوف ہے اوسکے اسباب و شروط پر کما لا یخفی اس وقعیہ کو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ اکثر شبہات اس سے دفع ہونگے اور مباحث آیندہ مین اس وقعیہ کی ضرورت بہ تفصیل معلوم ہوگی فلا تغفل وجہ ہشتم تاکید وہ ہے جو لفظ فما بلغت رسالتہ سے مفہوم ہوتی ہے بیان اس تاکید کا یہ ہے کہ بلغت جو مقام جزا مین ہے صیغہ ماضی کا ہے اور معنی اوسکے مستقبل کے مین پس باوجود ارادہ معنی استقبال اختیار کرنا صیغہ ماضی کا اور ترک کرنا لفظ مستقبل کا حکیم علیم سے خالی از حکمت و مصلحت نہین اور ضروری کہ اسمین کوئی نکتہ ہو اور نکتہ یہ ہے جو علم معانی اور کتب فصاحت و بلاغت مین مذکور ہے کہ ماضی واقع اور متحقق ہوتا ہے اور صیغہ ماضی دلالت کرتا ہے وقوع اور تحقق پر پس اختیار کرنا لفظ ماضی کا اس حکمت سے ہے کہ مخاطب کو معلوم ہو کہ تحقق اس جزا کا حتمی ہے کسیطرح کا شبہہ و شک اوسمین نہین جیسے امور واقعیہ مین کوئی شک نہین پس اول تو جزا بجب معنی لازم تھے اسلئے کہ وہ تالی واقع ہوئی مقدم شرطیہ کی اور قضیہ شرطیہ مین تالی لازم ہوتا ہے مقدم کو جیسا کہ علم منطق بلکہ علم ادب مین بھی ثابت ہو چکا ہے اب جبکہ جزاے شرط بصورت ماضی مذکور ہوئی تو تحقق اوسکا اور بھی یقینی اور لازم الثبوت ہوگا پس تکرار معنی لزوم و ثبوت مستفاد ہوئی اور یہ عین تاکید ہے فاحفظ وجہ نہم تاکید کی یہ ہے کہ حکیم علیم نے اکتفا خطاب باعتاب پر نہین فرمایا بلکہ اپنی رحمت کاملہ اور رافت شاملہ بھی اسکی ساتھ شریک کی اور اپنی لطف عمیم اور احسان عظیم و رفعت شان نبی کریم کو ظاہر کر دیا اور وعدہ امان و ضمان و حفظ تام از شرور منکرین کیا فرمایا واللہ یعصمک من الناس یعنے خدای تعالی بچائیگا تمکو شرور مردم سے اس جملہ مین جو تاکید تبلیغ حکم منزل پر ہے عقلاء آفاق اور فصحای باذوق اوسکو عظیم تر سمجھتے ہین خصوصا جبکہ یہہ رافت بے حساب از جانب رب الارباب بعد از خطاب پر عتاب تند تر از گلاب واقع ہوا اور یہ تاکید مستفاد معنی الفاظ فصاحت بنیاد سے

ہوتی ہے اور جو تاکیدین الفاظ سے مستفاد ہوتے ہین وہ اس پر علاوہ اور زائد ہین از انجملہ
وارد کرنا جملہ اسمیہ کا ہے جو دلالت کرتا ہے دوام اور ثبوت اور تحقق پر چنانچہ علم فصاحت
وبلاغت مین مذکور ہے پس یہہ امر باعث ترغیب وتحریص امر تبلیغ پر ہے کما لایخفی از انجملہ
مقدم کرنا مسند الیہ کا یعنے لفظ اللہ کا ہے اور یہہ تقدیم بنا بر قواعد مقررہ علم معانی فائدہ تقریر
حکم کا دیتی ہے اور حکم وہی وعدہ عصمت ہے اور یہہ وعدہ داخل تاکید واہتمام ہے پس تقریر حکم
عصمت مستلزم تقریر حکم تبلیغ ہے اور یہہ تقدیم مسند الیہ مین تاکید واہتمام حکم مطلوب ہے
واز انجملہ یہہ ہے کہ لفظ ناس اس کلام صدق اساس مین معرف اور محلی ہے حرف تعریف سے
اور جمع بھی ہے اور جمع محلی باعلام فائدہ عموم کا دیتی ہے پس معنی یہہ ہوئے کہ منکرین اشرار اور
کفار اور فجار کو ہی آسیب وآزار مخاطب سید ابرار رسول مختار کو نہین پہونچا سکتی ہیں
اسطرح کی عصمت اور بھی باعث ترغیب وتحریص ہے حکم منزل پر خصوصًا جبکہ وعدۂ عصمت
بصیغۂ مضارع مذکور ہو جو مشترک ہوتا ہے درمیان حال واستقبال کے بنا بر اکثر مذہب پس اس
صیغہ سے عموم عصمت کا دونون زمانون مین ظاہر ہوگا اور یہہ بھی کمال تحریص وترغیب ہے تبلیغ
حکم پر کما لایخفی علی اولی الاحلام وجہ دوم تاکید کی خاتمہ کلام اعجاز نظام یعنی قول حکیم
علام ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ اسلئے اس مقام مین باعتراف اکثر مفسرین
مثل علامہ زمخشری وفاضل بیضاوی وغیرہما بمعنی تمکین واقتدار ہے پس معنی یہہ ہونگے کہ خداوند
حکیم بمقتضای لطف عظیم قدرت نہ دیگا کفار اشرار کو تمہاری ایذا وآزار پر پس یہہ جملہ بمعنی مانند
جملۂ سابقہ مشتمل بر وعدہ عصمت پر ہے اور تاکید کرتا ہے مضمون سابق کو پس یہہ دلالت کریگا
تاکید پر حکم منزل کے وہو المقصود اور مخفی نرہے کہ تکرار وعدہ عصمت سے اسمقام مین
ایک فائدہ اور بھی حاصل ہوتا ہے یعنے اس آیت مین اشارہ ہے طرف اس امر کے کہ ایذا دہی
سرور کائنات کی شان اہل ایمان نہین اور جو مستعد اس امر عظیم پر ہو وہ کافر ہے خواہ اظہار
اسلام کرے اور یہہ بھی اظہار کمال علو منزلت ورفعت شان خیر آخر الزمان ہے اور اس سے زیادہ

تحریص و ترغیب اپنے رسول حبیب کی تبلیغ حکم منزل پر مستفاد ہوئی یہہ ہین وجوہ عشرہ
جو بکمال اینجانب اوس رسالہ نایاب رشک در خوشاب لبند خواطر اولو الالباب سے
مذکور ہوی اور ضمن مین ان وجوہ کی اور بہی تاکیدین بیان ہین اگر مجموعہ ان وجوہ عشرہ کا
لیا جاے تو بالاستقلال ایک تاکید عظیم ازجانب حکیم متعال سمجھی جائیگی ناظر منصف کو اسکے
ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جسقدر وجوہ تاکید اس مقام مین بحسب لفظ و معنی مذکور ہین
تمام قرآن مین ایسی کسی حکم مین احکام سے اور کسی آیت مین آیات معجز نظام سے مذکور نہین ہین
اور عاقل لبیب اور دانشمند اریب کو اسقدر کافی و وافی ہے وَان ابیت الا التفصیل
والتکمیل فعلیک بالرجوع الی الاصل الاصیل فانک تجد فیہ مرا غما کثیرا و نصیرا بافہن
الاشیاء بصیرا و باحسن الاسرار خبیرا و اذا رایت ثم رایت نعیما و ملکا کبیرا و کفی بربک
هادیا و نصیرا **افائدہ ثانیہ و تعیین حکم منزل ازجانب خدای عزّ و جلّ**
ہرگاہ وجوہ اہتمام و تاکید بروجہ مزید بعنایت پروردگار مجید باسلوب جدید و عنوان سدید
بیان ہوی تو اب ہم کہتے ہین کہ وہ حکم منزل جسکے تاکیدین بروجہ اختصار بیان ہوئین ایک امر
خاص اور حکم نہین تہا غیر مبہم اور نہ جمیع احکام شرعیہ او دلیل اس مطلوب جلیل پر اولا اقوال
جمہور مفسرین اہلسنت ہین دربارہ شان نزول **وثانیاً** احادیث صحاح و صحاح احادیث
منقول از ثقات و عدول **وثالثاً** نقل متواتر از اہلبیت رسول صلوات اللہ علیہم
واجبیت القبول اور یہہ دلائل بتفصیل تمام کتب کلامیہ فضلاء امامیہ مین مذکور ہین اور تالیفات
متاخرین علماء اعلام اس بارہ مین معروف و مشہور ہین لیکن ازانجا کہ اوس فاضل بزرگوار نے
اوس رسالہ تازہ بہار مین قطع نظر فرمای ہو ضمیمہ روایت سے اور اقتصار کیا ہو اون وجوہ پر
جو ظاہر ہین الفاظ آیت سے لہذا کمترین نے چند وجوہ کو اوس رسالہ سراپا صواب سے انتخاب کرکے
درج کتاب کیا ہے تاکہ مطابقت مطلوب امامیہ کی الفاظ آیہ وافی ہدایہ سے ظاہر ہوجائے اور واضح
ہو کہ الفاظ آیہ کریمہ شاہد صادق اس امر پر ہین کہ مقصود باری تعالی کا تبلیغ حکم خاص ہے

اور بیان استدلال بانضمام قرائن حال و مقال چند وجوہ پر ہے وجہ اوّل یہ ہے کہ خداے
حکیم نے نبی کریم کو بلفظ رسول تعبیر فرمایا ہے اور یہ دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ وصف عنوانی
رسالت کا اوس جناب مین زمان خطاب مین مذکور ہوی اسلیے کہ رسول مشتق ہے اور مبدء
اوسکا رسالت ہے اور صدق مشتق کا کسی ذات پر مستلزم ہے اس امر کو کہ مبدء بھی اوس
ذات کے لئے ثابت ہو جیسا کہ علم اصول مین ثابت ہو چکا ہے الحاصل صدق رسول کا
مستلزم ثبوت رسالت ہے اور رسالت مین تبلیغ ہے پس لازم آیا کہ زمان خطاب مین وصف
تبلیغ کا اوس جناب مین موجود ہو اور اکثر احکام بانیہ جو قبل اس خطاب جدید کے نازل ہوے
ہون اونکی تبلیغ احکام فرماتے تھے تو پھر با وصف تبلیغ تکلیف تبلیغ جمیع احکام باین تاکید و
اہتمام از طرف حکیم علام بمنزلہ تطویل بلا طایل و تحصیل حاصل ہو جاویگی نعوذ باللہ منہا اور یہہ
خرابی اوسی وقت مین لازم آتی ہے کہ جب ما انزل سے جمیع احکام منزلہ مراد ہون پس متعین ہوگیا
کہ مقصود حکیم علیم کا لفظ ما انزل سے حکم خاص ہے از جملہ احکام و ہو المطلوب فی ہذا المقام
اور اس مقام مین ایک رمز لطیف اور سر شریف اور نکتہ دقیقہ اور فایدہ شقیقہ
ہے کہ اقل الانام از جانب مبدء فیاض مورد الہام ہوا ہی ہر چند بیان اوسکا کما حقہ
مقتضی تطویل کلام ہے لیکن مینے رعایت اختصار کو اپنے نفس پر لازم سمجھکر وہ نکتہ و
دقیقہ اس رسالہ مین بتقریر واضح ہدیہ ناظرین منصفین کیا ہے بیان اوس رمز الہامی
کا یہہ ہے کہ از جملہ بدیہیات اولیہ و قضایای جلیہ یہ ہے کہ رسالت اولا و بالذات
متعلق ہوگی باصول دین اسلام اسلیے کہ شان حکیم کی یہی ہے کہ پہلے توجہ و التفات
ہو طرف امور مہمہ اور اشیاء ضروریہ کی اور اس مقام مین مرسِل اور مُرسَل یعنی فرستندہ
اور فرستادہ شدہ دونون حکیم ہون پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ تبلیغ امور ضروریہ کی تو موقوف
رہی اور غیر ضروری کی تبلیغ اول کیجاے پس ضروری کہ اوس جناب نے بحکم رب الارباب اپنی
امت کو پہلی طرف اصول دین اسلام کی دعوت فرمائی ہو یعنی پہلے سب سے حضرت نے توحید

بارِیتعالی عزشانہ اور اوسکی صفات ثبوتیہ و سلبیہ اور اسماء حسنی کو خلق کیطرح پہنچایا
ہو اور شریک باری تعالی کی نفی کی ہو اور الوہیت اصنام کو باطل ٹھرایا اور بشارت و
انذار خلق کا بہشت و دوزخ سے کیا ہو اور اون سب معالم ایمانیہ اور معارف ربانیہ
کو بدلائل ساطعہ و براہین قاطعہ بیان فرمایا ہو کہ منکر و جاحد جسکی رد و انکار سے عاجز
و مبہوت ہو اور امر حق مثل آفتاب منجلی اور روشن ہو گیا ہو اور اپنی نبوت اور رسالت
پر بھی ایسی ہی دلائل ظاہرہ اور معجزات باہرہ قائم کئے ہون کہ ناظرین خصوصاً منصفین
کو مقام شک و شبہ باقی نہ رہگیا ہو اور مین نہین جانتا کہ اہل اسلام سے کوئی ان باتون
مین شک رکہتا ہو اور ازبسکہ تبلیغ ایکبار کی بیان کرنے سے تمام نہین ہوتی اسلیے
کہ اجتماع تمام خلق بلکہ تمام اہل بلد بلکہ تمام اہل محلہ کا ایک مقام اور ایک وقت مین متعذر
ہوتا ہے پس ضرور ہی کہ حضرت نے ان امور عظیمہ اور اصول قومیہ کو بکرات و مرات
اور باختلاف ازمان و اوقات اسطرح بیان کیا ہو کہ جس سے ہر شخص آگاہ ہو گیا ہو اور
حاضرین سے غائبین کو خبر پہونچگئے ہو اور شک نہین کہ حضرت نے امتثال اور تبلیغ حکم
الٰہی مین ایسا ہی کیا کہ جو حکم نازل ہوا اوسکو خلق مین پہونچایا اور اوسکی پہونچانی مین
سختیون اور دشواریونکو اوٹھایا اور ہجوم مخالفین اور عداوتونکی پروا انکی اور اونکا
اور اونکی ایذاؤن کا خوف نکیا اور اونکی عقاید فاسدہ کو بکمال تصریح و اظہار و اعلان مع
اخبار باطل فرمایا اور کچہہ خوف اونکا نکیا پس جبکہ حضرت رسالتمآب تبلیغ حکم رب الارباب
بکفار خانہ خراب فرما چکے تو اب تاکید در خصوص تبلیغ اور اوسپر تہدید بلیغ اور وعدہ
عصمت از شر ناس و سلب تمکین و اقتدار از کفار خسران اساس کیونکر منطبق باجرای
سابق پر ہو سکتی ہے کما لا یخفی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو حکم محکم جسکے بارہ مین ایسی
تاکیدات عظیمہ وارد ہوئی ہین نہ تبلیغ اوسکی طرف کفار و مشرکین کے مقصود تھی اور
نہ کفار کی مخالفت کو اوس حکم سے کوئی تعلق تہا اور نہ ایذا رسانی کفار عداوت پیشہ سے

اوسمین خطرہ و اندیشہ تہا بلکہ مقصود حکیم علیم کا تبلیغ طرف کافہ مسلمین کی ہی اور وہ حکم
محکم محل نزاع و خلاف و مقام تحاسد و تباغض او باشِ و اجلاف اور مقام ایذا رسانی
دشمنانِ نا انصاف بخدام رسول اشراف تہا پس حق تعالی نے اس حکم محکم اور امر عظیم
الشان کی تبلیغ کا حکم دیا اور اوسکی ترک پر تہدید کی اور وعدہ عصمت فرمایا اور اس امر
عظیم کی مخالفین کو قوم کافرین کی نام سے تعبیر کیا اسواسطے کہ منافق بھی کافر تھی چنانچہ
اوسکے معنی سے ظاہر ہے اور آیات قرانیہ بہی اسکی مؤید ہین اور تفصیل اسکی آئندہ مذکور
ہوگی انشاءاللہ تعالی پس ثابت ہوگیا کہ یہ حکم محکم اوس قبیل سے تہا کہ جسکی محکوم کافہ
اہلِ اسلام و جمیع صحابہ کرام و ہمراہیان رسول انام اور مخالف اسکی منافقان بد انجام
مورد طعن و الزام تہی پہر بعد تامل و امعان نظر معلوم ہوتا ہے کہ وہ حکم منزل
جو محل ثوران فتنہ و فساد و مخالفت ارباب عناد و موجب وعدہ عصمت رب عباد
با پیغمبر قدسی تہا ضروری کہ مشتمل ہو تفضیل و ترجیح بعض صحابہ پر بعض اور اوس کی ترجیح
و تفضیل بعض صحابہ کی بعض پر لازم آتی ہو اسواسطے کہ مساوات جملہ صحابہ درجات اور مراتب
مین اگر بیان ہوتی تو یہ امر مفروض نہ محل مخالفت و مخاصمت بین الاصحاب تہا نہ محتاج
وعدہ عصمت از جانب رب الارباب بلکہ اسطرح مشترک و عام از صبح تا شام بلکہ لیالی و ایام
اور شہور و اعوام مین بکرات و مرات ظاہر ہوا کرتی تہی مانند صلواۃ و صیام و دیگر
فروض و احکام جنمین نہ کوئی اختلاف پیدا ہوتا تہا اور نہ ایسی اختلاف سے فتنہ و فساد
ہو پیدا ہوتا تہا پس ضروری کہ اوس حکم سے ترجیح ایک فرد کی صحابہ میں سے جمیع افراد پر لازم آتی
ہو اور محض ترجیح نہین بلکہ افضلیت مطلقہ یعنی جمیع صحابہ کسی امر مین معادل اور مماثل
اوس افضل الناس قدسی اساس سے نہون بلکہ نہ محض ترجیح اور نہ صرف افضلیت مطلقہ
بلکہ فضیلت کہ جسمین مفضول محکوم در تبلیغ و منقاد افضل کا ہو اور افضل کو ریاست عامہ
مفضول پر حاصل ہو اور ظاہر ہے کہ ریاست منصب دنیا ایک مرغوب و محبوب اور اہل دنیا

نزدیک مطبوع و مطلوب ہے اور اسکی طلب مین حسد و خصومت اور لداد اور
نزاع اور فتنہ اور فساد برپا ہوی اور ہر شخص نے اسپر دندان حرص و آز دراز
کیا اور اسکا مشاہدہ از سلف تا خلف بلکہ از آدم تا ایندم ہوتا چلا آیا ہے پس سواے
امر امامت و ریاست کی کوئی امر ایسا نہین ہے جو منشاء فتنہ و فساد و وعدہ
عصمت رب العباد ہووے پس معین ہوا کہ حکم محکم امامت ہے اور حق یہہ ہے
کہ سواے امامت کے اور کوئی احتمال ہو نہین سکتا اسلیے کہ ترجیح کسی شخص کی جملہ
اشخاص پر یا افضلیت مطلقہ کسی شخص کی اگر باعث حسد و بغض ہون تو یہ نسبت
اوسی شخص افضل کی ہونگی نہ بہ نسبت اوس بیان کنندہ کے بخلاف اس کی کہ وہ شخص
جو بیان افضلیت بعض اشخاص کرتا ہے وہ بادشاہ دین و دنیا ہو اور وہ کسی شخص
کو بحکم خدا منتخب کرے اور اپنا خلیفہ و جانشین بناے اور ریاست امت بعد اپنی اوسکو
عطا کرے چونکہ نفوس بشریہ پر طمع حکومت و ریاست غالب ہے پس جو لوگ طالب ریاست
ہین اگر اوس سے محروم رہین تو البتہ اوس سلطان اور حاکم وقت سے برسر پرخاش ہو جاتے
ہین کہ سلطان نے اپنا خلیفہ اور جانشین ہمکو نکیا اور فلان شخص کو بہرہ خلافت سے دیا
پس وعدہ عصمت مناسبت امامت سے رکہتا ہے اور چونکہ خلافت و امامت بمعنی نیابت
پیغمبر کی ہے پس جسطرح نبی کی نہونے سے دین مین خلل ہوتا ہے اسیطرح امام کی نہونے سے شریعت
برہم ہو جاتی ہے اور فائدہ رسالت کا حاصل نہوگا اور معنی وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ
اس تقدیر پر بخوبی منطبق و درست ہو جاینگی پس ضرور ہوا کہ مراد اوس حکم منزل سے جسکی تبلیغ
اعلای مرتبہ وجوب پر واقع ہے امامت ہووے اب ہم کہتے ہین کہ جب باریتعالی
نے امر مختوم امامت و سر مکتوم خلافت ایسی اہتمام سے بیان فرمایا کہ جسکا نظیر آیات
قرآنیہ مین نہین ہے اور اوسکا ذکر تا آن ملکہ تا انتہاے [illegible] تا بقاے زمان و بقاے
عالم امکان باقی ہے اور رہیگا پس اسیطرح اسکی تبلیغ بھی ایسی اہتمام کے ساتھہ ہو کہ جسکا

نظیر احکام شریعت مین نہ پایا جاتا ہو اور اوسکا ذکر بھی صفحہ روزگار پر یادگار ہو اس طرح
پر کہ جب کوئی شخص ذکر اس آیہ کریمہ کا زبان پر لائے تو اوسکی ساتھ اوسکی تبلیغ اور
اوسمین اہتمام تام اور سعی بلیغ بھی یاد آجای اور ایسا ماجرا کہ جسمین اظہار امامت بکمال
جد و جہد و اعلان و اجہار ہوا ہو بجز غدیر خم کوئی نہین پایا جاتا اور غدیر خم مین بجز امامت
امیر کل امیر سلطان یوم الغدیر شاہ خیبر گیر نفس بشیر و نذیر اور کسی کی امامت بلافصل
مذکور نہین تھی پس خلافت امیر المومنین کی اس کریمہ سے لازم آئی وہو المطلوب اور بوجہ
آخر ہم کہتے ہین کہ مورد اس امامت کا بجز ذات بابرکات امیر المومنین علی ابی طالب
علیہما السلام اور کوئی ہو نہین سکتا اور دلیل اس پر اجماع امت ہے بیان اسکا یہ ہے کہ
حضرات سنیہ متفق ہین اس امر پر کہ رسول خدا نے امر امامت مین نص نہین فرمائی اور نہ
کسی کو اپنا خلیفہ اور جانشین کر گئے اور نہ خداوند عالم نے نصب خلیفہ کیا اور نہ اپنی حبیب کو
حکم دیا پس اہل سنت کی نزدیک کوئی شخص امام منصوب من اللہ والرسول نہین ہان بعد
پیغمبر برحق کی جسکو خلق نے خلیفہ کر لیا اور پنچایت مین وہ مقدم ہوگیا امام کہلائیگا اور حضرات
شیعہ امامیہ کا بھی اتفاق ہے اس امر پر کہ خلیفہ بلافصل رسول بجز علی ابن ابیطالب علیہما السلام
اور کوئی شخص نہین ہے پس امامت غیر علی ابن ابی طالب علیہما السلام کے نفی ثابت ہوئی باجماع
اہل اسلام باقی رہی امامت امیر المومنین تو شیعہ اوسکو تسلیم کرتے ہین اور ثابت جانتے ہین اور
سنی اسمین خلاف کرتے ہین اور جبکہ یہ آیہ وافی ہدایہ دلالت کرتا ہے تعیین امر امامت پر اور
امامت غیر امیر المومنین کے باطل ہے باجماع پس امامت اوس جناب کی ضرور متعین ہوگئی
ورنہ مصداق آیہ کریمہ کا متحقق نہوگا اور تبلیغ اس امر ضروری کی جانب رسول مقبول سے
عمل مین نائی گی بلکہ تمام تاکید خداوند مجید و سعی بلیغ رسول حمید معاذ اللہ نعوذ لاطائل
کہلائیگی اور سب محنت خاک مین ملجائیگی اور درہمی اور برہمی امر دین مین لازم آئیگی پس بالیقین
مراد حکم منزل سے اس آیت مین امامت امیر المومنین ہوگی وہو المطلوب اور مخفی نہ رہے

کہ یہہ تقریر بنا بر اس احتمال کے ہمنے بیان کی ہی کہ مورد آیہ کریمہ امر امامت قرار دیا جای اور
چونکہ یہی احتمال قوی بلکہ عین تحقیق و صواب تہا اسلیئے تقریر اثبات کی اس تقدیر پر مقدم
بیان کی گئی اور اگر مورد آیہ بیان ترجیح بعض صحابہ یا بیان افضلیت مطلقہ قرار دیا جاے
تب بہی مقصود شیعہ بخوبی حاصل ہو سکتا ہے اور بیان اسکا یہہ ہے کہ اس
تقدیر پر مفاد آیہ کریمہ کا یہہ ہوگا کہ تبلیغ اس ترجیح اور افضلیت مطلقہ کی رسول خدا پر واجب
ہے اور اگر تبلیغ اسکی نکی تو گویا رسالت ادا نہیں کی اور اگر تبلیغ کی تو حق تعالی محفوظ رکہے گا
اوس جناب کو شر ناس سے ہر چند صاحبان فہم اور اہل مذاق اس معنی کو پسند نہین کرتی لیکن ہم
کہہ سکتی ہین کہ وہ ترجیح و افضلیت اگر مستلزم امامت ہے تو وہی تقریر جاری ہوگی جو ابہی کی گئی
اور اگر محض افضلیت ہے تو افضل ناس بعد رسول خدا منحصر ہے دو شخصو نمین یا نفس رسول
مختار حیدر کرار یا حضرت یار غار پس مصداق اس آیت کی یا حضرت امیر ہونگی یا خلیفہ اہلسنت
شق ثانی باطل ہے اسلیئے کہ یاوران خلیفہ روز سقیفہ فضائل بکری اور مناقب یار غار کو شمار
کرتی تہی اور جو جو چیزین انکے نزدیک موجب فضیلت جانتی تہی اونکو بیان کرتی تہی اگرچہ وہ مفید
مطلوب یا حقیقت مین خوب نہو لیکن ایسی منقبت صریحہ اور فضیلت صحیحہ اونکی نصیب مین
ہوتی تو یاوران و انصار اور طرفداران یار غار ضرور اوسکا نام لیتی بلکہ اوسکو طشت از بام کر دیتی
علاوہ اسکے کوئی اہل اسلام سے اس امر کا قائل نہین ہے پس مجرد احتمال کافی نہوگا اب لازم آیا کہ مورد
آیہ اس احتمال پر بہی فضیلت افضلیت جناب امیر ہے اور افضلیت مستلزم امامت ہے نزدیک
شیعہ کے اور رئیس اشاعرہ ابو الحسن اشعری کی نزدیک امام مین یہہ شرط ہے
کہ افضل ہو پس جبکہ افضلیت جناب امیر کی ثابت اور متحقق ہوئی تو امامت ابوبکر بنا بر مذہب
اشاعرہ صحیح نہوگی اسلیئے کہ حضرت ابوبکر تو بحکم آیہ کریمہ مفضول اور جناب امیر فاضل و افضل تہی
اور انتفاء شرط مستلزم انتفاء مشروط ہے پس جبکہ افضلیت جو شرط امامت ہے حضرت
خلیفہ ثانی مین متحقق نہوئی تو امامت کہ مشروط اوسی شرط سے ہے کیونکر متحقق ہوگی اور جب

امامت ابوبکر کی باطل ہوئی تو امامت جناب امیرؑ کی لازم آئیگی اسلئے کہ امامت
باجماع مسلمین منحصر انہین دونون مین ہی شاید یہی سبب ہو کہ حضرت یار غار صدیق
صداقت شعار بار بار زبان گوہر بار سے فرماتے تھے اقیلونی اقیلونی فلست بخیرکم و
علی فیکم یعنے مجکو خلافت سے معزول کرو معزول کرو مین تمہاری واسطے بہتر نہین
ہون جس حال مین کہ علی تم مین موجود ہین یہہ ہے تقریر الہامی جو لفظ ایہا الرسول سے
مستنبط ہوتی ہو اور احقر الانام نے باختصار کلام اسمقام پر اوسکو وارد کیا وجہ دوم
حقیقت حال ہمین امرون سے خالی نہین یا یہ کہ جناب رسالتمآب نے زمان نزول
آیہ کریمہ تک کوئی حکم نہین پہونچایا تہا یا سب احکام کی تبلیغ کی تہی یا اغلب اور
اکثر احکام کو تبلیغ فرمایا اور بعضے احکام مین متوقف تہے لیکن نہ ایسا توقف کہ منافی
منصب رسالت و نبوت ہو بنا بر شق اول صدق رسول کا اوس جناب پر
العیاذ باللہ مشکل ہوجائیگا اور ایسی تغافل و تساہل سے رخنہ بنیان رسالت مین
آئیگا اسلئے کہ تبلیغ لوازم منصب رسالت سے ہے اور انتفاء لازم مستلزم انتفاء ملزوم
ہے پس انتفاء مستلزم انتفاء رسالت ہوگا نعوذ باللہ من ذلک بلکہ یہہ احتمال باتفاق
مسلمین باطل ہے اسوجہ سے کہ طریقہ مستمرہ اور سنت مرضیہ اوس جناب کی متواتر
ثابت ہے کہ اوس جناب نے راہ خدا مین اباعد کو اقارب اور اقارب کو اباعد کر دیا اور
امتثال اوامر الہی کو جملہ امور پر مقدم رکہا اور تبلیغ احکام خدا مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت
نہیں کیا پس یہ احتمال جیسا کہ عقلا باطل ہے اوسیطرح نقلا بہی باطل ہے اور بنا بر شق ثانی نعوذ باللہ کلام معجز نظام
حکیم علام لازم آتا ہے نعوذ باللہ منہ اسواسطے کہ جب رسول مختار نے جمیع احکام پروردگار
کی تبلیغ فرمائی اور کسی امر مین توقف اور تامل نہ کیا تو پہر ایسی تاکید شدید اور عتاب اور تہدید اور اظہار
رافت مزید از جانب پروردگار مجید بے محل اور غیر مفید ہو گی بلکہ معاذ اللہ کلام فصاحت
قرآن مین [illegible] بمقتضای حال نہین وہ بلیغ نہیں اور فصاحت

قران یعنی بلاغت ہے جیساکہ علماء ادب نے تصریح کی ہے پس جبکہ مخاطب منہمک امتثال
مین ہے اور کسیطرح کوتاہی نہین کرتا اور نہ کبھی کی ہی اوس سے خطاب کرنا باین تاکید
تاکید خلاف فصاحت قرآن مجید بلکہ خلاف حکمت پروردگار مجید ہے تعالی اللہ عن ذلک
علوا کبیرا اور جب دونون احتمال باطل ہوی تو احتمال ثالث متعین ہوگیا وہ یہہ ہے کہ حضرت
رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ الاطیاب بعضی احکام مین توقف فرماتے تھے اور نظر بحکمت و
مصلحت اوسمین منتظر وقت رہتے تھے اور حق تعالی سے اوسمین طلبگار عصمت ہوتی تھے
اوسیطرح اور حکمتین توقف کی ہوتین نہین لیکن یہ توقف اور تاخیر نہ اس حد اور نہ اس
مرتبہ پر ہوتے تھے جسمین ترک تبلیغ لازم آئی اور منافی منصب نبوت و رسالت کہلاے
یہی وجہ ہے کہ حق تعالی نے ابتدا سے خطاب بلفظ یا ایہا الرسول کیا تاکہ معلوم ہوجای کہ
کہ یہ توقف منافی شان رسالت نہین بلکہ حضرات انبیاء ابرار ہرچند ہر امر مین منہمک
اور جان دادہ بجا آوری حکم حکیم علام مین تھی لیکن چونکہ مقرب بارگاہ خدا تھے اسوجہ نظر استکشاف حقیقت حال
یا دیگر مصالح اظہار مین تامل و توقف فرماتے تھے اور عذر کرتے تھے اور یہہ توقف اور عذر منافی
عہدۂ رسالت نہین ہوتا تھا اور نظیر اسکا ماجرای حضرت موسی و ہارون ہے کہ حق تعالے
نے اونکو مبعوث کیا طرف فرعون کے اور حکم دیا کہ فرعون کے پاس جاو اور اوسی گفتار نرم کرو
جای امید ہے کہ وہ نصیحت قبول کرے اور خوف کرے خدا سے چنانچہ قرآن مجید مین یہہ امر بجا
مذکور ہے اور حضرت موسی اور ہارون کی جانب سے جو اس حکم کے مقابل مین عذر ہوا ہے
وہ بھی قرآن مجید مین مکرر مذکور ہے از انجملہ یہہ ہے قالا ربنا اننا نخاف ان یفرط علینا
او ان یطغی یعنی موسی و ہارون نے اس حکم کی جواب مین کہا کہ پروردگارا ہمکو
خوف ہے اس امر کا کہ وہ ہمپر ظلم کرے یا حد سے گذر جائے آپ دیکھیے کہ یہہ کلام عین عذر
ہے در برابر حکم حاکم حکیم لیکن حق تعالی نے اسکو منافی منصب رسالت نہین قرار دیا بلکہ
جواب مین ہر دونون بزرگوارونکے فرمایا لا تخافا انني معکما اسمع واری یعنی تم دونون

نمبروبتحقیق کہ مین تمہارے ساتھ ہون سنتا ہون اور دیکھتا ہون و ایضاً
نظیر اسکا وہ آیہ کریمہ ہے جو بخطاب جناب ختمی مآب نازل ہوی تھی سورہ حجر پارہ
سیزدہم فاصدع بما تومر واعرض عن المشرکین انا کفیناک المستہزئین
الذین یجعلون مع اللہ الہا اخر فسوف یعلمون اس آیہ کریمہ کی الفاظ سے بصراحت
ظاہر ہی کہ حضرت رسالت بعضے احکام کی اظہار و تبلیغ مین متوقف تھی حق تعالی نی اوس
مصلحت کو دفع کیا یعنی خوف کفار کا برطرف فرمایا اور جماعت کفار کو نگونسار کیا اور معرض
ہلاک مین ڈالا اور بہ حکم دیا زحمت کشی کا تبلیغ احکام مین اور قطع نظر دلالت لفظ آیہ سے
جمہور مفسرین نے خصوصا امام فخر الدین رازی اور دیگر محققین اہل سنت نے لکھا ہے کہ
حضرت ابتدای بعثت مین بخوف کفار قریش آیات قرآنیہ اور احکام ربانیہ کو اخفا کرتے تھے
یعنے چھپاتے تھے حق تعالی نے وعدہ نصرت فرمایا اور کفار کو ہلاک کیا اور حدیث سے
بھی بکمال تائید اس احتمال کی پیدا ہے اسواسطے کہ علماء فریقین نے بروایات معتبرہ نقل
کیا ہے کہ شب معراج مین چھ مہینے کے روزے اور پچاس رکعتین نماز فریضہ دن رات مین
واجب کی گئی تھی اور بارگاہ الٰہی سے حکم نافذ ہوا تھا کہ اپنی امت کو اس حکم کی خبر کر دو اور اونکو
اسکی وجوب سے آگاہ کر دو پس جناب خاتم النبیین نے بمشورہ حضرت موسی کلیم اللہ بار بار زبان
عذر کو وا کیا اور اس حکم شدید مین تخفیف کو طلب کیا اور رفتہ رفتہ روزے ایک مہینے کے
اور نماز پنجگانہ روز و شب مین باقی رہی اسیطرح قرآن و حدیث سے بہت سے نظایر مین
کہ تفصیل اوسکی خارج وضع رسالہ سے ہے الحاصل معلوم ہوا کہ مورد اس ایہ کریمہ
کا ایک حکم خاص ہے کہ جناب رسالت مآب اوسکی تبلیغ مین منتظر وقت و مہلت اور طلبگار
تھے وعدہ عصمت کی اور یہہ توقف منافی منصب رسالہ تھا اور چونکہ اس فائدہ مین بیان
اس امر کا مقصود ہی کہ مراد ما انزل سے حکم خاص ہے نہ جمیع احکام و اسی مطلب پر وجہین
قائم کیجاتی ہین اسلیے ناظر منصف کو اس کلام تفصیلی سے جو وجہ دوم مین وارد کیا گیا ہے

یہ مطلوب بغیر شئے زائد حاصل ہو سکتا ہے بلکہ بعد تامل و تعمق ایک دلیل
جدید اس مطلوب پر شدید پر حاصل ہو سکتی ہے اور وہ یہ ہے
کہ آیہ فاصدع بما تومر اور آیہ یا ایہا الرسول بلغ جسکا ذکر اس رسالہ مین مقصود بالاصالہ
ہے یہہ دونون آیتین ایک وقت اور ایک زمانہ مین نازل نہین ہوئی ہین بلکہ ہر ایک
کے لئے ایک زمانہ معین ہے ممتاز دوسرے زمانے سے پس دو حال سے خالی نہین یا آیہ فاصدع
اپنی نزول مین مقدم ہے آیہ یا ایہا الرسول پر یا امر بالعکس ہے اور ہر تقدیر مورد ہر آیت
کا ایک حکم خاص ہوگا اسلئے کہ اگر مورد دونون آیتون کا واحد ہو تو یہ تاکید بالا ہی تاکید
فضول ہو جاتی ہے اور رخنہ بنیان رسالت مین واقع ہوتا ہے کہ باوجود تاکید کے حضرت نے
توجہ طرف تبلیغ کے نہ فرمائے کہ دوسری آیت کی نازل ہونے کی نوبت آئی اور ایسے امر
فاسد سے شان خدا اور رسول بری ہے نعوذ باللہ من ذلک پس لازم ہے کہ جسطرح سے دو
آیتین علیحدہ علیحدہ ہین اوسیطرح اونکی مورد بھی جداگانہ ہون اور یہ امر اسطرح ہو
سکتا ہے کہ مورد آیہ فاصدع کا وہ حکم ہے جو مقابل کفار نازل ہوا تھا اور مخالف اور
منکر اوس حکم کے مشرکین تھے اور یہ آیہ غدیر کا مورد ایک حکم خاص ہے جو مقابلہ میں
منافقین کے وارد ہوا اور مخالف اوسکے منافقین تھے تشریح ہر کیا ہو عادہ کفایت شرور استہزا کنندون
سے ہے جو شرک بجا لاتے تھے اور آیہ ثانیہ مین وعدہ عصمت شرور منافقین سے ہے پس
دونون آیتون کی مضمون کی تطبیق بخوبی ہو جائگی اور منافات موہومہ برطرف
ہووینگی اور ظاہر ہو جائیگا کہ ہر ایک آیت کا مورد حکم خاص ہے اور یہی مطلوب ہمارا ہے
فافہم وجہ سوم وارد کرنا لفظ ماضی کا جملہ بلغ ما انزل الیک مین دلیل اس امر پر ہے کہ
جمیع احکام کی تبلیغ اس آیت مین مراد نہین اسلیے کہ اگر جمیع احکام مراد ہوتی تو مقتضائے
قواعد ادب یہ تھا کہ عموم بحسب زمان ہوتا تخصیص زمان ماضی کی نکی جاتی بلکہ یا تو صیغہ
ماضی اور مضارع دونون کا مستعمل ہوتا باین طور یا ایہا الرسول بلغ ما انزل و ینزل الیک

من ربک اور صیغہ مضارع کا مذکور ہونا اور زمان ماضی بسبب قرب حال کے ملحق ہو جاتا
اور مقصود تجدد فعل ہونا پس افادہ کرتا عموم ازمنہ کا جیسا کہ آیہ فاصدع بما تؤمر و
اعرض عن المشرکین مین ہوا چونکہ مقصود حق تعالی کا یہہ ہے کہ وہ سب احکام اور وہ سب
چیزین بیان کیجائین جو رد کرتے ہین عقائد باطلہ کفار کو خواہ کسی زمانہ مین نازل ہوئے
ہون اسلئے صیغہ مضارع کا اختیار فرمایا تاکہ عموم ازمنہ مستفاد ہو بواسطہ تجدد و
وحدوث پس معلوم ہوا کہ تبلیغ حکم خاص کی منظور ہے نہ تبلیغ جمیع احکام خصوصًا
جبکہ آیہ دیگر مین صیغہ ماضی و مضارع کا مستعمل ہوا پس یہہ بھی قرینہ قویہ ہے
ارادہ حکم خاص پر وہو المطلوب وجہ چہارم یہہ ہے کہ قول حق تعالی فما بلغت
رسالتہ شاہد صادق اس امر پر ہے کہ جناب رسالتمآب قبل نازل ہونے اس
آیت کے تبلیغ رسالت فرمایا کرتے تھے اور خداوند حکیم نے بر تقدیر عدم تبلیغ حکم منزل الیک
رسالتون کو بمنزلہ عدم کی قرار دیا ہے اور نازل کرنا وجود شی کا بمنزلہ عدم کے ایک فن ہے
فنون فصاحت سے ہے اور یہہ معنی جو لفظ آیہ سے مفہوم ہوتے ہین بسبب شدت وضوح
محتاج بیان نہین حتی کہ اذہان خلق کے سوای اس معنی کی اور طرف نہین جاتی اور نہ کوئی
معنی اسکے سوا سمجھتے ہین پس ضرور ہوا کہ مراد ما انزل سے امر خاص ہو کہ جس کی انتفاء سے
انتفاء رسالات سابقہ کا لازم آتا ہو اور یہی مطلوب ہے اور تقریر آخر بتصریح زمخشری
و فاضل بیضاوی و دیگر مفسرین معلوم ہوتا ہے کہ بعضے قرا نے لفظ رسالت کو اس آیہ
مین بصیغہ جمع پڑھا ہے پس جمع ہونا لفظ رسالت کا اور مفرد ہونا لفظ ماضی کا شاہد عادل
اس امر پر ہے کہ مراد ما انزل سے امر خاص ہے نہ عام فافہم وجہ پنجم قول حق تعالے
وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ الخ ارادہ جمیع احکام سے ہے اور اس کی معنی مین
تامل کرنے سے لازم آتا ہے کہ مقصود تبلیغ حکم خاص کی ہے بواسطے کہ اول خداوند عالم نے ما انزل
کی تاکید فرمائی اب فرماتا ہے کہ اگر تم نے ایسا نہ کیا چونکہ نفی وسے لفظ پر وارد ہونا چاہیے

جسکا اثبات مقصود ہو پس بر تقدیر ارادہ جمیع احکام معنی کلام یہ ہونگے کہ اگر تمنے جمیع احکام کو نہ
پہونچایا پس یہ شرط ہوئی اور جزا یہ ہوئی کہ تمنے رسالت کو ادا نہ کیا اور نہ پہونچایا چونکہ
جمیع احکام کا نہ پہونچانا اور رسالت کی تبلیغ نکرنا ان دونون کے معنے واحد ہین پس جزا و شرط
کی اجتماع سے معنے کلام یہ ہونگے کہ اگر تمنے رسالت کو نہ پہونچایا تو تمنے رسالت کو نہ پہونچایا
پس اتحاد شرط و جزا کا لازم آیا حالانکہ ان دونون مین مغائرت واجب ہے اسلئے کہ بنا بر مشہور
بین الجمہور شرط سبب ہے اور جزا مسبب اور اتحاد درمیان سبب اور مسبب کے محال ہے
تاکہ تعلیل الشی بنفسہ لازم نہ آئے اور یہ استحالہ اوسیوقت مین لازم آتا ہے کہ جب شرط و جزا
دونون متحد ہون اور دونون سے معنی واحد مراد ہون اور یہ استحالہ بنا بر مذہب اہل سنت
کے ہے جو ما انزل سے جمیع احکام مراد لیتے ہین اور جب کہ مراد ما انزل سے مراد
امر خاص ہو تو اوسوقت مفہوم اس قضیہ شرطیہ کا یہ ہوگا کہ اگر تمنے اس رسالت
خاصہ کو نہ پہونچایا تو تمنے رسالت عامہ کو نہ پہونچایا پس اس صورت مین تغائر
درمیان شرط و جزا کے بحال رہیگا اور مقصود پہونچانا امر خاص کا ہوگا اور رہیت
منطبق ہوگی مطلوب امامیہ پر اور کوئی استحالہ لازم نہ آئیگا اور واضح ہو کہ
اتحاد شرط و جزا جو اوس مقام مین لازم آتا ہے حضرات اہلسنت نے اسکی دفع
مین جد و جہد بسیار کیا اور تاویلات دور از کار ذکر کیے ہین اور وہ سب
تاویلین از قبیل قصہ و افسانہ بلکہ حیلہ و بہانہ ہین کہ اصل اشکال
اور منشا اعضال لہ سے منہدم نہین ہوتی اور یہ تاویلین اس بنا پر
اختیار کیجاتے ہین کہ حضرات اہلسنت اس آیہ کریمہ کو تاکید قرار
دیتے ہین واسطے تبلیغ جمیع احکام کے اور مجمل آیت کا کوئی حکم
خاص نہین جانتے ہین جیسا کہ مذہب علمائے امامیہ کا ہی پس ضرور ہوا کہ وہ تاویلین
بیان کیجائین اور انکی وجوہ سقم پر بھی آگاہی اور تنبیہ واقع ہو تاکہ حقیقت اور صحت مطلوب امامیہ کی بخوبی واضح

پس جاننا چاہیے کہ حضرات اہل سنت نے تاویل آیہ میں وجوہ مختلفہ ذکر فرمائے ہیں جمہور
مفسرین اہلسنت نے کہا ہے کہ معنی وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ کے یہ
ہیں کہ اگر نہ پہونچایا تونے ایک کو اونمین سے تو تم ہوگے مانند اوس شخص کے جسنے تبلیغ
کی ہو کوئی چیز یہ جواب امام اہلسنت فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں جمہور مفسرین سے
نقل کیا ہے اور بعد اوسکے اس جواب کی تضعیف کی ہے اور کہا ہے کہ یہ جواب میرے
نزدیک ضعیف ہے اسلئے کہ جو شخص بعض بجالائے اور بعض کو ترک کرے پس اگر یہ کہا جائے
کہ اوسنے سب کو ترک کیا ہے تو یہ کذب دروغ ہوجائیگا اور اگر یہ کہا جائے کہ بعض کے
ترک کرنے میں وہ جرم ہوگا جو کل کے ترک کرنے میں ہوگا پس یہ بھی محال و ممتنع ہوگا راقم
الحروف کہتا ہے کہ امام اہلسنت نے جواب جمہور کو بکمال اجمال ادا کیا ہے اور جواد میں
فرمائی بنی تغافل ہے چونکہ وقت ضیق ہے لہذا ہم بسبیل اختصار ایک تقریر وارد کرتے ہیں کہ
جو جواب اور رد جواب دونوں سے متعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ مراد مفسرین کی واحد سے کیا ہے اگر
واحد معین ہے تو بھی مقصود شیعہ ہے اونکو اوسمین جائی بحث نہین لیکن مقصود تو تاکید تبلیغ
جمیع ما انزل ہے پس مناسب تہا کہ ترک جمیع کا ذکر کیا جاتا نہ ترک واحد معین کا اور اگر مراد
واحد غیر معین ہے تو البتہ ذکر اوسکا مقام ترک تبلیغ کل میں ہوسکتا ہے باین معنی کہ
کہ رفع مجموع کا بہ رفع جزو غیر معین ہوتا ہے لیکن اسصورت میں وہی اشکال
اتحاد شرط و جزا باقی رہیگا اسلئے کہ شرط و جزا دونوں میں رفع مجموع
معتبر ہے اور جواب امام کا جو حال ہے وہ ادنی تامل سے معلوم ہوجاتا ہے اس لئے کہ باب مجاز
واسع ہے اور مجاز نہ کذب ہے اور نہ اوسمین کوئی استحالہ لازم آتا ہے بلکہ جو حضرت امام حقی آیہ
من قتل نفسا فکانما قتل الناس جمیعا میں فرمائینگے وہی توجیہ جواب جمہور میں ظاہر
ہوگی ظاہرا حضرت امام کو اپنے جواب کی طرف ایسی توجہ تھی کہ اس کلام کی خامی پر

کیا نہ فرمایا اور جو جواب کہ بعد اس کے کہ امام سنیہ نے لکھا ہے وہ عنقریب مذکور ہوگا اور
صاحب کشاف نے ایک تقریر جواب کی اس طور پر بھی کی ہے کہ ترک تبلیغ و کتمان وحی
سبب عقاب ہے پس مراد ترک تبلیغ سے جزا مین عقاب ہے لیکن مقام جزا مین ترک تبلیغ کو واسطے
قائم کرنے سبب کے ذکر کیا ہے مقام سبب مین پس اس صورت مین لم تفعل سے مراد ترک تبلیغ ہے اور
ترک تبلیغ سے مراد جزا مین عقاب ہے پس شرط و جزا متغائر ہو گئے اور معنی یہ ہے کہ اگر تم نے تبلیغ
جمیع احکام نہ کی تو تم معذب ہوگے انتہے محصلہ واضح ہو کہ یہ جواب بھی خالی از سقم نہین اس لئے
کہ بنا اس جواب کی ارادہ معنی مجازی پر ہے اور معنی مجازی مین قرینہ ضرور ہے اور کوئی قرینہ کلام
مین نہین پایا جاتا کہ صارف ہووے حقیقی سے اور جب قرینہ صارفہ موجود نہین تو اصل حمل لفظ
کا ہے معنی حقیقی پر اور اس صورت مین اتحاد شرط و جزا کا لازم آئیگا بنا بر مذہب اہل سنت
اور استناد حدیث سے اس بار مین جیسا کہ صاحب کشاف نے کیا ہے ضعیف ہے اس لئے
کہ اولاً حدیث صریح نہین اس مطلب مین دوسرے صحت اوسکی اگر ہے تو پیش اہلسنت
بجہت رواۃ اہلسنت ہے نہ بمقابلہ شیعہ بلکہ بمقابلہ شیعہ مین تو وہ تقریرین زیبا ہین جو
نفس الفاظ آیت سے مستفاد ہوتے ہین پس باوجودیکہ ہر لفظ الفاظ آیہ سے منطبق معنی
حقیقی پہ بے تکلف و انضمام شائبہ مجاز ہے پس کیا ضرور ہے کہ تکلف کیا جائے
اور مجاز بعید کہ جس کی طرف اذہان عامہ و خاصہ متبادر نہ ہوتے ہون اختیار
کیا جائے اور محشر برازی نے کہا ہے کہ یہ اتحاد شرط و جزا کا ایسا ہے
کہ جیسا اتحاد مبتدا و خبر قول ابوالنجم مین ہے انا ابو النجم و شعری شعری
پس جسطرح کلام ابوالنجم مین یہ مراد کہ میرا شعر اس مرتبہ کمال پہ ہوتا ہے کہ
کہ اوسکے لئے انتہا صفت کافی ہے کہ میرا شعر ہے یعنے حمل مبالغہ
پر ہے اوسیطرح اس مقام مین ترک تبلیغ کی کوئی صفت تہدید مین اس
سے بڑہ کے نہین ہو سکتی ہے کہ وہ ترک تبلیغ ہے پس

یہ نہ تہانکی صفت ہی وعید مین انتہی محصلہ اقول یہ جواب بھی محض سخن سازی ہی کہ اور بقرینہ
پر معنی مجازی کا ہی اور جو اعتراض صاحب کشاف پر وارد ہوتا ہے وہی اس تقریر پر
بھی وارد ہوتا ہی بلکہ معنی اختراعی امام اہلسنت تو اسقدر مغلق ہین کہ اذہان عوام کالانعام
تفہیم و افہام اوسکے سمجھنے مین عاجز ہونگی چہ جاکہ ابتدا اوسکی طرف جائین اور حمل
کلام حکیم مطلق کا ایسی معنی مغلق کا پر باوجودیکہ معنی حقیقی بے تکلف بجاتی مین صحیح ہین نہ ہے
بلکہ سوائے حمل کے معنی حقیقی پر کوئے چارہ نہین فافہم الحاصل صاحبان فہم
مستقیم و ذہن سلیم کا بلکہ منتہیان علم ادب کا و متعلمان لسان عرب کا جب لفظ
آیہ کریمہ کو بنظر انصاف ملاحظہ کرین تو ادنا تامل سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ حکم محکم کا اور امر
جسکی تبلیغ پر ایسی تاکیدین کی گئے ہین جو کسی آیت مین مذکور نہین اس مرتبہ اور شان کی
ہی کہ اوسکی تبلیغ کی ترک کرنے سے انتفاء عہدۂ رسالت کا و منصب نبوت کا لازم آتا ہے

پس وہ حکم محکم ایک امر عظیم و جلیل کا اور اصل اصیل کی ہے اور حضرات
اہلسنت چونکہ محبت خلفائے ثلاثہ مین منہمک ہین توجیہات دور از کار زبان پر
لاتی ہین اور کلمات عاصیانہ سی زبان حق تعلیم کو آشنا فرماتے ہین اور عاقل
منصف خوب سمجھتا ہے کہ یہ جملہ تقریرین از قبیل کا تاویل کے و تسویل کا اور یہ
تمام اعذار از جنس عذر علیل ہین لیکن ایک تقریر جو اکثر مفسرین اہلسنت نے ذکر
کی ہے بحسب ظاہر نہین معلوم ہوتی ہے بلکہ منتہائے تاویلات سے بیان
اوسکا اس مقام مین واسطے دفع شبہہ کے ضرور ہے تاکہ ناظر منصف حقیقت
حال سے آگاہ ہو اور ضعف اوسکا بوجوہ ظاہرہ ہر شخص پر واضح ہوجائے پس
واضح ہو کہ وہ تقریر یہ ہے کہ رسالت و نبوت ایک منصب ہی کہ اوسکو تبلیغ
جمیع احکام کی لازم ہی خواہ قلیل ہین یا کثیر یا عظیم و خطیر ہون یا حقیر و یسیر کا
پس جبکہ صاحب منصب نبوت و رسالت ان احکام مین کسی حکم کی

تبلیغ کو ترک کریگا لا محالہ انتفاء رسالت لازم آئیگا پس جبکہ انتفاء رسالت ایک
لازم عام ہے کہ امر یسیر ہو اور حکم خطیر ہو دونوں کو لازم آتا ہی تو یہ آیت دلالت عظمت
اور رفعت شان پر اوس حکم محکم کی نکریگی اور نظیر اوسکی امر صلواۃ ہی
کہ یہ مشتمل ہے ارکان اور غیر ارکان پر پس جو شخص عمداً کسی امر کو واجبات نماز
سے ترک کریگا خواہ وہ واجبات رکن ہو یا غیر رکن ان دو نو صورتوں میں اوس کے
انتفاء سے انتفاء صلواۃ لازم آئیگا اور یہ انتفاء صلواۃ دلالت اس پر نکریگا کہ وہ امر واجب
رکن نماز تھا اسیطرح ترک تبلیغ بعض احکام سے انتفاء رسالت لازم آئیگا اگرچہ
وہ امر قلیل و یسیر ہو یہ وہ تقریر ہی جو جمہور مفسرین نے مثل بیضاوی وغیرہ کی ذکر
کی ہے اور فساد اس توجیہہ کا ارباب عقول سلیمہ اور اذہان مستقیمہ
پر مخفی نہیں ہے اور بیان اوسکا چند وجہوں سے اس مقام میں کیا
جاتا ہے اور تفصیل کلام محول رسالہ مذکورہ پر ہے جس سے انتخاب کیا گیا ہے
وجہہ اول اس تقریر سے لازم آتا ہے کہ رسالت ایک مجموع مرکب ہے اجزاء کثیرہ
سے اور ظاہر ہے کہ مجموع کی شان یہ ہو کہ وجود اوسکا موقوف وجود جمیع اجزا پر ہوتا ہی
اور انتفاء اوسکا انتفاء جزو واحد سے لازم آتا ہی خواہ وہ جزو رکن ہو یا غیر رکن پس اس بنا پر
لازم آتا ہے کہ وصف رسالت ما بعد البعثت میں صادق نہ آئی مگر بر سبیل مجاز اور
صدق حقیقی اس وصف کا یا آخر عمر میں ہو وقت وفات پیغمبر کے یا اوسوقت کہ
جس وقت جملہ احکام کی تبلیغ کر چکی اور اوسکی بعد کوئی حکم تا آخر عمر میں پیغمبر
نازل نہوا اور یہ لازم باطل ہے باتفاق اہل اسلام بلکہ باتفاق عقلاء انام اسواسطے
کہ جب نبی نے حکم منزل کی تبلیغ فرمائی پس عقلاء اہل لسان ایسی وقت میں
اطلاق لفظ رسول کا اوس پر بر سبیل حقیقت کریں گے نہ از روئے مجاز بلکہ خود آیہ کریمہ
مکذب و مبطل اس احتمال باطل کا ہی اسواسطے عنوان آیہ سے بصراحت مستفاد ہوتا ہی کہ حضرت

تبلیغ مین اوس امر عظیم کے بمصلحت توقف فرماتے تھے جیسا کہ سابق مین بکمال
توضیح بیان ہوا اور یہ توقف منافی منصب رسالت نہتا جیسے کہ خداوند عالم نے صدر
مین حضرت رسالت کو بخطاب یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک ارشاد فرمایا الحاصل
عبادات مرکبہ کی اجزا دو طرح پر ہوتی ہین ایک قسم وہ ہے کہ فساد جزیئہ فساد جمیع اجزا کا لازم
ہو جیسے نماز کہ اگر کوئی جز نماز کا فاسد ہو جاوے تو فساد ایک جز کا مقتضی فساد کل اور فساد
جمیع اجزا کو ہوتا ہے اور ایسے اجزا کو اجزا ارتباطیہ کہتے ہین دوسری قسم اجزا کی وہ ہے
کہ فساد کسی جز کا خاص اوسی سے ہو اور بقیہ اجزا موصوف بصحت باقی رہین جیسے صوم
شہر رمضان کہ یہ ایک عبادت ہے اور مرکب ہے تیس روزون سے اور اون روزون مین سے
اگر کوئی روزہ فاسد ہو جاوے تو فساد مخصوص اوسی روزے سے ہوگا اور اوس جز خاص
کے فساد سے فساد بقیہ روزون کا لازم نہین آویگا بلکہ باقی روزے موصوف بصحت رہینگے

پس اہلسنت کو لازم ہے کہ دلیل قائم کرین اس مطلوب پر کہ تبلیغ مطلق احکام جو حضرت
خیر الانام پر واجب تھی اور مرکب تھی اجزا کثیرہ سے از قبیل قسم اول ہے اور اجزا ارتباطیہ کی
قسم ثانی مین داخل نہین ہین فافہم وجہ دوم یہ توجیہ مطابقت آیہ کریمہ
سے نہین رکھتی ہے اسواسطے کہ مخاطب اس مقام مین حضرت خیر الانام ہین اور شان
پیغمبر کی خصوصا حضرت خاتم المرسلین کی ارفع و اعلی اس امر سے ہے کہ کسی
امر قلیل و کثیر کو کتمان فرماوین خصوصا جبکہ باتفاق اہل اسلام حضرت کی عادات سے
یہ ثابت ہے کہ وہ جناب بوجہ کمال اہتمام تبلیغ احکام آوری اوامر الہی مین اور تبلیغ احکام
پر بلکہ شان حکیم علام کی بھی مقتضی اس امر کی نہین ہے کہ امر بسہو کی کتمان پر ایسی
تاکیدات شدیدہ جو کہ آیت مین مذکور ہین بلیغ فرمائی جاوین اور خطاب
اور عتاب اور لطف و عنایت جملہ انواع تاکید اوس مین وارد کئے
جاوین ایسے احتمال کو کوئی عاقل تجویز نہین کر سکتا ہے چہ جائیکہ حکیم علام

بہ نسبت سید انام (خاتم انبیاء کرام) علیہ التحیۃ والسلام وجہ سوم افسوس محققین
اہلسنت باوجود دعوائے تحقیق وتدقیق وتحقیق وتنقیح ایسے مطلب صریح کی فہم سے عاجز و
غافل (یا ناسی وذاہل) ہو گئے ہیں اور یہ نہیں سمجھے کہ مقصود باریتعالیٰ کا اس مقام میں
تبلیغ حکم ہے اور نفی تبلیغ سے تبلیغ رسالت کا انتفاء فرمایا ہے نہ رسالت کا پس جو
مطلب حضرات اہلسنت بیان کرتے ہیں اوس سے معنی آیہ کو کوئی ربط نہیں ہوسکتا ہے
اسلئے کہ مفاد تقریر اہلسنت یہ ہے کہ ترک تبلیغ حکم سے انتفاء رسالت لازم آویگا یعنے جو
شخص کتمان حکم کرے اگرچہ وہ حکم حقیر ہو رسول نکہلاویگا اور تحقیق کتمان سے
انتفاء رسالت لازم آویگا اور یہ معنی نہ محل بحث وکلام میں اور نہ مقصود حکیم علام
اسواسطے کہ الفاظ آیہ کریمہ سے بکمال صراحت یہ مستفاد ہوتا ہے کہ ایک حکم کی تبلیغ نکرنے سے
تبلیغ احکام کی منتفی ہوجاویگی اور یہ آیت میں مذکور نہیں کہ ترک تبلیغ حکم سے انتفاء
رسالت لازم آویگا پس ضرور ہے وہ حکم جو مورد اور محل ورود موجب اور باعث
نزول آیہ کریمہ کا ہے وہ ایسا ہو کہ اوسکے تبلیغ کے ترک کرنے سے تبلیغ باقی احکام کے
منتفی اور مضمحل اور کالعدم ہوجاوے اور یہ شان نہیں ہے مگر امر عظیم کی اسواسطے
کہ امر قلیل کی تبلیغ کو ترک کرنا میں اگر لازم آویگا تو انتفاء عہدہ رسالت
نہ انتفاء تبلیغ جمیع احکام مثلاً اگر کوئی شخص اکثر امور میں امانت کرے اور ایک
امر حقیر میں امانت کا لحاظ نکرے تو اس سے انتفاء وصف امانت کا اوس شخص سے
لازم آتا ہے نہ یہ کہ اوس شخص نے زمان ماضی میں بھی امانت کسی امر کی نہیں کی
پس اسطرح سے اگر تبلیغ احکام میں کسی حکم کی تبلیغ ترک کیجاوے تو یہ ترک
تبلیغ منافی عہدہ رسالت ہوگا لیکن اوس سے یہ نہیں لازم آئیگا کہ اوسنے
زمان ماضی میں بھی کسی رسالت کی تبلیغ نہیں کی ہاں [illegible] یہ لازم اوسوقت میں
متحقق ہوگا کہ جب وہ حکم محکم عمدہ احکام اور اساس الہام کا ہو اور اس

امر عظیم کو اون احکام سے ایک مناسبت تامہ ہو کہ اوسکی وجود سے جملہ احکام
مین قوت اور وقار اور استمرار اور دوام لازم آیا ہو اور اوسکی ترک تبلیغ
مین انتفاء اور اضمحلال بقیہ احکام ، بلکہ برہمی شریعت اسلام ، الی یوم القیام
لازم ہو پس وہ حکم نہو گا مگر اصل اصیل ، اور عظیم وجلیل ، کما لایخفی علی اولی التحصیل
اب لازم آیا کہ وہ حکم محکم ، اور امر مبرم ، عمدہ ارکان ، اور اصل اصیل اسلام
و ایمان تہا وھو المطلوب یہ تقریر تحفہ اذکیا ر اعصار و نادرہ روزگار ہے
جو ہمنے اوس رسالہ سے بعجب فرصت نقل کی ہی ومن شاء التفصیل ،
فلیرجع الی الاصل الاصیل ، اب ضرور ہی کہ معنی آیہ کریمہ جسکو اذہان مستقیمہ
وعقول سلیمہ ، پسند کرین بیان کئے جائین پس واضح ہو کہ تبلیغ رسالت
ایک امر واقعی ہے اور انتفاء واقع کا محال ہے پس کوئی چارہ نہین تجویز تجوز اور مجاز
سی اور جب مجاز اختیار کیا جائے تو ضرور ہے کہ جو معنی اقرب مجازات الی الحقیقت ہون
اونکا ارادہ کیا جائے اور ارادہ معنی مجازی خالی دو صورت سی نہین صورت اولی
یہ ہی کہ مراد عدم تبلیغ سے عدم ظہور اثر اور بے نفع ہونا اوس تبلیغ کا ہو یعنی کہ اگر
اوس حکم خاص کی تبلیغ کیجائیگی تو اور رسالتون کی تبلیغ کا اثر بھی ظاہر ہوگا اور ثمرہ بھی
اوسپر مترتب ہوگا ورنہ سب اثر اور ثمر ، ہو جائینگی اور یہ معنی مجازی محاورات عرب
وعجم مین بکثرت مشہور ہین حتی کہ اردو مین بھی مستعمل ہین مثلاً کہتے ہین کہ اگر
تمنے فلان کام نہ کیا تو پہر کچھ نہ کیا اس سے یہی مراد ہی کہ اگر فلان کام نہ کیا تو پھر جتنے کام کئے
ہین وہ سب بے سود ہونگے پس اسیطرح اس آیت مین باری تعالی کا مقصود یہی کہ اگر
تمنے اوس حکم خاص کو نہ پہونچایا تو پہر کسی حکم کو نہ پہونچایا یعنے جو تبلیغ رسالتونکی
قبل اس حکم کے واقع ہوئی ہے وہ سب بے اثر ہو جائیگی پس اس تقریر سی معلوم ہوا کہ وہ حکم محکم
ایک امر عظیم ہی کہ فروغ اور رونق اور ظہور اثر تبلیغات سابقہ کا اوسپر موقوف اور مبنی ہی صورت ثانیہ یہ ہی کہ مراد

انتفاء رسالت سے یہہ ہو کہ وہ تبلیغ کالعدم تصور کیجاوے یعنے اگر تمنے اوس حکم خاص
کو نہ پہونچایا تو گویا کوئی حکم نہ پہونچایا اور نظیر اسکا قول حق تعالے ہے جو در بارۂ قصاص
قرآن مجید مین مذکور ہے توراۃ سے من قتل نفسا فکانما قتل النّاس جمیعًا ومن
احیاھا فکانما احیا الناس جمیعًا یعنے جس شخص نے قتل کیا ایک نفس کو گویا کہ
اوسنے قتل کیا تمام آدمیون کو اور جسنے کہ زندہ کیا ایک نفس کو گویا کہ اوسنے زندہ کیا
تمام آدمیون کو۔ فرق ان دونون آیتون مین یہ ہے کہ آیہ قصاص مین حرف تشبیہ مذکور
ہے اور اس آیت مین جو محل بحث ہے حرف تشبیہ محذوف ہے اور حذف حرف تشبیہ محاورات عرب
عربا اور کلام فصحا و ادبا مین بکثرت وارد ہوا ہے بلکہ علم بیان مین مبین ہو چکا ہے کہ حذف
کرنا حرف تشبیہ کا جائز ہے بلکہ عمدہ تر تشبیہ وہی ہے کہ جسمین جملہ ارکان تشبیہ مذکور ہون
اور یہ امر ہر چند ناظر کتب فصاحت پر مخفی نہین ہے لیکن بالاجمال بیان کیا جاتا ہے کہ ارکان
تشبیہ چار ہین مشبہ و مشبہ بہ اور حرف تشبیہ اور وجہ شبہ پس کبھی کلام مین یہ چارون
چیزین جیسا آیہ قصاص مین ہے اور کلام عرب فصیح مین بکثرت مذکور ہو اور جمع ہونا ارکان
اربعہ کا موجب حسن اور عمدگی اور پسندیدگی کلام ہے اور کبھی کلام مین ان چارون رکنون
سے تین رکن یا دو یا ایک کا حذف واقع ہوتا ہے مثلاً جبکہ کوئی معشوق باہر آوے
تو کہتے ہین طلع القمر اس مقام مین مشبہ بہ مذکور ہے اور مشبہ اور حرف تشبیہ اور وجہ
شبہ تینون محذوف ہین اور کہتے ہین کہ زید قمر اس مین مشبہ و مشبہ بہ دونون مذکور
ہین اور حرف تشبیہ اور وجہ تشبیہ دونون محذوف ہین اور کہتے ہین کہ زید حاتم فی السخاوۃ
اسمین مشبہ اور مشبہ بہ اور وجہ شبہ تینون مذکور ہین اور حرف تشبیہ محذوف ہے اور کہتے
ہین زید کالقمر اسمین مشبہ اور مشبہ بہ اور حرف تشبیہ تینون مذکور ہین اور وجہ شبہ
محذوف ہے الحاصل ان چارون رکنون مین سے بعض رکنون کا محذوف ہونا
نزدیک علماء معانی و بیان جائز اور صحیح اور کثیر الاستعمال ہے بلکہ کتب فصاحت و بلاغت

مین تصریح مذکور ہے اور فاضل سکاکی نے تخصیص کی ہے اس امر پر کہ اعلاے مرتبہ تشبیہ تب ہے کہ جمیع ارکان تشبیہ اوس کلام مین مذکور نہون بلکہ بعض محذوف ہون پس اس صورت مین آیہ قصاص اور آیہ غدیر دونو کی دونون اسلوب پسندیدہ پر واقع ہونگے اور آیہ غدیر کا اسلوب اول سے عمدہ تر ہوگا اور اسمین کوئی مضائقہ نہین کہ ایک کلام فصاحت اور حسن انسجام مین دوسری سے مرتبہ اعلا پر واقع ہو ایسا تو آیات قرآنیہ مین بکثرت مذکور ہے چنانچہ مشہور ہے کہ جب آیہ یَا اَرْضُ ابْلَعِیْ مَاءَكِ وَیَا سَمَاءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَاءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ وَقِیْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ نازل ہوئی تو کفار مکہ معلقات کو جوف کعبہ سے پردہ شب مین اگر چرائے گئے اور کسی آیت کی نازل ہونے مین ایسا نہین کیا اور اسیطرح مشہور ہے کہ بعضے عرب خالص بعضے آیات سنکر سجدہ مین گر پڑتے تھے اونکی فصاحت سے محو ہو جاتی تھی اور سب آیتو نین ایسا نہین کرتے تھے مختصر یہ ہے کہ افصح ہونا ایک آیت کا بہ نسبت دوسری آیت کے موجب عیب نہین پس بنابراین تقریر آیہ غدیر آیہ قصاص سے فصیح تر ہوگی - اب بیان کرنا ارکان تشبیہ کا جو اس آیت مین مذکور یا محذوف ہین ضرور ہوا تاکہ معنی آیہ بخوبی واضح ولائح ہو جائین پس مخفی نرہے کہ اس مقام مین تبلیغ حکم خاص مشبہ ہے اور تبلیغ احکام سابقہ مشبہ بہ ہے اور یہ دونون مذکور ہین اور حرف تشبیہ محذوف ہے اور وہ اس مقام مین کاف تشبیہ ہے یا کان ہے کہ وہ بھی تشبیہ کی لیے آتا ہے اور وجہ شبہ اس مقام مین یہ ہے کہ جس طرح ترک تبلیغ رسالت کلیہ سے دین مندرس ہو جاتا ہی اور شریعت مضمحل اسی طرح ترک تبلیغ رسالت جزئیہ سے اضمحلال اور اندراس دین کا لازم آتا ہے پس معنی اس کلام حق نظام کے یہ ہوے کہ اگر تم نے اس حکم خاص کی تبلیغ نکی تو گویا کہ تمنے کسی حکم کو احکام سابقہ یا لاحقہ سے نہ پہونچایا اب اس تقریر سے معنی الفاظ آیہ کریمہ بالکل ظاہر و باہر ہو گئے اور جتنی اشکال

متوہم ہوتے تھے وہ سب مندفع ہو گئے اور واضح ہوا کہ جو توجیہین اہلسنت نے معنی
آیہ مین ذکر کئے ہین وہ سب خالی از فساد نہین ہین اب ہین دلالت اس آیت کی
امامت جناب امیر المومنین علیہ السلام پر جو ضمن مین اس فائدہ کی مستفاد ہوتی ہے
بیان کرتا ہون پس جاننا چاہیے کہ الفاظ آیہ کریمہ سے یہی ظاہر ہوا کہ وہ حکم محکم ایسا ہے
کہ اوسپر شریعت و دین مبنی ہے اور اوسکے نہونے سے دین مضمحل ہے اور شریعت مندرس
ہو جائیگی اور جس امر پر کوئی شئے مبنی ہو اوسکو اصل کہتے ہین پس معلوم ہوا کہ وہ امر عظیم
ایک اصل ہے اصول دین سے اور اصول دین اسلام یا توحید باریتعالی اور صفات
اور بیان صفات باریتعالی ہے یا اعتقاد بہ نبوت حضرت خاتم المرسلین و دیگر انبیا
اور یا مباحث معاد اور یا امر مختوم امامت اور سر مکتوم خلافت ان چار احتمالون مین سے
تین احتمال سابق کی اس آیت مین مراد ہو نہین سکتا پس متعین ہو گیا کہ مراد اس
ایک سے تبلیغ امر امامت ہے وجہ عدم ارادہ احتمالات ثالث کی
یہ ہے کہ ہم سابق مین بیان کر چکے ہین کہ حضرت قبل نازل ہونے اس آیت کی احکام
کی تبلیغ فرماتے تھے بلکہ الفاظ آیہ سے یہی نمایان ہے اسلئے کہ خطاب حضرت رسالت کا
بلفظ رسول شاہد عادل اس امر پر ہے کہ حضرت مبلغ احکام تھے اور رسول کو لازم ہے
کہ مبلغ ہو ورنہ رسول نہو گا اور جملہ وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ بھی دلالت کرتا
ہے کہ حضرت قبل نازل ہونے اس آیت کے تبلیغ فرماتے تھے اور اسی سبب سے
خداوند عالم نے ترک تبلیغ حکم خاص کو تشبیہ دی ہے ترک تبلیغ رسالت عامہ سے
پس رسالت عامہ اگر موجود سابق سے نہو تو یہ تشبیہ صحیح نہو گی اور محققین اہلسنت
بھی تسلیم کرتے ہین کہ قبل نزول آیہ وصف تبلیغ سے حضرت موصوف تھے اور اسمین
کوئی محل خلاف نہین معلوم ہوتا ہے بلکہ اگر رجوع کیجاے طرف کتب معتمدہ فریقین کے
تو معلوم ہوتا ہے کہ سورہ مائدہ جسمین یہ آیت داخل ہے آخر ما نزل من القرآن ہے

اور زمانِ قوت اور غلبہ اور شوکت اسلام مین نازل ہوا ہے اور نزول اسکا مکہ مین
نہین ہوا ہے پس اب ہم کہتے ہین کہ توحید اعظم اصول دین اور تبلیغ اوسکی مقدم تبلیغ
جمیع احکام پر ہے اور عقل سلیم حاکم ہے کہ رسول پر لازم ہے کہ اولاً وجود صانع اور توحید
باریتعالی سے خبر دی ہے اور اوسکی صفات سے خلق کو آگاہ کرے اور اپنی مبعوث
ہونے سے مطلع کرے پس ہر اصول دین کی تعلیم فرمائی اوسکے بعد مرتبہ تبلیغ احکام شریعت
اور تعلیم اوامر نواہی کا ہے پس جبکہ تبلیغ احکام اس آیت سے اور باقی دلیلون سے ثابت ہوئی
تو تبلیغ توحید اور نبوت اور معاد کی بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگی اور جب تبلیغ ان امور کی ثابت
ہوئی تو پھر تاکید تبلیغ امور مذکورہ کی از قبیل تحصیل حاصل ہوجاے گی اور کیونکر عقل عاقل کی
قبول کر سکتی ہے کہ حضرت خیر الانام از مبدء اسلام تا زمانِ نزول آیہ مذکورہ ان امور کی
تبلیغ نفرمائین اور ایک مدت دراز تک لوگونکو خبر توحید اور عدل باریتعالیٰ یا نبوت حضرت رسالت
یا امور حشر یا نشر اور معاد جسمانی کی ندین اور جب یہ تاکید شدید نازل ہو تب تبلیغ فرمائین
پس معلوم ہوا کہ وہ امر عظیم امر رکن رکین جو ایک اصل دین کی ہے امامت ہے کہ مبدء اسلام
مین تکلیف اوسکی عامہ خلائق کو نہ تھی اور جب دین کو قوت ہوئی اور فرائض و سنن کی
تبلیغ ہوچکی اوسوقت بمقتضاے حکمت بالغہ حکیم علیم نے اس اصل عظیم کو نازل فرمایا اور باجماع
اہل اسلام امامت غیر امیر المومنین کی قرآن مین منصوص نہین ہوئی اور علماء اہلسنت متفق
ہین اس امر پر کہ خدا اور رسول نے امر امامت مین کوئی تعیین نہین فرمائی بلکہ اوسکو باختیار
خلق رکھا ہے پس مراد امامت سے جو اس آیہ مین مذکور ہے نہین ہے مگر امامت امیر المومنین
وہو المطلوب اور ممکن ہے تقریر اس مطلب کی بوجہ آخر جو کسی مقدمہ پر
مقدمات سابقہ سے مبتنی نہو بلکہ اوسی مطلب سے مستنبط ہونے
ہو جو ضمن مین اس فائدہ ثانیہ کی مذکور ہے پس مخفی نرہے کہ ابھی ہم ضمن
مین اس فائدہ ثانیہ کی بیان کرچکے ہین کہ وہ حکم محکم جسکی تبلیغ پر اس آیت مین تاکیدین

واقع ہوئی ہین ایسا امر عظیم ہے کہ جسکی تبلیغ کی نفی سے نفی تبلیغاتِ سابقہ لازم آتی
ہے پس وہ ایک اصل ہے اصول دین سے اور اس آیت سے مستنبط یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ
اصل اصیل اور امر عظیم وجلیل ایک امر جدید تھا کہ اوس وقت تک ایک تبلیغ اوس کی
خلق کی جانب واقع نہین ہوئی تھی اور اذہان مسلمین بلکہ علماء عامہ خلائق اوس
سے غافل تھی پس وہ امر عظیم نہ مسئلہ توحید باریتعالی ہے اور نہ مسئلہ صفات باری
اور نہ مسئلہ نبوت اور نہ امر بعث ومعاد وحشر ونشر اسواسطے کہ یہ امور بکرات ومرات
از صبح تا شام باعلان تمام بیان ہوا کرتی تھی اور مومنین اوسکا ایمان لاتے تھے
اور کفار اوس سے انکار کرتے تھے اور کسطرح خلق پر مخفی نہین تھا پس یہ امور
تو بیان مراد نہین ہوسکتی اب نہ باقی رہا اصول دین مین کوئی اور سوائے امامت پس
ضرور ہے کہ وہی مراد ہو اور جبکہ امامت مراد ہوئی اور منصوص بنص قرانی ہوئی تو
متعلق اوس امامت کا یعنے وہ شخص جو امامت کرے وہ بھی منصوص ہوگا جانب خدا
سے اور چونکہ تبلیغ اس حکم کی واجب تھی پس لازم آیا کہ رسول خدا نے اوس حکم کی
تبلیغ فرمائی ہو اور امام کو اپنی حیات مین معین کیا ہو کما لایخفی اور باتفاق اہل اسلام
غیر امیر المومنین منصوص از جانب خدا نہین پس امام نہونگے مگر امیر المومنین
ورنہ خرق اجماع مرکب اور قول بالفصل لازم آئیگا اور جو شخص نظر تامل وانصاف سے
ملاحظہ کرے تو اوس پر واضح ہوگا کہ وہ امر عظیم جسکو حکیم علیم نے باین تاکید واجب
التبلیغ کہا ہے اور اوس کی ترک کو مستلزم ترک تبلیغ رسالت سابقہ بیان کیا ہے
بے شک امر محتوم امامت ہے اور اس کی سوائے کوئی امر ہو نہین سکتا اس لیے
کہ ظاہر ہے کہ امام جانشین رسول مختار ورئیس امت مثل نبی حاکم شریعت ہی اور جسطرح
نظام امت نبی سے منتظم ہوتا ہے امام سے بھی منتظم ہوتا ہی اور اگر وجود نبی کا خلق سے
مرتفع ہوجائے اور امام موجود نہو تو شریعت درہم وبرہم ہوجاوے پس اس صورت مین

مشبہ اور مشبہ بہ اور وجہ شبہ یہ سب امور ظاہر ہوے اور مطابقت آیہ کے مطلوب
امامیہ پر بخوبی معلوم ہوگئی۔ اور بتقریر آخر واسلوب دیگر ہم کہتے ہین کہ مقدم ہونا اس آیت
کا بحسب نزول جملہ آیات قرآنی اور تمام کلام ربانی پر باطل ہے اولًا باجماع اسواسطے
کہ فریقین مین کوئی اس امر کا قائل نہین کہ آیہ مذکورہ تمام آیات سے پہلے نازل ہوئی ہے
اور مجرد احتمال کافی نہین کما لایخفی ثانیًا بدلیل قول حق تعالی یا ایہا الرسول اسواسطے
کہ صدق رسول کا بے رسالت کے اور رسالت کا بے تبلیغ کے ممکن نہین کما مر سابقًا ثالثًا
بدلیل قول حق تعالے وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ اس لیے کہ اگر یہ آیت اول آیات
نازلہ ہو تو وہی اتحاد شرط و جزا کا لازم آتا ہے جسکا ذکر سابق مین ہو چکا ہے پس معنی کلام
یہ ہونگے کہ اگر تمنے یہ حکم نہ پہونچایا تو یہ حکم نہ پہونچایا اور ایسا کلام کسی عاقل سے صادر نہین ہوتا ہے
چہ جاے حکیم علام اور بقطع نظر از ہمہ خود علماے اہل سنت اور محققین اونکی تصریح
کرتے ہین کہ یہ آیت بعد جنگ احد کے نازل ہوئی ہے کما فی الکشاف والبیضاوی وغیرہما
اور امام اہل سنت نے تفسیر کبیر مین فرمایا ہے کہ یہ آیت مدینہ مین نازل ہوئی ہے اور
کوئی اہل سنت سے قائل نہین کہ یہ آیت مبدء آیات قرآن ہے بلکہ مبدء آیات یا اقرء ہے
یا سورۂ فاتحہ یا غیرہما علی اختلاف الاقوال اب باقی رہے تین احتمال اول یہ کہ آیۂ
مذکورہ مبدء اسلام اور مکہ معظمہ مین نازل ہوئی ہو اور یہ احتمال باطل ہے اس لیے
کہ اولًا ماقبل و مابعد آیہ بخطاب اہل کتاب ہے اور وہ مدینہ مین تھی پس اگر آیہ مذکورہ
مکہ مین نازل ہو تو یہ آیہ اجنبی ہو جاے گی اپنی مابعد اور ماقبل سے اور خلاف مرسوم
اہلسنت ہے اور اسی وجہ سے امام اہلسنت نے اختیار کیا ہے کہ یہ آیت مدینہ مین بخطاب
اہل کتاب نازل ہوئی ہے اور چونکہ یہ کلام بمقابلہ اہل سنت ہے پس استدلال اون چیزون
سے جو اونکے مذہب اور اعتقاد مین ثابت ہین صحیح ہوگا اور تمام اگرچہ حجت الزامی ہو
اور ثانیًا قول حق تعالے واللہ یعصمک من الناس مبطل اس احتمال کا ہے اس لیے

کہ یہ کلام حق نظام صریح ہے اس امر مین کہ حق تعالی نے بکمال لطف و رحمت وعدہ
فرمایا ہے کہ حضرت رسالت کو جملہ آسیب وگزند اور ایذا رسانی کفار سے محفوظ رکھے گا اور
ظاہر ہے کہ لفظ عصمت عام ہے اور تخصیص عصمت کی قتل سے منافی ظاہر لفظ ہے اور
باقی رکھنا لفظ مطلق کا اوسکے اطلاق پر اور عام کا اوسکے عموم پر لازم ہے اور جملہ ان
اللہ لایہدی القوم الکافرین بھی دلالت عموم عصمت پر کرتا ہے اسواسطے معنی آیہ بتصریح
صاحب کشاف و فاضل بیضاوی وغیرہما من عمائد اہل السنۃ یہ ہین کہ خدا قدرت
نہ دیگا کفار کو اس امر پر کہ آسیب اور گزند جسم ذات حق پسند رسول ارجمند صاحب رتبہ
بلند پر پہونچا سکیں اور صاحب انصاف اور تارک اعتساف کمال مستبعد جانتا ہے کہ حق تعالے
کفار اشرار کو قتل سرور مختار پر تمکین و اقتدار دے اور ایذا رسانی پر اوس جناب کی
قدرت و تسلط کفار کو عنایت کرے نعوذ باللہ من ذلک بلکہ جب نظر تامل سے دیکھا جاے
تو معلوم ہوتا ہے کہ جملہ ان اللہ لایہدی القوم الکافرین علت ہے حکم بعصمت کی اور
یہ علت دلالت کرتی ہے سلب اقتدار کفار پر بوجہ عموم یعنی اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ
حق تعالی کفار کو نہ تسلط و اقتدار قتل پر اوس جناب کے دیگا اور نہ ایذا رسانی پر پس
ضرور ہے کہ معلول اوسکا یعنی حکم بعصمت بھی عام ہو اور اگر عصمت اذیت رسانی سے
نہو تو اسوقت مین تخلف معلول علت تامہ سے لازم آتا ہے اسواسطے کہ علت یعنی
سلب تسلط کفار بر اذیت سرور مختار تو متحقق اور معلول اوسکا یعنے عصمت متحقق نہوا
اور تخلف معلول کا علت تامہ سے محال ہے کما تقرر فی کتب المعقول و ایضاً احادیث جو
تفسیر آیہ کریمہ مین حضرات اہل سنت نے نقل فرماے ہین موید عموم عصمت ہین چنانچہ
صاحب کشاف نے انس بن مالک سے کہ وہ از جملہ انصار و اہل مدینہ ہین روایت کی ہے
کہ رسول خدا کی حراست و نگہداشت کی جاتی تھی یعنی لوگ حفاظت کرتے تھے یہانتک کہ
یہ آیت نازل ہوئی پس حضرت نے سر مبارک اپنا ایک خیمہ سے باہر نکالا جو پوست سے نصب

کیا گیا تھا اور شاید فرمایا کہ پھر جاؤ اپنے مقاموں پر ایہا الناس کہ خدا نے میری حفاظت
کی تھی محصلہ اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حفاظت خداوند غفار در لیل و نہار نبی حفاظت
اعوان و انصار صحابہ سے بار آ رہی ہے اور فائدہ حفاظت صحابہ رسالت پناہی حفاظت و عصمت
الٰہی سے حاصل ہوا بلکہ وہ چند اور ظاہر ہے کہ عصمت اور حفاظت جانب صحابہ سے یہی
معنی تھی کہ کوئی شخص کسیطرح آسیب گزند اوس جناب کو نہ پہونچانے نہ قتل کر سکے
اور نہ اور کوئی اذیت ذات قدسی صفات کو پہونچا سکے اور یہ مقصود صحابہ کا نہ تھا کہ
حضرت کو قتل سے محفوظ رکھیں اور باقی اگر کوئی اور ایذائیں جسم اطہر پر پہونچائیں
تو اوسکو منع نکریں اسلیے کہ یہ امر تو خلاف ایمان تھا بلکہ عین ایذائے سرور انام ہے
وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ پس جبکہ حفاظت صحابہ کی عام ہوئی تو عموم
عصمت باری تعالی اسمیں بھی لازم آیا وہو المطلوب اور بعد اس مقدمہ کے ہم کہتے ہیں
کہ ظہور اس وعدہ عصمت کا مکہ معظمہ میں ہرگز نہیں ہوا اس لیے کہ متواتر ثابت ہے
کہ قوم قریش اور کفار اشرار خصوصاً ابولہب نابکار اور اوسکی زوجہ ناہنجار نے لیل و نہار
سید ابرار کو انواع و اقسام کی اذیتیں دی ہیں حتے کہ انجام کار یہیں در پئے قتل ہوئے
پس نزول اس آیت کا مکہ معظمہ میں صحیح نہوگا وہو المطلوب احتمال دوم یہ ہے
کہ آیہ مذکورہ مدینہ مشرفہ میں نازل ہوئی اول ورود میں جبتک کہ ضعف اسلام میں
تھا اور قوت اور شوکت اسلام کی بڑھی نہ تھی اور اعوان و انصار سرور کائنات
قلیل تھے یہ احتمال بھی مثل احتمال اول کے باطل ہے اولاً بانیکہ اس صورت میں بھی
خلف وعدہ الٰہی لازم آتا ہے اسواسطے کہ باتفاق اہلسنت ثابت ہے کہ جنگ بدر میں
لبہائے مبارک مجروح ہوئے اور چہرہ نورانی پر زخم لگا اور دندان شریف شکستہ ہو گئے
اور حضرت غش کھا کے پشت زین سے زمین پر گرے اور سبب اسکا یہ تھا کہ جب حضرات
صحابہ باوفا خصوصاً حضرت یار غار و ثانی وفاکردار فرار کر گئے اور حضرت حمزہؓ شہید ہوئے

اور سوا اے مومنین غالب کل غالب علی ابن ابیطالبؑ کفار باعناد سے جہاد مین مصروف
ہوے اور حضرت رسول مختار تنہا رہ گئے اوسوقت کفار اشرار نے سید ابرار کو تنہا دیکھکر
حملہ کیا اور حضرت زخمی ہوے اوسوقت خداوند عالم نے اوس جناب کو نظر کفار سے مخفی
کردیا پس معلوم ہوا کہ آیہ کریمہ اوسوقت مین نازل نہین ہوئی ورنہ خلف وعدہ اصدق
الصادقین مین لازم آتا ہے اس لیے کہ لفظ عصمت عام اور مطلق ہی اور اسمین جملہ افراد
وحصص عصمت کے داخل ہین جیسا بتفصیل ابطال احتمال اول مین مذکور ہوا اسوجہ سے
مصنفین اہل سنت نے کما فی الکشاف وغیرہ کہا ہے کہ یہ آیت بعد جنگ احد کے نازل
ہوئی ہے اور حق یہ ہے کہ اس تقدیر پر مصنفین اہل سنت کو لازم ہی کہ زمان نزول آیہ
بعد جنگ خیبر قرار دین اس لیے کہ بنا بر تحقیق محققین اہل سنت یہودیہ نے حضرت کو گوشت
مین زہر ملا کر کھلایا اور اثر اوس زہر کا روز بروز جسم شریف مین سرایت اور بروز کرتا تھا
حتی کہ وفات اوس سبب سے واقع ہوئی یہ جملہ امور محققین اہل سنت نے کتب معتبرہ مین
لکھے ہین اور ثانیا بانیکہ عقل سلیم حاکم ہے بانیکہ حال حضرت کا مدینہ منورہ مین قوی تر
تھا اور مکہ معظمہ مین ضعیف تر تھا اس لیے کہ مکہ مین چونکہ مبدء اسلام تھا اعوان و انصار
سید ابرار قلیل تھے اور کفار اشرار خصوصًا قریش غالب تھے پس جبکہ حضرت مکہ معظمہ مین
سرگرم تبلیغ احکام خالق انام تھے اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا اور نوبت ایسی تاکید و تہدید
کی جسپر آیہ کریمہ مشتمل ہے جانب خدا سے نہ آئی اور وہان یہ آیت نازل نہوئی تو مدینہ منورہ
مین بدرجہ اولی محل نزول آیہ کا باقی نرہا اس لیے کہ مدینہ مین بہ نسبت مکہ معظمہ کے قوت
اسلام تھی اور جماعت مسلمین زیادہ ہو گئی تھی اور روز بروز دین اسلام ترقی پر تھا
پس کیونکر ہوسکتا ہے کہ حضرت مکہ معظمہ مین تو باوجود قلت اعوان و انصار خوف
کفار نکرین اور مدینہ مین باوجود کثرت اعوان و انصار خوف فرمائین تبلیغ احکام
مین حتی کہ خداوند عالم اس شدومد سے اور اس تاکید و تہدید سے خطاب کرے

اور اسقدر تاکیدین تبلیغ حکم پر فرمائی جسکا نظیر کسی آیت مین مذکور نہین حتی کہ وعدۂ
عصمت شر کفار اشرار سے کرے اور جبکہ حضرت رسالت کسی طرح خوف اور مبالات
کفار سے نفرمائین اور تبلیغ حکم مین سرگرم و منہمک ہین تو کیونکر ہوسکتا ہے کہ حق تعالے
ایسا خطاب باعتاب جامع لطف و رافت بے حساب کرے اور اس آیت کو نازل فرمائی
اگر ایسا ہوتا تو فصاحت قرآن مین خلل آجاتا اس لیے کہ تاکیدات شدید کا موقع
اوسوقت ہے کہ جب مخاطب تبلیغ حکم مین خوف رکھتا ہو اور اوس کی تبلیغ مین
تاخیر کا لحاظ کرتا ہو یا اپنی عصمت طلب کرتا ہو اور جبکہ یہ امور نہین تو وارد کرنا تاکید
کا خصوصًا بچنین اہتمام شدید خلاف مقتضاے حال ہوگا پس کلام حکیم علام مین
طیب حادث ہوجاے گا نعوذ باللہ منہ اور تفصیل اسکی آیندہ مذکور ہوگی احتمال
سوم یہ ہے کہ آیۂ مذکورہ زمان قوت و شوکت اسلام مین وارد ہوئی ہو چونکہ
انحصار نہین تین احتمالون مین تھا اور بطلان دونون احتمالون کا معلوم ہوچکا ہے
پس احتمال ثالث متعین ہوگیا اور اسی خاتمۂ ثانیہ مین بیان ہوچکا ہے کہ مورد اور
مصداق اس آیت کا ایک حکم خاص ہے اور مراد ما انزل سے ایک امر عظیم ہے جسکی
تبلیغ کی نفی سے نفی تبلیغات سابقہ لازم آتی ہے پس ثابت ہوا کہ وہ امر عظیم جو
رکن اسلام اور اصل دین ہے زمان قوت و شوکت اسلام مین نازل ہوا ہے
اب دیکھنا چاہیے کہ قوت اور شوکت اسلام اور کثرت اعوان و انصار موقوف ہیں
کہ حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ و علی آلہ الکرام نے حجت کو قائم کیا ہو اور خلق کو دعوت
فرمائی ہو طرف ایمان خدا کے اور وجود صانع عالم اور اوس کی توحید اور صفات
عظمے اور اسماء حسنے اور امثال علیا کو بیان فرمایا ہو اور اپنی رسالت کی خبر کی ہو
اور اپنی دعاوی حقہ پر دلائل و براہین قاہرہ اور آیات و معجزات باہرہ قائم کیے ہون
اور خلق کی ترغیب و ترہیب کی ہو جنت اور نار اور معاد سے اور ون نکو آگاہ فرمایا ہو

اوامر ونواہی اور احکام بارگاہ الٰہی سے اور حق کو مثل آفتاب کے منجلی کر دیا ہو یہانتک
کہ خلق سے اکثرون نے ایمان قبول کیا اور اطاعت اور فرمان برداری مین معروف
و منہمک ہوے اور اپنی جان شیرین کو تلخی موت مین ڈالا اور جہاد کیا اور کفار کو مغلوب
کر دیا اور ظاہر ہے کہ یہ سب ثمرات تبلیغ احکام کے ہین اور جب تبلیغ اس مرتبۂ کمال کو
واقع ہوئی تو پھر تاکید کرنا اوس جناب کی تبلیغ اور امر و نواہی پر اور تاکید یہی بیان
خطاب پر عتاب خارج از دائرہ صواب اور مخالفت حکمت رب الارباب ہے پس
اس صورت مین مراد ما انزل سے نہوگا مگر وہ حکم جو اوس وقت تک نازل ہوا ہو اور
خلق کو اوس کی تبلیغ نفرمائی گئی ہو اور وہ عظیم ایسا ہو کہ اوس کی انتفا سے انتفاے
شریعت لازم آتا ہو اور یہ شان بالاصالت نبوت اور رسالت کی ہے کہ اگر نبوت اور
رسالت کا تحقق نہوگا تو شریعت کا وجود ہی نہوگا اور جب یہ امر عظیم ایسا ہو کہ اوسکی
بھی انتفا سے انتفاے شریعت اور برہمی دین و ملت لازم آتا ہے تو وہ بھی مشابہ ہوگا
نبوت اور رسالت کا اور فائدہ رسالت اور نبوت کا اوس سے بھی حاصل ہوگا اور چونکہ
یہ شان بالاصالت واسطے نبوت اور رسالت کی ہے پس وہ امر عظیم قائم مقام نبوت
اور شبیہ برسالت ہے اور ایسا امر جو شبیہ بہ نبوت و رسالت ہو و نظام دین و ملت اوسپر
مثل نبوت کے مبتنی ہو نہین ہو سکتا ہے مگر امامت اور رسالت بالاصالت ثابت ہوے
واسطے رسول کے اسیطرح امامت بھی متحقق اور قائم ہوگئی ایک شخص سے جس کو امام
کہین گے پس معلوم ہوا کہ مراد اس آیت سے تبلیغ حکم امامت اور نصب کرنا امام
امت کا ہے اور ضرور ہے کہ حضرت نے اس حکم کی تبلیغ فرمائی ہو اور امام کو جانب خدا سے
نصب فرمایا ہو اور متواتر معلوم ہے کہ نص جلی کسی پر جانب خدا و رسول سے نہین
ہوا ہے سواے امیر المومنین علیہ السلام کے اور امیر المومنین علیہ السلام اس نفی سے
مستثنیٰ ہین یعنے جانب خدا سے آپ کے منصوب نہونے پر اجماع امت متحقق نہین

بلکہ شیعہ اس لقب کو متحقق جانتے ہین پس معلوم ہوا کہ یہ آیت دربارۂ امامت حضرت
امیر المومنین علیہ السلام نازل ہوئی ہے وہو المطلوب اور اگر ضمیمہ اجماع امت سے قطع نظر
کرین تو ہم کہتے ہین کہ متعلق امامت کا یعنے امام ضرور ہوا کہ باری تعالی کی جانب سے
معین ہوا اور پیغمبر خدا بحکم باری تعالی امام کو معین فرمائین اور خلق کو آگاہ کرین کہ
یہ شخص بعد میرے متولی منصب امامت کا ہوگا اور ضرور ہے کہ وہ شخص عالم باحکام
وعارف بحلال وحرام ومطلع بشریعت خیر الانام ہو ورنہ امام کی وجود کو وجود شریعت
اور اوسکی استفاء کو استفاء شریعت مین دخل نہوگا اور یہ خلاف مدلول الفاظ
آیۂ کریمہ ہے اور امام کا اعلم ہونا نزدیک اہلسنت کی شرط امامت نہین پس
سنیون کی اماموں مین کوئی شخص مصداق آیۂ کریمہ نہین ہوسکتا ہان البتہ امام
شیعہ یعنے حضرت امیر المومنین علیہ السلام مصداق اس آیت کے ہوسکتے ہین
اسواسطے کہ حضرت باتفاق شیعہ بلکہ باعتبار نفس الامر اعلم امت تھے پس شرط
امامت کی یعنی علمیت اوس جناب مین متحقق ہوگی اور سوائے جناب امیر علیہ السلام
کے کسی کی امامت اس آیت سے ثابت نہوگی وہو المطلوب یہ ہے تقریر امامت بوجوہ
متعددہ جو اس فائدہ مین مذکور ہوے اور طالب تفصیل کو رجوع باصل رسالہ
جس سے کمترین نے اس مطلب بزرگ کو منتخب کیا ہے لازم ہے **فائدہ ثالثہ**
اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسالت پناہی تبلیغ حکم الٰہی مین مخالفین
اور معاندین اور دشمنان دین سے خوف فرماتے تھے اور انتظار وعدۂ عصمت کا
کرتے تھے اور دلیل اس امر پر احادیث واخبار ہین جو حضرات اہل بیت طاہرین علیہم
السلام سے بکثرت واستفاضہ بلکہ بتواتر لفظی یا معنوی مروی ہین اور لااقل کہ مضمون
اون احادیث کا یقینی الثبوت ہے اور کتب معتمدۂ اہل سنت مین سے روایات و
احادیث کثیرہ منقول ہین کہ وہ تصدیق اور تحقیق اس کلام کی کرتے ہین اور وہ سب

مصنفات علماء اعلام و فضلاء کرام مین تفصیل تمام مذکور ہین لیکن از آنجا کہ بناء
استدلال الفاظ آیہ اعجاز نما کل قرار دی گئی ہے پس وہی دلیلین مذکور ہوتی ہین
جو الفاظ آیہ کریمہ سے مطابقت رکھتی ہون اور امور یقینیہ عقلیہ اور مسائل حقہ
نقلیہ سے ماخوذ اور مطابق ہون اور بیان اوسکا بچند وجہ ہے وجہ اوّل
اگر حضرت رسالت خوف و اندیشہ مخالفان ستم پیشہ سے نہین رکھتے تھے اور منتظر
وعدہ عصمت کے نہ تھے بلکہ تبلیغ حکم مین سرگرم اور منہمک تھے تو کوئی محل واسطے
نزول آیہ کریمہ کی باقی نہین رہیگا اس لیے کہ محال ہے کہ خداوند عالم اسطرح
کی تاکیدین بیان فرماے جسکا نظیر کسی آیت مین نازل نہین ہوا ہے یعنے ایکبار
تو الفاظ ایسے بیان فرمایے کہ جو بجسب لفظ و معنی دلالت کمال تاکید پر کرتے ہون
اور ساتھ اون الفاظ سے بالالتزام انواع تاکید مستفاد ہوتے ہون اور ایکبار خطاب
با عتاب اوسکے ساتھ متضمن فرمائے اور ایک بار عتاب کو برافت لطف بیحساب مبدل
کرے باوجودیکہ حضرت خیر الانام کسیطرح کا توقف اور عذر اوس تبلیغ خاص مین روا
نہ رکھتے ہون اور تبلیغ احکام مین سرگرم ہون اور کسیطرح کا عذر نہ فرماتے ہون
اور اگر ایسا ہے تو فصاحت و بلاغت قرآن مین خلل لازم آتا ہے اور تفصیل کلام
اس مقام مین یہ ہے کہ بتصریح علماء معانی و بیان بلاغت عبارت ہے مطابقت
کلام سے با مقتضاے حال اور حال عبارت ہے اوس امر سے جو داعی ہو طرف متکلم کے بر وجہ
مخصوص یعنے اوسکے سبب سے اصل کلام مین کوئی خصوصیت زائد معتبر ہو پس
وہ امر داعی حال ہے اور وہ خصوصیت مقتضاے حال ہے اور مطابقت کلام
کے مقتضاے حال کے ساتھ بلاغت ہے اور مثال واضح اس مطلب کی یہ ہے
کہ مخاطب کا منکر ہونا قیام زید کے لیے حال ہے کہ مقتضی تاکید ہے اور تاکید مقتضاے
حال ہے اور مطابقت اوس کلام کے ساتھ مقتضاے حال کے یعنے وارد کرنا کلام کا

مؤکد اور یون کہنا کہ اِنَّ زَیدًا لَقائمٌ بلاغت ہے پس اگر مقام تاکید مین ترک تاکید
واقع ہو تو وہ کلام بلیغ نہوگا اور اگر مقام مقتضی تاکید نہو اور تاکید کلام مین واقع ہو
تو بھی بلیغ نہوگا بلکہ بلاغت اوسوقت ہوگی جب سامع منکر قیام زید کا ہو اور متکلم اپنی
کلام مین تاکید واقع کرے اور کہے اِنَّ زیدًا لَقائمٌ اور تاکید اور انکار دونون مین
مراتب مختلف ہین پس اگر انکار شدید ہے تو تاکید بھی شدید ہوگی اور اگر انکار ضعیف
ہے تاکید بھی ایسی ہی ہوگی اور اگر انکار مرتبہ توسط پر ہے تاکید بھی ایسی ہی ہوگی
پس حالت انکار مجرد مین کہینگے اِن زیدًا لَقائمٌ اور حالت توسط انکار مین کہینگے
اِنَّ زیدًا لَقائمٌ اور حالت انکار شدید مین کہین گے واللہ اِنَّ زیدًا لَقائمٌ اور
ایک مرتبہ کی تاکید دوسری مرتبہ مین صرف کرنا خلاف بلاغت ہے جب یہ مُمَہّد ہوا
تو ہم کہتے ہین کہ اگر حضرت رسالت پناہی دربارۂ تبلیغ حکم الٰہی نہ کسی طرح
خائف تھے اور نہ انتظار وعدۂ عصمت کرتے تھے بلکہ کوئی حکم ایسا نہ تھا کہ
جسکی تبلیغ مین حضرت نے خوف یا تاخیر مصلحت فرمائی ہو پس اس صورت مین
یہ تاکیدین خلاف مقتضاے حال ہوجاوین گی اور کلام بلیغ نہوگا اور یہ عیب ہے
خصوصًا بہ نسبت حکیم علیم کے تعالی اللہ عن ذلک علوًا کبیرًا اور اگر
حضرت رسالت نے کسی حکم کی تبلیغ مین مخالفان ستم پیشہ سے خوف و اندیشہ
کیا اور اوسکی تبلیغ کو ایک وقت خاص پہ محوّل فرمایا اور منتظر وعدۂ عصمت
از بارگاہ رب عزت رہے تو یہی مطلوب ہمارا ہے اور اسوقت عین الفاظ
آیۂ کریمہ اپنی مدلول ظاہری پر بخوبی دلالت کرین گے فافہم ولا تغفل
وجہ دوم متتبع آیات قرآن پر مخفی نہین کہ اکثر آیات قرآنی اسی اسلوب پر
وارد ہوئی ہین جو اس آیۂ مبحوث عنہا مین مشاہدہ کیا جاتا ہے اور عقلاء آفاق
اور صاحبان مذاق اون آیات سے اسیطرح کے معانی سمجھتے ہین جو ہمنے

اس مقام مین بیان کیے اور اس دلالت التزامی کا کوئی انکار نہین کرتا ہے پس
جبکہ یہ آیت اون آیات سے متحد ہی اسلوب مین پس مشترک دلالت مین بھی
ہوگی وہو المطلوب اور آیات مذکورہ کا حصر اور ذکر اس رسالہ مین موجب تطویل
ہے لیکن توضیحاً للمرام و تشریحاً للمقام ایک مثال وارد کرتا ہون کہ وہ اوضح
اور اصرح مطلوب مین ہے اور وہ قول حق تعالے ہے فاصدع بما تؤمر
واعرض عن الجاهلين انا كفيناك المستهزئين الذين يجعلون
مع الله الها آخر فسوف يعلمون ترجمہ ظاہر الفاظ آیہ کریمہ یہ ہے کہ پس
دردسری یعنے زحمت اختیار کرو اوس امر مین جسپر تم مامور کیے جاتے ہو اور اعراض
اور روگردانی کرو جاہلون سے ہم نے دور کیا تم سے شر و فتنہ استہزا کرنے والون کا
جو قرار دیتے ہین خدا کے ساتھ دوسرا خدا پس قریب ہے کہ وہ لوگ جانین اسکی
برائی کو یہ ہے محصل معانی آیہ قرانی اور جو شخص مذاق صحیح رکھتا ہے وہ اس
آیت کو سنکر سمجھے گا کہ حضرت قبل نزول آیہ خوف کفار و اشرار سے فرماتے تھے
پس حق تعالی نے وعدہ عصمت فرمایا شر کفار سے اور حکم دیا تبلیغ احکام کا باعلان
و اجہار خود مفسرین نے بھی شان نزول آیہ مین یہی لکھا ہے لیکن ہم جس وقت
تصریحات مفسرین سے قطع نظر کرتے ہین اور الفاظ و معانی پر نظر کرتے ہین تو
دلالت التزامی الفاظ کے اس معنی پر بے شبہہ پاتے ہین بلکہ یہ بھی ہم جانتے ہین کہ
اگر الفاظ آیہ سے قطع نظر کیجاوے اور ترجمہ معنی آیہ کریمہ کسی اردو خوان یا فارسی
خوان سے بیان کیا جاوے وہ بھی اس مضمون کو سنکر حکم کرے گا کہ یہ آیت تاکید ہے
تبلیغ احکام پر باعلان و اظہار اور اس مین وعدہ عصمت ہے از جانب پروردگار
اور شک نہین کہ آیہ فاصدع بما تؤمر اس اسلوب اور طرز مین متحد ہے لفظاً و معنی
آیہ یا ایہا الرسول سے بلکہ آیہ ثانیہ مین وجوہ تاکید و اہتمام دربارہ تبلیغ احکام بکثرت

مذکور ہین بلکہ ایسی تاکیدین کسی آیت مین کسی امر مین مذکور نہونگی پس جبکہ آیہ
فاصدع بما تومر باوجود قلت تاکید دلالت کرتی ہے وقوع خوف پر تو یہ آیہ یاایہا
الرسول بدرجہ اولی دلالت کریگی وقوع خوف اور انتظار وعدہ عصمت پر
وہو المطلوب **وجہ سوم** تتبع اور تفحص اور ملاحظہ محاورات اہل لسان سے بھی معلوم
ہوتا ہے کہ اگر اون مین سے کوئی اس طرح کا کلام جو مشتمل کمال تاکید و مزید اہتمام
درخصوص تبلیغ حکمی از احکام و محتوی بر خطاب باعتاب و لطف و عنایت بنہایت
کرتے ہین تو نہین سمجھتے مگر یہ کہ مخاطب کو اوس حکم کے اظہار و اجبار مین کوئی خوف
و اندیشہ عظیم در سرانجام کار ہے اور وہ کسی مصلحت سے اوس حکم کی ابلاغ مین منتظر
مہلت و فرصت اور ناظر کسی مصلحت کا ہے بلکہ عادت فصحاء اہل لسان کی یون ہی
جاری ہوئی ہے کہ جب مخاطب کو اس طرح کا اندیشہ درپیش ہوتا ہے تب ایسا
کلام تاکیدی اور ایسی تاکیدات شدیدہ وارد کرتے ہین تاکہ مخاطب سعی بلیغ ارسال
و تبلیغ مین کرے اور جب مخاطب خالی ایسے خوف و اندیشہ سے ہوتا ہے تو اوس وقت
مجرد تاکید پر قناعت پر کرتے ہین اور بہت سی تاکیدین ذکر نہین کرتے یہ امر جو بیان ہوا
بعد تتبع سیرت عرب و سیر اقوال اہل ادب عاقل خبیر پر مثل بدیہیات ظاہر و باہر ہے
اور قرآن مجید محاورات عرب پر نازل ہوا ہے پس ضرور ہے کہ اوسمین بھی تاکیدات
شدیدہ اور اہتمامات عدیدہ کا محمل وہی ہو جو اہل لسان کے محاورات مین قرار دیا گیا ہے
اور حق تو یہ ہے کہ یہ طریقہ مخصوص زبان عرب سے نہین بلکہ ہر زبان مین خواہ عربی ہو
یا فارسی یا اردو سب مین جاری ہے اور جو ادنی سلیقہ معرفت مواقع کلام اور
اسلوب عبارت سے رکھتا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ جب تاکید ابتداء اگر کسی حکم پر
منظور ہوتی ہے تو اوسمین ایسی شدتین ذکر نہین کیجاتی ہین اور جب خوف و خطر
مین تاکید کسی حکم پر کرتے ہین تو ضرور وہ تاکید شدید بلاغ اشتداد اور جامع مراتب کثیرہ ہوتی ہے

اور اہل لسان پر کیا موقوف ہی مقتضای عقل بھی یہی ہے جو مروج اور معمول درمیان
اہل زبان ہی پس جبکہ طریقہ ایراد تاکید عقل و نقل سے معلوم ہو گیا تو اب کلام
حکیم علام کا حمل کرنا اسی طریقہ مروجہ پر لازم ہوگا اور نہ سمجھا جائیگا اس آیت سی مگر یہ کہ
مخاطب خوف واندیشہ معاندین دین سے رکھتا ہی اور بمقتضائے مصلحت انتظار ایک
زمانہ تک لازم سمجھا تہا ہی اور یہی مطلوب ہمارا ہی اب یہ بیان کرنا ضرور ہی کہ یہ تاخیر
جو دربارہ تبلیغ حکم خطیر از جانب بشیر و نذیر واقع ہوئی کسی طرح منافی شان
رسالت اور موجب طعن و تشنیع اہل ضلالت ہو نہیں سکتی پس ہر چند یہ امر بہت
ظاہر ہی اسلئے کہ عصمت لوازم رسالت سے ہے پس واقع ہونا اس تاخیر کا دلیل یقینی ہے
اس امر پر کہ وہ فعل معاذاللہ داخل عصیان نہ تہا لیکن بے لحاظ ربط کلام بغرض رفع اوہام
اس مقام میں ضرور ہے پس واضح ہو کہ یہ شبہہ ساقط از پایۂ اعتبار ہے بچند وجہہ
وجہ اول اس آیہ کریمہ سے اتنا ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے یہ حکم خاص حکیم علیم نے نازل کیا تہا
اور نزول علم اس امر سے کہ بواسطہ حضرت جبرئیل ہوا ہو یا قرآن مجید مین اوسپر
نص کی گئی ہو اور بہر صورت نازل ہوا اوس حکم کا قبل اس آیہ کریمہ کی اور وجوب اوسکا
مسلم ہے لیکن واجب دو قسم پر ہوتا ہے ایک واجب موسع یعنے اوس واجب
کے لئے ایک وقت مقرر کیا جائی اور وہ وقت وسیع ہو پس جائز ہے کہ مکلف نظر
بمصلحت اوسکو فوراً بجا لاوے اور اوسمین تاخیر کرے اتنی زمانہ تک کہ وقت اوس
واجب کا فوت نہو جاوے اور قسم دوسری واجب کی واجب مضیق ہے اور اوسکو
فوری بھی کہتی ہیں پس اوسمین بجا لانا اوسکا فی الفور واجب ہے اور اوسمین تاخیر جائز
نہین پس جائز ہے کہ وجوب تبلیغ حکم مذکور کا از قسم اول ہو اور اوسمین تراخی اور تاخیر
جائز ہو پس عذر حضرت رسالت کا اوسکی ادا کرنے مین بر سبیل فوریت لعدم ملاحظہ
حکمت و مصلحت منافی شان نبوت نہوئے اور یہ جواز بر سبیل احتمال نہین بلکہ

فعل اوس جناب کا دلیل صحت احتمال مذکور ہی اور احادیث ہی جو اس بارہ مین اہلبیت
عصمت وطہارت سی منقول مین مصدق اس احتمال کی ہین پس یہ تاخیر کسیطرح منافی
شان رسول کریم نہین ہے فافہم وجہہ دوم حضرات انبیا علیہم السلام بنظر
مصالح عظام اکثر احکام مین عذر فرمایا کرتے تھے اور بارگاہ الہی سے وہ عذر مقبول
ہوتا تہا اور کسیطرح اونکی شان کے منافی قرار نہین دیا جاتا پس اس مقام مین بھی یہی طریقہ
ملحوظ ہوگا اور نظیر اسکا قصہ حضرت موسیٰ وہارون ہی کہ جب ان دونو بزرگوارون کو
حکم ہوا فرعون کے پاس جانے کا اور خداوند عالم نے ان دونو بزرگوارون کو مبعوث
برسالت کیا تو حضرت موسیٰ نے عذر فرمایا کہ خداوندا ہمکو خوف ہی کہ وہ ظلم اور جور کرے
ہماری اوپر اور حد سے انکی گذر جائے پس جسطرح یہ عذر حضرت موسیٰ وہارون کا منافی
عہدہ رسالت نہین ہوسکتا اوسیطرح عذر خاتم المرسلین کا بہی خلاف شان نبوت
نہین ہے اور توضیح کلام اور تشریح مرام یہ ہے کہ خداوند عالم نے مبعوث فرمانا
حضرت موسیٰ کا قرآن مجید مین جابجا بیان فرمایا ہی چنانچہ سورۃ الشعرا پارہ نوزدہم[۱۹]
مین مذکور ہے ۔ وَاِذْ نَادٰی رَبُّكَ مُوْسٰی اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ قَوْمَ فِرْعَوْنَ
اَلَا یَتَّقُوْنَ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ وَیَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ
فَاَرْسِلْ اِلٰی هٰرُوْنَ وَلَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ محصل ترجمہ آیہ والی
ہدایہ یہ ہے کہ یاد کر ای پیغمبر اوس وقت کو کہ ندا دی تیرے پروردگار نے موسیٰ کو کہ تم جاؤ
قوم ظالمین کے پاس یعنے قوم فرعون کے پاس کیون نہین تقویٰ اور پرہیزگاری کرتی مین وہ
کہا موسیٰ نے ای پروردگار تحقیق کہ مین خوف کرتا ہون کہ میری تکذیب کرتے ہین اور تنگ
ہوتا ہے سینہ میرا اور نہین چلتی ہے زبان میری پس ہارون کو رسول کر اور واسطے انکی میرے
ذمہ ایک گناہ ہی پس مین خوف کرتا ہون کہ وہ مجکو قتل کرین انتہی محصلہ یہ آیت
صریح ہے عذر اور معذرت مین بلکہ انکار مین عہدہ رسالت سی حتی کہ یہ بھی اس امر

مین مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ نے رسالت کو محول فرمایا حضرت ہارون پر اور آپ کنارہ کشی
اس منصب سی فرمائی اور کہا کہ میری ذمہ اونکا ایک جرم ہے اور مجکو خوف قتل ہے اپنی نفس پر
لیکن ازانجا کہ ایسے اعذار منافی شان نبوت بحسب ظاہر معلوم ہوتے ہین لہذا
مفسرین نے اسمین توجیہات بیان کئے ہین چنانچہ فخر الدین رازی نے اس آیہ کریمہ
کی تفسیر مین بعد تحقیق الفاظ آیہ لکہا ہے واعلم انہ لیس فی التماس موسیٰ
علیہ السلام ان یضم الیہ ھارون ما یدل علی انہ استعفی من الذہاب
الی فرعون بل مقصودہ فیما سأل ان یقع ذالک الذہاب علی اقوی الوجوہ
فی الوصول الی المراد انتہی بقدر الحاجۃ خلاصہ کلام فخر رازی
یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے جو التماس کیا کہ حضرت ہارون اونکے ساتھ ضم کئے جاوین
یہہ التماس دلالت نہین کرتا ہے کہ اونہون نے رسالت سے استعفا چاہا بلکہ مقصود
حضرت کا یہ تہا اس سوال مین کہ فرعون کے پاس جانا بوجہ اقوی واقع ہو جو
پہونچا دے طرف مراد کے انتہی محصلہ راقم الحروف کہتا ہے کہ جبکہ کلام حضرت
موسیٰ کا جو دلالت واضحہ عذر اور کنارہ کشی پر کرتا ہے رسالت سی محمول برا ستعفا
از عہدہ رسالت نہوا بلکہ مراد اوس سے یہ قرار دیگئی کہ حضرت موسیٰ نے استعانت
اور تقویت طلب کی بارگاہ الہی سے تاکہ وصول مطلب پر باقوی الوجوہ حاصل ہو
پس اسطرح عذر فرمانا خاتم المرسلین کا اور طلب کرنا عصمت کا بارگاہ رب العزت سی
منافی شان نبوت نہوگا بلکہ محمل اسکا یہ قرار دیا جاویگا کہ اپنے تقویت طلب کی
بارگاہ الہی سے تاکہ مطلوب باقوی الوجوہ حاصل اور فائدہ تامہ عامہ متحقق ہوئے
اور اسمین کوئی مضائقہ نہین کما لایخفی اور مثل صاحب تفسیر کبیر کے فاضل بیضاوی نے
بھی تقریر کی ہے چنانچہ بعض آیت کی تفسیر مین جو لکہا ہے محصل اوسکا یہ ہے
کہ حضرت موسیٰ نے درخواست مشارکت وضم ہارون کو تین امور پر مرتب فرمایا

خوف تکذیب اور تنگی سینہ اور ازدیاد لکنت لسان کہ اوسکے سبب سے روح طرف
باطن قلب کے محتبس ہوجاتی ہے اور گویا نہین ہو سکتی اور سبب یہ تہا کہ جب امور ثلثہ
جمع ہونگی تو حاجت ایک معین و مددگار کیطرف داعی ہوگی کہ وہ مقوی قلب ہو اور قائم
مقام ہو اور زبان مین لکنت نرکھتا ہو تاکہ امر دعوت و رسالت ناتمام اور حجت منقطع نہوجائے
اور یہ درخواست تعلل اور عذر اور توقف ادائے رسالت مین نہین بلکہ یہ طلب ہے
سواہب کی امتثال فرمانبرداری پر حکم کے اور تمہید عذر ہی بہر بعد اوسکے تفسیر جملہ ولھم علیّ
ذنبٌ فاخاف ان یقتلون — مین لکہا ہے کہ یہ قول حضرت کا محمول تعلل اور عذر
پر نہین بلکہ یہ طلب ہے دفع بلا متوقع کی اور استمداد و استعانت ہی امر دعوت و رسالت مین
انتہی بحصلہ اور اسیطرح اور مفسرین نے بہی تصریح کی ہے پس جبکہ پیغمبر کو تاخیر اور عذر در بارہ
تبلیغ رسالت نظر بمصلحت استمداد و استعداد جائز ہوئی تاکہ فعل بر وجہ قوت واقع ہو
پس بعض حضرت خاتم النبیین کو بہی عذر اور تاخیر اور انتظار وعدہ عصمت از بارگاہ رب
العزت کا جائز ہوگا اور کوئی الزام لازم نہ آئیگا وہو المطلوب اور شواہد اس مطلب کے آیات
واحادیث سے بہت ہین اور اوس رسالہ نادرۃ الوجود مین بتوضیح و بسط تمام
مندرج ہین لیکن کمترین نے برعایت اختصار کا قدر ضروری پر اقتصار کیا و جہہ سوم
امام اہلسنت نے تفسیر کبیر مین عذر حضرت موسیٰ سے ایک جواب اور بہی دیا ہی اور چونکہ
وہی جواب اس مقام مین بہی جاری ہوتا ہے بسبب اشتراک عذر کے لہذا اوسکا وارد کرنا
اوس جواب کا مناسب معلوم ہوا تاکہ حجت الزامی مقابلہ اہلسنت مین قائم ہوسکے
پس واضح ہو کہ حق تعالیٰ نے سورہ طہ پارہ قال الم اقل لک مین دربیان قصہ حضرت موسیٰ
فرمایا ہے بخطاب حضرت موسیٰ و ہارون اذہبا الیٰ فرعون انہ طغیٰ فقولا
لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشیٰ قالا ربنا اننا نخاف ان یفرط
علینا او ان یطغیٰ محصل ترجمہ آیہ کریمہ یہ ہی کہ تم دونو جاؤ طرف فرعون کے

کہ وہ حد سے گذر گیا ہے پس کہو اوس سے کلام نرم امید ہی کہ وہ پند حاصل کری یا خوف کرے خدا سے ادن دونو بزرگوارون نے کہا کہ اے پروردگار ہمارے ہم خوف رکھتے ہین کہ وہ افراط اور زیادت ظلم کرے ہمارے اوپر یا تجاوز کرے حکم خدا سے امام اہلسنت نے تفسیر کبیر مین اس آیت کی بیان مین چند سوال وارد کیے ہین اور جواب دئے ہین ازانجملہ کہا ہے السوال الرابع لما تکرر الامر من الله تعالی بالذهاب فعدم الذهاب والتعلل بالخوف هل یدل علی المعصیة الجواب لو اقتضی الامر الفور لکان ذالک من اقوی الدلائل علی المعصیة لاسیما وقد اکثر الله تعالی من انواع التشریف و تقویة القلب وازالة الغم ولکن لیس الامر علی الفور فزال السوال وهذا من اقوی الدلائل علی ان الامر لا یقتضی الفور اذا ضممت الیه ما یدل علی ان المعصیة غیر جائزة علی الرسل انتهی کلامه یعنے سوال چہارم یہ ہی کہ جب مکرر ہوا امر اور حکم جانب خدا سے ساتھ جانے کے طرف فرعون کے پس نہ جانا اور تعلل اور عذر کرنا ساتھ خوف کے آیا دلالت کرتا ہے معصیت پر جواب یہ ہی کہ اگر مقتضی ہوتا امر فور کے لیے تو یہ عذر اقوال دلائل سے ہوتا معصیت پر خصوصاً جبکہ حق تعالی نے بہت کثرت سے بیان فرمایا لطف و عنایت اور تقویت قلب اور ازالۂ غم کو لیکن امر فور کے لیے نہین پس سوال زائل ہوگیا اور یہ اقوای دلائل سے ہے اس امر پر کہ صیغہ امر نہین مقتضی ہوتا ہے فور کو جبکہ ضم کرے تو اسکے ساتھ وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ معصیت جائز نہین رسول پر انتہی محصل کلامہ راقم الحروف عرض کرتا ہی کہ یہ جواب جو امام اہلسنت سے منقول ہوا مبتنی ہے اس مسئلہ پر کہ صیغۂ امر موضوع نہین ہے واسطے فوریت کی لیکن یہ تقریر مجمل اور محتاج تفصیل ہے پس واضح ہو کہ ایک جماعت کثیرہ نے محققین اہلسنت وجماعت سے اختیار کیا ہی کہ جس مقام مین امر جانب شارع سے وارد ہوا ور کوئے دلیل خارجی فوریت امتثال پر قائم نہو تو امر دلالت کرتا ہے تاخیر پر چنانچہ امام شافعی کہ پیشوا لے فرقۂ شافعیہ مین

ہین اسکے قائل ہوئی ہین اور مذہب ایک جماعت کا اشاعرہ سے ہی اور جبائیین اور
قاضی ابوبکر باقلانی اور ابو الحسین بصری نے بھی یہی اختیار کیا ہے اور جب اس مذہب پر
بنا کیجائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ اگر مکلف بجا آوری امر شارع مین اسقدر تاخیر کرے کہ وقت
اوس فعل مامور بہ کا فوت نہو اور عرف مین اوسکو تہاون نکہین تو یہ تاخیر جائز ہوگی
اور اوسکی فاعل کو مطیع و ممتثل کہین گے اور اگر مکلف فعل مامور بہ کو بفور بجالائے
تو اوسکو ممتثل کہین گے یا نہین مشہور درمیان اہل اصول کے یہ ہے کہ وہ ممتثل ہوگا اور
فوریت جائز ہوگی بلکہ ملاحظہ کلمات اہل اصول سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اجماعی ہے لیکن
بعضے اصولئین جبائیین کیطرف نسبت دی ہے وجوب تاخیر پر پس بجالانا امر بفور کا جائز
نہوگا اور بعضے اصولئین نے انکار اس نسبت کا فرمایا ہے اور کہا ہے کہ جبائیین کیطرف
نسبت اس قول کے ثابت نہین بلکہ حکایت مشہورہ اون دونو سے جواز تاخیر ہے
نہ وجوب اوسکا اور علامہ اور بعض محققین سنیہ نے غلاة واقفیہ سے نقل کیا ہے توقف کو
صدق امتثال مین جبکہ مکلف مبادرت کرے اور مامور بہ کو بفور بجالائے اور دلیل
مین کہا ہے کہ جائز ہے کہ مراد آمر کی تاخیر ہو پس اسصورت مین مبادرت مین یقین امتثال
حاصل نہوگا فافہم اور اس مقام مین ایک مذہب اور بھی ہے کہ اوسکو اکثر محققین
اہلسنت اور محققین شیعہ نے اختیار کیا ہے وہ یہ ہی کہ صیغہ امر دلالت کرتا ہے طلب فعل پر یعنے
وہ صیغہ حقیقت ہے طلب ماہیت فعل مین اور نہ اوسکو دلالت فوریہ ہے اور نہ تراخی پر
پس جبکہ مکلف اوسکو بجالائیگا بسبیل فور یا بسبیل تراخی تو ان دونون صورتونمین
امتثال صادق آئیگا اور وہ ممتثل کہلائیگا اور اس مذہب کیطرف اکثر محققین اہلسنت
گئی ہین مثل فاضل آمدی اور ابن حاجب اور قاضی عضد الدین صاحب مواقف وغیرہم
بلکہ فخر الدین رازی سے بھی اس قول کی حکایت کی گئی ہے اور بعید نہین کہ یہ جواب فخر
رازی کا جو اس مقام مین منقول ہوا ہے مبنی اس مذہب پر ہے اور یہی مذہب مختار

ایک جماعت کا ہے محققین شیعہ سے مثل محقق ابو القاسم حلی صاحب شرائع الاسلام اور جناب آیت اللہ فی العالمین علامہ حلی علیہ الرحمہ و فاضل عمیدی و شہید اول و ثانی و خاتم المجتہدین شیخ بہائی و صاحب معالم رحمتہ اللہ علیہم بلکہ کلام بعض ماہرین سے اتفاق متاخرین شیعہ کا اس مذہب پر معلوم ہوتا ہے اور اسی مذہب ثانی پر اگر مکلف تاخیر کرے اسقدر کہ وقت فعل مامور بہ کا فوت نہو اور بسبب عرف اوسپر تہاون صادق نہ آئے بلکہ تاخیر مین علت مصالح کی ہو تو یہ تاخیر داخل عصیان اور مخالف شان اہل ایمان کا اور منافی امر وجوبی نہوگی اور اوس مکلف پر صادق آئیگا کہ وہ ممتثل ہے اور جبکہ یہ قول مختار اراکین و اساطین ملت اسلامیہ کا اور مفتی بہ محققین اہلسنت و مدققین امامیہ کا ہے تو بنا جواب کی ایسے مذہب مشہور بین المسلمین پر صحیح ہوگی پس ہم کہ سکتے ہین کہ جسطرح حضرت موسیٰ کو تاخیر بجا آوری حکم مین بنا بر قاعدۂ مشہورہ جائز تھی اوسیطرح خاتم الانبیا کے لیے بھی بنا بر قاعدہ مذکورہ جائز ہوگی ـــ ولا فارق فی البین، کما لا یخفیٰ علیٰ ذی عینین،

اب وہ دلیل امامت مولائی مومنین پر بیان ہوتی ہے جو متعلق اس فائدہ سے ہے ـــ پس واضح ہو کہ ناظر سخیف کو ان مطالب سے جو ضمن مین اس فائدہ کے بیان ہوئے چند امور مستفاد ہوتے ہین امر اول وہ حکم تکلیفی تہا کہ مصالح عباد اوسیسے متعلق تھی اور دلیل اسپر وجوب تبلیغ ہی جو اس آیہ مین بصراحت مذکور ہے اور یہی مختار ہے اکثر مفسرین اہلسنت کا چنانچہ فاضل بیضاوی نے بعد تفسیر آیہ کہا ہے وظاہر الآیہ یوجب تبلیغ کل ما انزل ولعل المراد بتبلیغ ما یتعلق بہ مصالح العباد و قصد بانزالہ اطلاعھم علیہ فان من الاسرار الالٰہیۃ ما یحرم افشائہ محصل ترجمہ آیہ یہ ہے کہ ظاہر آیۃ سے وجوب تبلیغ امور منزلہ کا معلوم ہوتا ہے اور شاید کہ مراد ما انزل سے وہ چیزین ہین جنسے مصالح عباد متعلق ہون اور غرض اونکی نازل کرنے سے اطلاع عباد کی ہو اون امور پر ورنہ از جملہ اسرار الٰہیہ وہ چیزین ہین جنکا افشا اور اظہار حرام ہے

امر دوم وہ حکم تکلیفی امر عظیم بلکہ عظیم تر تہا اسواسطی کہ حضرت خیر العباد کا اوسکی تبلیغ
مین فتنہ و فساد کا اور شرور مخالفین بدنہاد کا سے خائف تہے اور خوف نہین ہوتا ہی مگر امور
عظیمہ مین اور اوسپر بداہت عقل شاہد ہے امر سوم وہ لوگ جنسے خوف مخالفت و انکار
و اندیشہ خوف و اسیب و آزار کا جناب سید ابرار کا رسول مختار کا کو لاحق ہوا تہا
بلکثرت تہی اسطرح کہ عدد مخالفین کا بہ نسبت مخالفین اقل قلیل معلوم ہوتا ہو اسلیئے کہ عاقل و
حکیم باوجود کثرت اعوان و انصار کا وقلت مخالفین عداوت شعار کا کوئی اعتنا و اعتبار کا
بہ نسبت خلاف و شقاق کا وعداوت اہل نفاق کا اظہار امر ضروری مین جس سے نظام
کافہ انام متعلق ہو نہین کرتا ہی اور اگر ایسے خلاف بے ثمر کا وعداوت بے اثر کا کا لحاظ کری
تو عقلا اوسکی فعل کو مورد الزام جانتے مین کما لایخفی علی ذوی الاحلام اب باقی رہا
کلام دو مقام مین مقام اول مخالفین اسکی محصور تہے مسلمین مین اور بیان تفصیلی یہ ہی
کہ احتمالات عقلیہ اس مقام مین تین ہین اور انسے زیادہ ہو نہین سکتے یا کفار و مسلمین
سی خلاف متوقع ہو یا تنہا کفار سے یا تنہا مسلمین سے احتمال اول باطل ہے اسلیئے کہ
مخالفت کفار نہین ہو سکتی مگر اوس صورت مین کہ وہ حکم محکم مشتمل ہو رد پر اونکے عقائد باطلہ
کی اور منافی ہو عبادت اصنام کا اور معبودیت غیر خداوند انام کا اور محتوی ہو اوپر
عقائد پر جو از جملہ اصول اسلام ہین اور ایسے امور مین مشارکت مسلمین کی ساتھ کفار کے
محتمل نہین ہو سکتی اسلیئی کہ اسلام مسلمین کا مشروط تہا اونہین شروط پر پس
تحقق اسلام کا مسلمین مین مستلزم تحقق اجزا و ارکان اسلام ہے ورنہ تخلف ذات
کا ذاتیات سی لازم آئیگا یا انتفاء ذاتیات سی انتفاء اسلام لازم آئیگا اور یہ خلاف مفروض
ہی پس احتمال مخالفت کفار و مسلمین مستلزم اجتماع متناقضین ہی اور ہمنے اس مقام
مین مخالفت کفار کو محصور کردیا اونہین امور مین جو مشتمل بطلان عقائد فاسدہ
کفار و مفسد ارکان کفر ہون اسلیئے کہ ایذا رسانی کفار ایسے امور جلیلہ اور اصول ا[illegible]

مین ظاہر و باہر ہے کہ ائمی تسلیم سے انہدام بناء کفر لازم آتا ہے بخلاف فروع اسلامیہ
کہ اونکی تبلیغ و اشاعت مین ایذا رسانی کا احتمال کم ہے اور اگر کوئی اونکی تبلیغ مین
اصرار یا ایذا و اضرار پر کرے تو وہ اقل قلیل ہے اور ایسا خلاف نادر باعث توقف در تبلیغ
احکام ہو نہین سکتا اور بتواتر معلوم ہے کہ فروع احکام از قبیل صلوات و صیام
دیگر اوامر و نواہی حسب مصلحت الہی نازل ہوا کرتی تہی اور کفار مزاحم و معارض
اون احکام مین ہوتے تہے مگر اقل قلیل اور ایسی مزاحمت مانع تبلیغ نہین ہولی پس بداہۃ
عقل پس احتمال مخالفت کفار باطل و دور از کار ہوگیا فافہم ولا تغفل اور احتمال
ثانی بھی باطل ہے اور ہرچند بطلان اس احتمال کا مطالب سابقہ اور مباحث متقدمہ
سے ظاہر و باہر ہے لیکن بطرز جدید ہم لکھتے ہین کہ فتنہ و فساد کفار بد نہاد اگر مانع تبلیغ ہوتا
تو بہ نسبت کفار کے نہ بہ نسبت مسلمین کے پس لازم تہا کہ حضرت مومنین کے لئے تبلیغ اوس
حکم کے فرماتے اور کفار سے ایک زمانہ تک اوس حکم کو مخفی رکھتے اور یہہ امر خلاف مدلول آیہ
کریمہ ہے اسواسطے کہ آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مطلق تبلیغ مین متوقف تہے اور کسی پر
اپنی امت سے اوس حکم کو ظاہر نفرمایا تہا اور اگر مقصود باریتعالی کا مجرد تبلیغ طرف کفار
کی ہوتا تو تاکید تبلیغ پر علی الاطلاق وارد نفرماتا بلکہ مقید فرماتا تبلیغ الی الکفار سے اور جب
ایسا نکیا بلکہ لفظ کو مطلق وارد کیا تو معلوم ہوا کہ تبلیغ اوس حکم کی طرف کافہ امت کے
مطلوب ہے مسلمین ہون یا کفار اور یہہ دلیل اس امر پر ہے کہ وقت نزول آیہ کریمہ تک ظاہر
اوس حکم کا کسی فرد پر افراد امت سے نہین ہوا تہا پس احتمال ثانی بہی صحیح نہوا اور جب
دونو احتمال باطل ہوئے تو احتمال ثالث متعین ہوگیا اور معلوم ہوگیا کہ مخالف اس
حکم کے مسلمین تہے نہ کفار وہو المطلوب مقام سوم وہ امر عظیم جسکی تبلیغ سے خوف
وقوع نزاع و خلاف کا درمیان مسلمین کے ہوا اور شریعت اوسکی وجود سے کامل اور منتظم ہو
اور اوسکے انتفاء سے درہم و برہم اور کالعدم ہو یا امر امامت ہی یا غیر اوسکا احتمال ثانی باطل ہے

پس احتمال اول متعین ہوگا اور ارادہ امامت کا لازم ہوگا اور ہرچند بیان اوسکا بوجوہ سدیدہ عدیدہ سابق مین ہوچکا ہے لاکن بطرز آخر وعنوان اخصر بتوفیق خالق اکبر اس مطلب کو بعبارت واضحہ وارد کرتا ہون پس واضح ہو کہ احتمال اس مقام مین دو ہین ولا ثالث لہما ایک یہ کہ وہ امر اصول دین مین داخل ہوا ہو دوسرے یہ کہ فروع دین مین مندرج ہو احتمال ثانی باطل ہے اسواسطے کہ یہ تو معلوم ہوچکا ہے کہ مورد اس آیت کا امر واحد ہے اور ظاہر ہے کہ احکام فروعیہ سب یکسان ہین اور وجوب تبلیغ مین تفاوت نہین رکھتے مین پس واجب کرنا تبلیغ بعض کا اس مرتبہ پر کہ اوسکی تبلیغ سے انتفا تبلیغات سابقہ کا لازم آوے اور نہ واجب ہونا تبلیغ بعض آخر کا بان مرتبہ موجب ترجیح بلا مرجح اور یہ محال ہے **وایضاً** اس تقدیر پر تعیین اوس حکم فرعی شرعی کی لازم ہوگی اور حضرات اہلسنت ہرچند جد ہو فورا ور سعی غیر مشکور عمل مین لائین لاکن اوس حکم خاص کو معین نہین کرسکتے ہین و من ادعی فعلیہ البیان و اقامۃ البرھان **وایضاً** اس تقدیر پر ربط جزا کا شرط سے درست نہوگا جملہ وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ مین اسلئے کہ جملہ مذکورہ صریح ہے اس امر مین کہ اوس حکم محکم کی تبلیغ مین ترک کرنے کے انتفاء تبلیغ رسالت سابقہ لازم آتا ہی اور یہ لازمہ ہی اصول دین کا پس حمل اس عبارت سراپا بشارت کا فروع پر صحیح نہوگا اور جب احتمال فرعیت باطل ہوا تو ضرور ہوا کہ وہ امر اصول دین مین داخل ہو لیکن صاحبان انصاف پر ظاہر ہے کہ وہ اصل اصیل دین مبین کہ جسمین نزاع وخلاف درمیان مسلمین کے متحمل ہوا اور اوسمین اندیشۂ ایذا رسانی مترقب اور اوسپر وعدۂ عصمت مترتب ہو کوئی نہین ہے بجز امامت کے پس معلوم ہوا کہ مورد آیہ وافی ہدایہ امر امامت ہی ہے وہو المطلوب اور ہرچند یہ مطلوب شیعہ مین اسیقدر کافی ووافی ہی کہ امامت کا اصول دین مین داخل ہونا معتقدات شیعہ ہی سے ہے اور جمہور اہلسنت اوسکو فروع دین سے شمار کرتے ہین اور وہ امامت اولاً واسطے مولائی مومنین

علی ابن ابیطالب کی ثابت ہے پس مورد اس آیہ کریمہ کا نہین ہے مگر امامت امیرالمومنین ع ہو
المطلوب لیکن ازانجاکہ بعض افاضل اہلسنت مثل فاضل بغداوی مدعی ہوئی ہین کہ مسئلہ
امامت ملحق باصول ہے لہذا اس مقام مین تقریر جدید سے امامت بلا فصل امیرالمومنین ع
ذکر کیجاتی ہی پس مخفی نہ ہے کہ جب ارادہ امام کا اس مقام مین مسلم و متعین ہوگیا تو اب
خالی دو حال سے نہین یا مورد آیہ امامت ابوبکر ہی یا امامت امیرالمومنین اسلیے کہ قول
بامامت شخص ثالث اب خلاف اجماع مرکب ہے اور احتمال اول باطل پس احتمال ثانی
متعین ہوگیا اور بیان بطلان احتمال اول کا اسطرحپر ہی کہ جماہیر اہلسنت اور اعاظم محققین اور
اساطین مدققین فرقہ سنیہ متفق اسپر ہین کہ حضرت یار غار (خلیفہ وفا شعار) کمال تقرب
منزلت بارگاہ نبوی مین رکہتے تھے اور تمام صحابہ انسے خوشنود ہتے اور راضی تھے اور سلسلہ
محبت جنانی (اور رابطہ ایمانی) انمین اور صحابہ مین ہمیشہ سے متحقق تہا حتی کہ خود فاضل متعصب
مولف رسالہ نے کتاب ازالۃ الخفا مین بفخر و مباہات لکہا ہے کہ صحابہ عہد رسالت پناہ مین
حضرت یار غار کو صدیق کہتے تھے اور اس وصف سے انکو مشہور کرتے تھے اور یہ امور جو
نحیف نے اس مقام پر ذکر کیے اقل قلیل ہین حضرات اہلسنت کی تو اسدرجہ اسکی تفصیلین
بیان فرمائی ہین کہ یہ ایک شمہ ہی اون اوصاف جلیلہ کا اور ناظر کتب سنیہ پر بخوبی واضح ہے
حتی کہ صحیح بخاری مین مرقوم ہی اور کمال افتخار حضرات سنیہ اسپر معلوم ہی کہ جب آخر عمر مرض وفات
مین سرور کائنات نے حکم دیا کہ میری جگہہ ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑہا دیوے تب عائشہ نے فرمایا کہ ابوبکر
مرد رقیق القلب ہی وہ آپکی جگہہ خالی دیکہکر نماز نہ پڑہا سکے گا ایسے وقت مین عمر کا بلانا اصلح
و انسب ہی حضرت نے اوسی عالم مرض مین یہ سنکر ارشاد فرمایا یابی اللہ والمسلمون الا ابا
بکر محصل ترجمہ یہ ہی کہ خدا و رسول سب سی ابا و انکار کرتے ہین اور اس منصب پر فائز
ہونے سے راضی نہین ہین سوای ابوبکر کے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تمام صحابہ ابوبکر سے راضی
و خوشنود تہی اور اگر اس سی قطع نظر بہی کیجائی تب بہی ہم کہتے ہین کہ جب امر امامت بعد نبی

یعنے رسالت مآب حضرت ابوبکر کیطرف راجع ہوا تو ایک تہوڑی سے زمانہ مین تمام صحابہ
متفق ہوگئے امامت ابوبکر پر سوائی اقل قلیل کے اور یہ امر نہین ہوسکتا مگر برضا و خوشنودی
جمیع صحابہ کما لا یخفی پس جبکہ رضا صحابہ حضرت ابوبکر سے ہمیشہ حاصل تہی جسکا شمہ ابہی
بیان ہوا تو اس سے لازم آتا ہے کہ امامت ابوبکر اس آیہ مین مقصود نہوا اسلیئے کہ مورد آیہ
تو وہ امامت ہی جسمین مسلمین کے تخالف اور تحاسد اور تنازع کا خوف ہو اور سرور عالم
اوسکے اظہار سے خوف آسیب و آزار اپنی ذات قدسی صفات پر رکھتے ہون اور انتظار
وعدہ عصمت فرماتے ہون اور امامت ابوبکر محل اور مورد ان امور کا نہین ہے پس مورد
آیہ بہی نہوگی اس تقریر سے بشکل ثانی یہ نتیجہ حاصل ہوگا کہ مورد آیہ امامت وخلافت ابوبکر نہین
اور ترتیب قیاس اسطور پر ہوسکتی ہے **الخلافة المذکورة فی تلک الایة محل
للخلاف بین المسلمین و امامة ابی بکر لیست محلا للخلاف بین المسلمین**
پس نتیجہ یہ پیدا ہوگا الخلافة المذکورة فی تلک الایة لیست بامامة ابی بکر
اور جبکہ امامت ابوبکر مورد آیہ نہین رہے تو اب سوائی امامت امیر المومنین علیہ السلام کے
کوئی احتمال باقی نہین رہا پس امامت اوس جناب کی ثابت ہوگئی و ہو المطلوب بلہ ا
ما الہمنی ربی فی ھذا المقام و منه التوفیق و به الاعتصام - اور اس
مقام مین ایک تقریر لطیف اور بہی تہی ہرچند جوش سیادت محرک اوسکی ذکر کا بار بار ہوتا ہی
پس ازانسکہ بیان تفصیلی اس مختصر مین متعذر ہے لہذا بیان اوسکا محول رسالہ اصل پر کیا گیا
فائدہ رابعہ آیہ کریمہ نص ہے درخصوص وعدہ عصمت از بارگاہ رب العزت
بلکہ ذکر کرنا وعدہ مذکور کا بلفظ فعل جو دال ہے تجدد پر دلالت کرتا ہی کہ عصمت مذکورہ
بتجدد ازمان و اوقات متجدد ہوتی جائیگی اور مباحث سابقہ مین ذکر ان امور کا بتفصیل
تمام ہوچکا ہی پس ثبوت عصمت کا درخصوص امر تبلیغ مورد نزاع اور محل کلام نہین ہان البتہ
نزاع تعیین امور مین جاری ہوسکتی ہے اور وہی محل نزاع درمیان فریقین ہے اول

اوّل عصمت عام ہی جمیع انواع ایذا وضرر سے یا مخصوص ہے قتل واذہاب نفس محترمہ رسول مختار سے جیساکہ تکلیفات انبیار ماسلف سے ظاہر وباہر ہے پس مختار جمہور مفسرین کا اس مقام مین شق ثانی ہی اور ہمنے مبحث سابق مین شق اوّل کو اختیار کیا امر دوّم متعلق وعدہ عصمت کا شر کفار اشرار ہے یا فتنۂ وفساد منافقین زبون کار ہی پس مختار جمہور اہلسنت امر اوّل ہے اور علمای امامیہ نے امر ثانی کو اختیار کیا ہی امر سوّم مورد اس آیۂ کریمہ اور وعدہ عصمت کا خاص امر امامت ہے یا ماسوای امامت از قبیل سائر احکام ہے جنکی تبلیغ متعلق بسید انام سردار انبیار کرام ہتی علمار امامیہ کا مختار اسمین امر اوّل ہے اور اہل سنت اسکا انکار فرماتی ہین اور ہرچند اثبات ان تینون امورنکا مباحث سابقہ اور مقامات سابقہ مین بفضل ایزد متعال ببر وجہ کمال ہوچکا ہے لیکن کمترین ان امور ثلثہ کو مقامات ثلاثہ مین بطرز جدید وعنوان سدید بیان کرتا ہی **مقام اوّل در بیان عموم عصمت اور ثبوت** اس مطلوب کا بعد قطع نظر از دلائل سابقہ چند وجہون سے ہوسکتا ہی **وجہ اوّل** اس مقام مین استثنا صحیح ہی یعنے کہہ سکتی ہین **واللہ یعصمک من الناس الا** ما دون القتل اور ترک استثنا اوس مقام مین جہان استثنا صحیح ہوتا ہو دلیل عموم ہی چنانچہ علم اصول مین ثابت ہوا ہی اور یہ قاعدہ محققین اہلسنت کی نزدیک بہی مقبول اور اسی قاعدہ سے جابجا فخرالدین رازی نے بہی مسائل کلامیہ مین تمسک فرمایا ہی پس معلوم ہوا کہ عموم عصمت مراد ہے یعنے حقتعالی نے جناب رسالتمآب کو ہر آسیب وآزار سے محفوظ رکہنے کا وعدہ فرمایا ہی قتل ہو یا ما دون القتل وہو المطلوب **وجہ دوم** دشمن اپنے دشمن کے لئے ہر طرح کا شر تجویز کرتا ہی اور کچہہ تخصیص شر کی نہین اوسمین کرتا بلکہ شر اوسکا عام ہی قتل وغیرہ سے پس جبکہ یہ عصمت مقابلہ مین شر دشمن کے ہی اور شر عام ہی قتل و غیر قتل سے پس لازم ہوا کہ عصمت بہی عام ہو قتل وغیرہ سے اور مخصص کو چاہی کہ اپنے دعوی پر دلیل وارد کرے والا دعوی مقبول نہوگا **وجہ سوّم** وعدہ عصمت محض تفضل ہی جانب خدا سے اور بیچ

ہی اظہار قرب و منزلت رسول کریم پر اسواسطے کہ سنت سنیہ اور طریقۂ مرضیہ انبیا رو
مرسلین کے حق مین اسی طور پر جاری ہے کہ وہ تبلیغ رسالت یا رسالات مین کوئی
مبالات اپنی ایذا و اضرار سے نہین فرماتی تھے اگرچہ یہ تبلیغ منجر بہ قتل و اذہاب نفوس
محترمہ ہوا ور تکالیف اونکی حقمین ازجانب باریتعالی ہی تھی کما لا یخفے پس اگر وعدۂ عصمت تبلیغ
احکام پر لازم ہوتا تو ہر نبی کے حق مین یہی طریقہ جاری رہتا اور مصداق و تقتلون النبیین
بغیر الحق تحقق اور ثابت نہوتی و ہو خلاف المفروض اور جبکہ بنا تفضل اور احسان
پر قرار دیگئی پس جسقدر عموم تفضل ہو وہ مقتضائی رحمت کاملہ و نعمت شاملہ ہوگا بلکہ
تخصیص مقدار تفضل و احسان منافی اظہار کمال قرب و منزلت و مضاد علو شان ہا و سمو
مکان ہا و مخالف ذکر عنایت بغایت ایزد منان ہے پس عموم عصمت کا ثابت ہوگیا
و ہو المطلوب واضح ہو کہ اس مقام مین دو اشکال وارد ہوتے ہین اشکال اول
یہ ہے کہ تکالیف انبیا کا مشتمل ہونا شدت اور انواع اذیت و صعوبت پر ثابت ہے
باجماع پس وہی تکلیف حضرت رسالت پناہ کی بھی حق مین ثابت ہوگی اس لئے کہ
حضرت بھی زمرۂ انبیا مین تھے اور جبکہ استثنا کسی تکلیف کا حضرت کی حق مین وارد ہوگا
اور دلیل سے ثابت ہوگا تو اوسپر عمل کیا جائیگا لیکن جب وہ دلیل مجمل ہو اور عموم اوسکا
جملہ افراد مین یقینی نہو تو جو فرد یقینی ہوگی وہ خارج ہو جاویگی اور مستثنی ہو جاویگی اور جو غیر
یقینی ہے وہ داخل سمجھا ویگی مگر اوسی تکلیف عام مین جو انبیا کیلئے ثابت ہی اور اس مقام
مین ایسا ہی ہوا ہے بسبب اجماع و عدۂ عصمت اور یہ اجمال منافی شان حکیم نہین اسواسطے
کہ قران مین اکثر آیات مجمل ہین پس تکلیف یقینی مین وہ فرد مشکوک داخل رہیگی
و ہو المطلوب جواب اس بحث کا اولا یہ ہی کہ اجمال مسلم نہین بلکہ لفظ مطلق ہی اور
مطلق کو مجمل کرنا خلاف عقل ہے و قد سبق تحقیقہ اور ثانیا علت اس خروج و استثنی
کی تفضل ہے اور یہ علت مشترک ہی جملہ افراد عصمت مین پس حکم العصمت بھی جملہ افراد

مین ثابت ہوگا ورنہ تخلف معلول کا علت تامہ سی لازم آئی گا اور یہ محال ہی اشکال دوم
مورد عصمت ضرور ہے کہ امر مخوف ہو اور امر مخوف نہین ہوتا مگر عظیم اور عظیم نہین ہی مگر صدمہ
قتل پس متعلق عصمت نہوگا مگر قتل پس مراد عصمت سی نہوگا امر خاص خلاصہ یہ ہی کہ قتل
ہی اعظم ہے اہانت سی اوس نبی کی پس یہی امر اعظم مورد وعدۂ عصمت ہوگا جواب یہ ہی
کہ ہم تسلیم کرتے ہین کہ مورد آیہ امر مخوف ہی اور امر مخوف ضرور ہے کہ عظیم ہو اور عظمت شی کی
ایک وصف ہی کہ ثابت ہوتا ہی اوس شی کے لئے باعتبار ذات اور یہ وصف جیسا کہ قتل مین
پایا جاتا ہے اوسیطرح اور افراد مین جو مغایر قتل ہون موجود ہوتا ہی مثلاً اگر کوئی شخص کفار
سی دست رس قتل نبی پر نرکھتا ہو اور انواع ایذا و ضرر پہونچانی پر قادر ہو مثل ضرب
توہین وغیر ذلک یا اوسکو قتل پر قدرت ہو لیکن وہ شدت عداوت سی حبس و دیگر آلام
جسمانیہ شدیدہ پر اکتفا کرے تو کہا جائیگا کہ وہ مرتکب امر عظیم کا ہوا پس تخصیص عظمت کی
قتل سے مسلم نہین بلکہ قتل و غیر قتل دونو اس امر مین شریک ہونگی اگرچہ اعظمیت ایک وصف
کی دوسری سے یا مجموع کی ہر واحد سے پائی جاتی ہو پس جبکہ وعدۂ عصمت متعلق امر
عظیم سے ہوا اور امر عظیم عام ہوا قتل و غیر قتل سے پس عصمت بھی عام ہوگی قتل وغیرہ سی باعتبار
عموم متعلق اور یہی مطلوب ہی اور انداز کہ رفع اس اشکال کا ظاہر ہے لہذا اسی کلام مختصر
پر اکتفا کی گئی ومن لایکفیہ الیسیر لایکفیہ الکثیر، مقام دوم مصداق ناس کا
اس کلام حق اساس مین منافقین ہین نہ کفار اور ہم اس مقام مین اولاً دلیل اہلسنت
بیان کرتے ہین اور بعد رد و نقض اقوال مفسرین دلیل اس مطلوب کی بعنوان شافی
بیان کرینگے پس واضح ہو کہ مفسرین اہلسنت مثل صاحب کشاف و فخر الدین رازی
وغیرہما من عظمائہم وعلمائہم متفق ہین اس امر پر کہ مراد ناس سی کفار ہین اور دلیل اسپر قول
حقتعالی ہے ان اللہ لایھدی القوم الکافرین اور ملخص استدلال اہلسنت یہ ہی
کہ جملہ ان اللہ لایھدی القوم الکافرین تعلیل ہے وعدۂ عصمت کی پس اگر

مراد ناس سی کفار نہون تو ذکر کفر کا جملہ تعلیلیہ مین درست نہوگا دلیل منطبق مطلوب پر نہوگی
پس ضرور ہوا کہ مراد کفار ہون اقول یہ دلیل ہرگز انطباق مطلوب اہلسنت سی نہین رکہتی
بلکہ عام ہی اور مطلوب خاص ہے اسلئے کہ کفر دو قسم پر ہے ایک کفر ظاہر و باطن دوسری
کفر باطن پس کافر کی بہی دو قسمین ہوئین ایک کافر ظاہری و باطنی وہ تو کفار عرب تہی اور
دوسری کافر باطن اگرچہ بحسب ظاہر کلمہ اسلام زبان پر جاری کرتا ہوا اور اوسکو منافق کہتے
ہین اور جو شخص آیات قرآنی کا تتبع کرے اوسپر مخفی نہوگا کہ خداوند عالم نے منافقین کو بہی کافر
فرمایا ہی اور شواہد اس مطلب کی آیات قرآنیہ مین بکثرت ہین از انجملہ قول حقتعالی ہے سورہ
منافقین مین جو از اول تا آخر مملو ہے اہل النفاق کے ذکر سے ذلك بانھم امنوا ثم کفروا
فطبع علی قلوبھم فھم لا یفقھون محصل ترجمہ یہ ہی کہ منافقین نے پہلی ایمان اختیار
کیا پہر کافر ہوگے پہر مہر کر دی گی اونکی قلوب پر پس وہ لوگ نہین سمجہتے ہین اس آیت مین
بصراحت منافقین کو کافر فرمایا ہے واز انجملہ قول حقتعالی ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ
يَقُولُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ
اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ جو ادنی عربیت رکہتا ہی اوسپر
معنی آیہ ظاہر ہین اور یہ بہی ظاہر ہے کہ مصداق اس آیت کے منافقین ہین اور حقتعالی
نے اونسے نفی ایمان فرمائی ہی پس ضرور ہی کہ وہ لوگ کافر ہون اسلئے کہ حد فاصل اور واسطہ
نہین ہی درمیان کفر کے واز انجملہ قول حقتعالی ہے وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ
وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا هِيَ حَسْبُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ
اس آیت سی ظاہر ہی کہ منافقین بہی مثل کفار کے مخلد فی النار ہونگے اور خلود فی النار جزا ہی کافر
کی پس ضرور ہوا کہ وہ بہی کافر ہون اسیطرح آیات کثیرہ سی اطلاق کفر کا اون پر ثابت ہوتا
ہی پس لفظ کافرین کی جملہ تعلیلیہ مین عام ہولی اور عام کو دلالت خاص پر نہین ہوتی بجمیع انواع دلالت

اب بیان دلیل کا اپنے دعوی پر بعنوان اختصار کرتا ہون

پس واضح ہو کہ حقیقت امر تین حال سے خالی نہین یا مراد کفار ہین یا اعدائے منافقین یا
عام ہے کفار و منافقین یا خاص کفار ہین احتمال اول باطل ہے اور احتمال ثانی او ثالث
پر مطلوب حاصل ہے بیان اوسکا یہ ہے کہ ہم فائدہ ثانیہ مین بیان کرچکے ہین کہ مورد آیہ
حکم خاص ہے نہ جمیع احکام اور اس بنا پر تجویز ارادہ کفار نگونسار باطل ہوجائیگی
اسواسطے کہ مخالفت کفار جملہ احکام اصولیہ مین محتمل ہے اور کوئی حکم خاص ایسا نہین
کہ مخالفت اور معاندت قوم معاندین اوسی مین منحصر ہے پس تخصیص حکم واحد کی
اس مین الاحکام اس صورت مین درست نہین اور اسے تقدیر سے مشارکت کفار کی ساتھہ منافقین
کے بھی باطل ہوئی جاتی ہے پس احتمال ثالث متعین ہوگا اور جو غدر دربارہ کفار کیا جاتا
ہے منافقین کے بارے مین جاری نہین ہوسکتا اسلئے کہ اسلام اونکا ظاہری تھا اور یہ
اظہار اونکا نظر باغراض و مصالح تھا پس ہوسکتا ہے کہ اون اغراض کی یا ایک غرض
عمدہ اور جلیل کی تقویت اوس سے لازم آتی ہو اوس حکم خاص سے اور حضرت رسالت
پناہی اظہار حکم الہی مین اونکی فتنہ و شر سے منتظر وعدہ عصمت ہون اور اس
کلام سے بطلان احتمال اول و ثانی متعین ہوگیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مخالفین اس حکم
کے بکثرت تھے اور اسی سبب سے خداوند عالم نے وعدہ عصمت فرمایا و ہو المطلوب

مقام ثالث مورد اس آیہ کریمہ کا امر امامت ہے پس واضح ہو کہ مقام اول سے معلوم
ہوچکا ہے کہ وہ حکم خاص ایک امر عظیم تھا اور مقام ثانی مین بیان ہوا کہ وہ امر عظیم ایسا تھا
کہ حضرت اوسکی تبلیغ مین منافقین امت سے اپنے نفس نفیس پر خوف فرماتے تھے اور منتظر
وعدہ عصمت کے تھے ان دو نو مقاموں سے بعد امعان نظر ہویدا ہوتا ہے کہ وہ امر متعلق
بفروع دین نہ تھا اسلئے کہ منافقین اظہار اسلام کرتے تھے اور کسی حکم کا احکام فرعیہ
سے انکار اس درجہ پر کہ وہ منجر بایذا و اضرار سید ابرار ہوجاوے نکرتے تھے پس اونکے

پس اونکی جانب سے وقوع خلاف احکام مذکورہ مین باین شدت ومدت متوہم بھی نہین ہوتا جسکا کہ
مظنون اور متیقن ہو اور اسیطرح کفار بھی بعد جلوس دوسرا حکم احکام فرعیہ مین ہوتے تھے اور مخالف
تو اقل قلیل تھے اور ایسے افراد قلیلہ کا خلاف محل خوف نہین ہے پس وہ حکم نہ تہا مگر اصول
دین سے اور یہ ظاہر ہے کہ خوف نہین ہوتا ہے مگر جماعت کثیرہ اور عدو غالب سے اور چونکہ منافقین
خود مغلوب بھی پس لازم آیا کہ یہ آیت اوس زمانہ مین نازل ہوئی کہ جس زمانہ مین منافقین بکثرت
موجود ہوں اور زمانہ کثرت منافقین کا وہی زمانہ ہے جسمین قوت اور شوکت اسلام کی
روز بروز بڑہتی جاتی تھی اور یہ نفاق ایسا مخفی تہا کہ ہر ایک پر نہ ظاہر ہوتا تہا چنانچہ حق تعالی
قرآن مجید مین خود فرماتا ہے ومن حولک من الاعراب منافقون ومن
اہل المدینۃ مردوا علی النفاق لا تعلمہم نحن نعلمہم سنعذبہم مرتین
ثم یردون الی اشد العذاب ۞ پس اب معلوم ہوگیا کہ یہ آیت مدینہ مین نازل
ہوئی بعد ہجرت کی اور ہجرت واقع ہوئی تھے بعد دس برس کے اور دس برس مین احکام
اصولیہ اور آیات سورہ مکیہ بکثرت نازل ہو چکی تھے جو مشتمل تھی ہین توبیخ وطعن اور تشنیع
کفار اور آیات بینات اور حجج واضحات پر بھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امر عظیم از قبیل
توحید وعدل وصفات باری تعالی ونبوت ومعاد نہ تہا پس وہ امر جو اصول دین سے ہو اور جسمین خوف
منافقین امت سے اوسکی تبلیغ مین خوف فرماتے تھے جسکے وعدہ عصمت کا نازل کیا
گیا ہو کوئی نظر نہین آیا سوائے امامت کے پس معلوم ہوا کہ مورد اس آیت اور وعدہ عصمت
کا امر امامت ہو وہو المطلوب اور اسمین شک وشبہہ نہین ہے کہ یہ امامت متعلق
بذات قدسی صفات امیر المومنین علیہ الصلواۃ والسلام ہے کسی اور کو بجز اوس جناب
کے بہرہ اس سے حاصل نہین ہے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ اہل اسلام نے تفسیر آیت مین
دو قول اختیار کئے ہین ایک یہ کہ مراد تبلیغ امامت علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے
اور یہ مذہب مختار فرقہ شیعہ ہے دوسری یہ کہ مراد تبلیغ جمیع احکام ہے جنسے مصالح عباد متعلق

ہوں اور یہ مختار فرقہ سنیہ ہی اور تیسرا قول ہمین کسینے اختیار نہین کیا پس جبکہ تفسیر آیہ
کریمہ منحصر انہین دو قولوں مین ہوگی تو امر ثالث باطل ہوگا باجماع مسلمین اور ارادہ مختار
سنت کا استقام مین مخالف مدلول آیہ ہی جیسا کہ بیان ہوا پس یہ امامت امامت
علی ابن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی نہ امامت غیر کی اوس جناب کو بدلیل اجماع اہل اسلام
وہو المطلوب فلا تغفل **فائدہ خامسہ** دربیان شرائط امامت جو آیہ کریمہ سے
مستفاد ہوتی تھین پس واضح ہو کہ فائدہ اولی سے معلوم ہوا کہ اس آیت مین وجوہ تاکید درخصوص
تبلیغ امر منزل بکثرت مذکور ہین کہ ایسے تاکیدات کسی آیہ مین مذکور نہین ہوئے اور **فائدہ ثانیہ**
سی معلوم ہوا کہ مراد ما انزل سی حکم خاص ہے نہ جمیع احکام منزلہ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ حکم خاص
ایک امر عظیم ہے بلکہ ایک اصل ہے اصول دین سے بلکہ عظمت اوس امر کی بملاحظہ دیگر فوائد
کہ جو سابق مین مذکور ہو چکے ہین ثابت اور متحقق ہوتی ہی کہ جو خصوصیت فائدہ ثانیہ کی ہمین
رکھتی ہے اور **فائدہ ثالثہ** سے معلوم ہوا کہ حضرت رسالت پناہ اوسکی تبلیغ مین مخالفین
اور منافقین امت سی خوف رکھتی تھے اور انتظار وعدہ عصمت فرماتے تھے اور **فائدہ**
رابعہ سے معلوم ہوا کہ حقتعالی نے وعدہ عصمت فرمایا ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مورد وعدہ
عصمت کا امر امامت ہی اور اسیطرح سے یہ مضمون ضمن مین اور فوائد کی بہی معلوم ہو چکا ہے
پس ان امور کے اجماع سے عاقل منصف کو شک وشبہہ باقی نہین رہتا کہ مراد ما انزل الیک
سی امامت امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی بلکہ یہ فائدہ ان فوائد سے سوائے فوائد اولی
مستقل ہے افادہ امامت مولائی مومنین مین چنانچہ سابق مین بیان اوسکا باتم تفصیل کی
واکمل توضیح ہو چکا ہے اسیوجہ سے اس فائدہ مین وجہ دلالت بر امامت مولائے
امیر المومنین جو اجماع امور مذکورہ سی مستفاد ہوتی ہے بیان نہین کی گئی بلکہ یہ فائدہ قرار دیا
گیا ہے بیان شرائط امامت مین جو آیہ کریمہ سے ظاہر ہوتی تھین چونکہ وہ شرائط سوائی امیر المومنین
کی اور کسی مین متحقق نہین ہین باجماع اہل اسلام پس اس سے بھی ایک دلیل مستقل امامت پر اوس

خطاب کی واضح ہوتی ہے اب جاننا چاہیے کہ امامت کی ثبوت مین چند امور ضرور ہین کہ اگر
وہ نہون تو امامت کا تحقق ممکن نہین **اوّل** یہ کہ امام منصوص و منصوب از جانب خداوند عالم ہو
دوسری یہ کہ معصوم ہو **تیسری** یہ کہ اعلم ہو یعنے داناتر ہو۔ باحکام شرعیہ و معارف ربانیہ
چوتھی یہ کہ افضل اہل زمان ہو یعنے عبادت اور زہد و ورع و تقویٰ ان سب مین اہل زمانہ پر فائق ہو چار
عمدہ ترین لوازم امامت مین اور ان جملہ امور پر آیۂ کریمہ دلالت کرتی ہی **اما امر اوّل** یعنے منصوب
ہونا امام کا پس جملۂ یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ سے اسلئے کہ سابق مین
بکمال توضیح ثابت ہو چکا ہی کہ مراد ما انزل الیک سے امر امامت ہی پس وجود تبلیغ امامت کا
اس آیت سے ثابت ہوا اور تبلیغ امر امامت کی نہین ہو سکتی مگر اسطرح کہ امام منصوب کیا
جائے اور پیغمبر خدا اوسپر تعیین کرین اور اوسکی اطاعت و انقیاد کا حکم کرین امت پر پس معلوم
ہوا کہ نصب امام واجب ہی جانب خدا سے ورنہ تبلیغ امر امامت کی واجب نہوتی اور یہ خلاف
مدلول آیہ ہی فافہم اور اگر یہ کہا جائے کہ معنے تبلیغ امامت کی یہ ہین کہ تم صفات امام کو بیان کرو
اور نصب امام کو محول آرا امام پر رکھو جیسا کہ مذہب اہلسنت کا ہی تو یہ توہم فاسد ہی اسواسطے کہ
مفاد تبلیغ اس تقدیر پر یہی ہوگا کہ لوگونکو حاجت اور ضرورت طرف امام کی معلوم ہو اور اونکو
اختیار ہوگا کہ اپنے طرف سے جسکو چاہین اور اوسمین صفات امام کو مجتمع دیکھین خلیفہ کرلین اور
ظاہر ہی کہ تبلیغ ایسی امر کی نہ مقام خوف ہی نہ محل خطر اور نہ صلاحیت اس امر کی رکھتا ہی کہ عدم
عصمت اسپر کیا جائے بلکہ یہ امر تو مخالف طبائع خلق نہین اور اس جہت سے کہ زمام اختیار امام
بدست انام ہی مرغوب طبائع ہی پس نہایت سہل و آسان خلق پر ہوگا اور اسمین ضرورت
ایسی تاکید شدید و عدید کی باقی نرہیگی پس ضرور ہوا کہ مراد تبلیغ امر امامت سے تعیین امام ہو
یعنے منصوب ہونا اوسکا جانب خدا سے وہو المطلوب **واما امر ثانی** یعنے عصمت امام
پس حاذق منصف اور متفطن غیر متعسف پر استفادہ اوسکا جملۂ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا
بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ سے مخفی نہین اور بیان اس مطلب کا یہ وجہ اختصار یہ ہی کہ جملۂ

وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ سے بعد انضمام فوائد سابقہ ظاہر ہوتا ہی کہ امام مدار شریعت ہی یعنے اوسکی
وجود سے وجود شریعت اور اوسکے عدم سے عدم شریعت لازم آتا ہے پس امام حافظ شریعت ہے
زوال اور تغیر اور نقصان سی اور موجب فروغ و مظہر کمال شریعت ہی اور جب امام پر خطا و نسیان
اور گناہ و عصیان جائز ہوئی تو بوجہ وقوع معصیت وہ پابند حدود شرع نہوگا اور نہ حافظ بھی ہوگا
اور اوسکی ریاست مین بھی خلل آئیگا اور یہ مضمون ایسا واضح ہی کہ عقول عامہ خلائق بھی اسکی
تصدیق کرتے ہین اسیوجہ سے سعدی شیرازی نے کہا ہے ؎ نہ کند جور پیشہ سلطانی
کہ نیاید زگرگ چوپانی ❊ اور بطرز آخر ہم کہتے ہین کہ وجود شئی کا وجود آثار سی اوس شئی کے معلوم ہوتا
ہی اور عدم اوسکا انتفاء اور عدم آثار شئے سے ظاہر ہوتا ہی پس مراد وجود شریعت سی ظہور آثار شریعت
ہی اور مراد عدم شریعت سی انتفاء آثار شریعت ہے اور آثار وجود شریعت یہی ہین کہ پابندی اوامر و
نواہی کی اور اطاعت احکام الہی کی کی جائے اور جب امام سے خطا و نسیان کا اور گناہ و عصیان
کا وقوع ہوا تو وہ پابندی حدود شریعت کی باقی نرہی اور آثار اوسکی منتفی ہوگئے پس باوجودیکہ
امام موجود ہے وجود شریعت کا منتفی ہوگیا اور امام مدار شریعت نہوا اور یہ خلاف مضمون
جملہ مذکورہ ہی پس عصمت امام کی ضرور ہوئی وہو المطلوب فافہم فانہ دقیق شریف و بالقبول حقیق
اما امر ثالث یعنے اعلم اور داناتر ہونا امام کا پس وہ بھی جملہ وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ سے ظاہر ہے
باشد ظہور اسلئے کہ جب امام کے وجود سے وجود شریعت قائم ہے اور اوسکی عدم سے عدم شریعت
وابستہ ہے تو ضرور ہے کہ وہ عالم ہو باحکام شریعت ورنہ شریعت وابستہ اوس سے نہوگی
اور یہ خلاف الفاظ آیہ ہی اور جب عالم باحکام ہوا تو ضرور ہی کہ بعد پیغمبر کے زمان امام مین کوئی شخص
اوس سے اعلم اور داناتر نہو ورنہ اسکی علم مین نقصان لازم آئیگا اور شریعت وابستہ اوس سے
نرہیگی بلکہ وابستہ اوس اعلم اور داناتر سے ہوجائیگی اور یہ خلاف مدلول آیہ مذکورہ ہی اور حق تو یہ ہی
کہ امام رئیس اہل اسلام ہی اور اوسکا ناقص ہونا علم مین بہ نسبت کسی شخص کے اشخاص زمان سی خلاف
مقتضائے عقول انسانیہ بلکہ خلاف آیات قرآنیہ ہے چنانچہ حق تعالیٰ قرآن مجید مین مقام انکار مین

فرماتا ہی قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ اس آیت
مین حرف استفہام واسطے انکار کے وارد ہوا ہی اور خداوند عالم مقام انکار مین فرماتا ہی کہ آیا
برابر ہین وہ لوگ جو عالم ہین اور وہ جو عالم نہین یعنی برابر نہین پند ونصیحت قبول کرتے ہین مگر اولو الالباب یعنی صاحبان
عقول اس آیت مین جسطرح انکار ہی مساوات عالم وجاہل سے اوسیطرح انکار ہی افضلیت جاہل
کی عالم پر اور ظاہر ہی کہ جب امام اور رئیس امت کی کوئی عالم تر ہوا اور امام اوسکی نسبت جاہل ہو
تو وہ افضل ہوگا امام کی اور رعیت پر انقیاد امام لازم ہوگا پس ریاست امام کو اوسپر ہوگی پس
امام امام ہوگا اور یہ خلاف مفروض ہے اور واضح ہو کہ حقتعالی نے جو حرف استفہام اول
آیہ مین وارد کیا ہی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مساوات عالم وجاہل کی یا افضلیت جاہل عالم پر
خلاف عقول ہے اسی سبب سی انکار وارد کیا ہی حرف استفہام اور آخر مین فرمایا ہی کہ اس
مضمون کی پند ونصیحت قبول کرتے ہین صاحبان عقول پس اس آیت سی یہ بھی معلوم ہوا کہ
عقل حاکم ہے اسکے قبیح ہونے پر اور اسیطرح آیات کثیرہ سی یہ مضمون مستفاد ہوتا ہے کہ ذکر اونکا موجب
تطویل کلام ہے پس ضرور ہوا کہ امام اعلم الخلق ہو باحکام شریعت ربانیہ و معارف ایمانیہ
وہو المطلوب وامّا امر چہارم یعنی افضل ہونا امام کا جملہ کمالات مین پس یہ بھی ظاہر ہی جملہ وان
لم تفعل فما بلغت رسالته سی اوسکا بیان اوسکی وجہ اجمال یہ ہی کہ امامت اور ریاست ایک
مفہوم اضافی ہے اسکے لئے متعلق ضرور چاہی یعنی امامت ایک صفت ہی از جملہ اوصاف اور
اور جو صفت ہی وہ کسی موصوف سی قائم ہوتی ہی پس اس صفت کے لئے بھی تعیین ایک موصوف کا
چاہئے لازم جیسا امر ضرور ہے کہ موصوف اوس صفت کا یعنی امام معین ہوا از جانب خدا
اور جب تعیین جانب خدا سے ہوئی تو ضرور ہے کہ وہ شخص منصوب افضل اہل زمان ہو اسواسطے
کہ تقدیم مفضول کی فاضل پر قبیح ہے من حیث العقل بلکہ نصوص قرانیہ بھی دلالت اسپر کرتی
ہین از انجملہ قول حقتعالی ہے أَفَمَن يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَن يُتَّبَعَ أَمَّن لَّا
يَهِدِّي إِلَّا أَن يُهْدَى فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ؕ محصل مضمون آیۂ شریفہ مشیون ہ

یہ ہی کہ حقتعالی مقام انکار مین فرماتا ہی کہ آیا جو شخص کہ ہدایت کرتا ہے طرف حق کے وہ اولی
اور سزاوار تر ہے پیروی کا یا وہ شخص جو راہ نہین پاتا ہے بے ہدایت کے ہوئے کیا ہو گیا تمکو کیسا
حکم کرتے ہو اس آیت سی انکار فرمایا ہے تقدیم مفضول سے فاضل پر اور اس آیہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا
ہی کہ تقدیم فاضل پر کسی مفضول کی از روئے عقل ہے قبیح ہی پس ضرور ہوا کہ امام معین از جانب
خدا افضل ہو اور بتقریر آخر یہ ہی کہ امامت شبیہ نبوت ہی جملہ صفات اور احکام اور فوائد مین
اور نبی وہی ہوتا ہے جو افضل اہل زمان ہو بدلیل قول حقتعالی اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ
مضمون اس آیہ کا یہی ہے کہ حقتعالی جسکو مستحق رسالت جانتا ہے اوسمین وصف رسالت قرار
دیتا ہے اور دوسری آیت مین فرماتا ہے اللّٰہ یصطفی من رسلہ من یشاء یعنی انبیا
و رسل کا برگزیدہ فرمانا بوجہ افضلیت ہوتا تھا اسیطرح امام کا افضل ہونا بھی ہے اور رجحان تو
یہ ہی کہ افضلیت امام اس آیہ کریمہ سے جو بحیث عنہا ہی مقام شک وارتیاب نہین اور خلاصہ
ان سب کلمات کا یہ ہی کہ امام کا معین ہونا تو اس آیۃ سے لازم آیا پس اگر تعیین بے وجہ ہے
تو ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے وہو محال اور اگر بوجہ افضلیت ہے تو یہ عین مطلوب ہی و ایضا
کمال انسان علم و عمل سے ہوتا ہے اور شریعت کا ظہور انہین دونو سے ہی پس اگر امام
جو اکمل شریعت اور حافظ دین وملت ہی کسی صفت مین ناقص ہو تو ظہور آثار شریعت کا ویسا
نہوگا اور جب آثار شریعت امام سے ظاہر نہوا تو وہ مدار شریعت نہوگا اور یہ امر خلاف مدلول
آیہ وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ ہی پس لازم ہوا کہ امام اکمل اہل شریعت و اہل زمان ہو
وہو المطلوب اور اس مقام سے ظاہر ہوا کہ آیہ کریمہ صفات امام پر جو اس مقام مین مذکور ہوا
حاوی ہے اور یہ امامت جو ان صفات کی جامع ہو غیر علی ابن ابیطالب علیہ السلام مین مفقود
ہی باجماع اہل اسلام اور از انجا کہ تعیین اس امامت کی ضرور ہے اسلئے کہ عرض ہے اور عرض بے
محل اور موضوع کے پایا نہین جاتا پس تعیین امام ضرور ہے اور اہل اسلام منحصر ہتے شیعہ مین
مین اور امام نزدیک اہل سنت کے جامع ان صفات کا نہین پس یہ امام جسکی تعیین اس آیت مین

ہوئی ہے وہ ہوگا بالضرور جسکو شیعہ امام جانتے ہیں اور بعد پیغمبر خدا کی اوسکو امام بلا فصل مجھتے ہیں اور وہ نہیں ہیں مگر مولائے مومنین علی ابن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام اب لازم آیا بحکم آیہ قرآنی کہ علی ابن ابیطالب امام امت ہوں اور وہی مراد ہوں اس آیہ کریمہ سے وھو المطلوب یہ ہی تقریر موجود جو کہ مین نے اوس رسالہ نادرۃ الوجود سے منتخب کی ہے امید ہے کہ ناظر منصف اور مناظر غیر متعسف اس تقریر کو ملاحظہ فرما کے قائل اور معترف ہونگے کہ واقعی بڑا اہتمام در بارہ تعیین امام از جانب خدا و علام و رسول انام ہوا والحمد للہ الواہب الانعام یہ تھا بیان اوس اہتمام کا جو آغاز مین اس امر جلیل کے ہوا اب وہ اہتمام بھی بیان کرنا لازم ہے جو بعد نصب امام از جانب ایزد منعام واقع ہوا اور آجتک قرآن مجید مین مذکور ہے لیکن از آنجا کہ اس تقریر مین جو متعلق باہتمام اول ہے زیادہ بسط و توضیح ہو گئی ہے لہذا کمترین بلحاظ طول کلام تقریر اہتمام ثانی کو رسالہ مذکورہ سے باختصار تمام منضبط کرتا ہے ومن اللہ التوفیق - اہتمام دوم وہ ہے جو بعد نصب حضرت امیر المومنین علیہ السلام واقع ہوا واسطے اون لوگوں کے جو اوسوقت خاطر ہین از جملہ سامعین حضار نہ تھے بلکہ غائب تھے یا موجود نہ تھے الی یوم القیامۃ تاکہ وہ جب اوسکو سنیں اور آگاہ ہوں تو اوس پر ایمان لائیں اور اوسکا اذعان کریں اور حجت خدا کافہ انام پر تمام ہو اور تکلیف اوسکی ہر مومن و مسلم پر عام ہو اور یہہ اہتمام وہ ہے جسپر نص فرمائی ہے قرآن مجید مین بخطاب مسلمین و مومنین باین عبارت -

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۚ

محصل ترجمہ آیہ کریمہ یہ ہے کہ حقتعالے بخطاب مسلمین ارشاد فرماتا ہے کہ آج کے دن کامل کیا مینے دین تمہارا اور تمام کیا مینے اوپر تمہارے نعمت اپنی کو اور پسند کیا مینے تمہارے لئے دین اسلام کو اب مخفی نرہے کہ اس آیت سے چند امر معلوم ہوتے ہین امر اول اکمال دین اور اکمال کے معنے یہ نہین ہین کہ دین پہلے ناقص تھا اب کامل ہو گیا بلکہ مراد یہ ہے کہ پہلے جو مصلحت ملحوظ ہوتی تھی وہ مستمرہ نہ تھی بلکہ محدود تھی ایکزمانہ سے جب وہ زمانہ گذر گیا تو وہ مصلحت بدل گئے اور حکم بھی بدل گیا اور اب وہ مصلحت متغیر و متبدل نہین ہوتی امر دوم اتمام نعمت یعنے جو

نعمتین کہ حقتعالے نے مسلمین پر نازل فرمائین تہین اونکو اب بمقتضائے رافت کاملہ اور رحمت شاملہ کے تمام فرمایا اور لفظ نعمت مصدر ہے اور مضاف ہی طرف ضمیر متکلم کے اور متکلم باریتعالے ہے پس یہ اضافت اشعار اس امر کا کرتی ہے کہ وہ نعمت عظیمہ تہی کہ اوسکا مثل احکام میں سے قبل اسکے نازل نہین ہوا تہا امر سوم رضا حقتعالے کی دین اسلام سے اور ظاہر ہے کہ حقتعالے ہمیشہ دین اسلام سے راضی تہا پس تخصیص اظہار رضا کی ایک زمان خاص سے دلالت کرتی ہے کہ یہ رضا مرتبہ کمال اور منتہا پر واقع ہے امر چہارم اس آیت مین حقتعالے نے بنائے کلام کا تفضل و انعام پر فرمائی ہے اور مقام احسان و تفضل مین جو چیزین مذکور ہون - چاہئے کہ بر وجہ کمال ہون خصوصا جبکہ منعم اور متفضل سید فیاض اور حکیم علیم ہو اب اس کلام سے زیادہ تر عظمت ان چیزون کی معلوم ہوئی امر پنجم مراد الیوم سے ایک زمان خاص ہے یعنے زمان حاضر اور یوم معین اسلئے کہ اگر الیوم سے مراد مطلق زمان ہو اور کوئی زمانہ محدود نہو تو مصداق اکمال کی تحقیق نہوگی اور نہ معلوم ہوگا کہ یہ کمال کب واقع ہوا حالانکہ یہ کلام بمقام تفضل مین وارد ہوا ہے اوس کے لئے زمانہ بیان کرنا اور اوس زمانیکو مبہم کر دینا کہ سامع اوسکی تعیین مین متحیر ہو جائے اور حکم نکر سکے کہ اس اکمال کے لئے فلان زمانہ معین ہوا تہا خلاف مقتضائے تفضل ہے پس ضرور ہے کہ مراد اس سے یوم معین ہے ایضاً لفظ الیوم حقیقت ہی معنے یوم معین اور وقت معین مین اور اصل اور مقتضائے قاعدہ یہ ہے کہ لفظ محمول ہو معنے حقیقی پر ہان جسمقام مین قرینہ قائم ہوا ارادہ غیر موضوع لہ پر تو اوسمقام مین لفظ اپنے معنے مجازی پر محمول ہو سکتی ہے اور اسجگہہ کوئی قرینہ معنی مجازی کا نہین ہے پس معنی حقیقی متعین ہو گئے بلکہ ہم کہ سکتے ہین کہ فقط لفظ قرآن سے تخصیص اوس دن کی مستفاد نہین ہوتی بلکہ احادیث صحاح اہلسنت بہی دلالت اسپر کرتی ہین کہ مراد اس یوم سے یوم معین ہے چنانچہ صحیح مسلم مین منقول ہے کہ ایک شخص نے قوم یہود سے عمر کے پاس آکر بیان کیا کہ ایک آیت ہے تمہاری کتاب مین کہ تم اوسکو پڑہتے ہو اگر ہمپر یعنے قوم یہود پر نازل ہوتی تو ہم یوم نزول کو عید قرار دیتے عمر نے

پوچھا کہ وہ کون آیت ہی اوس یہودی نی کہا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی
الآیہ عمر نے کہا کہ ہم پہچانتے ہین اوس دن کو اور اوس مقام کو جسمین یہ آیت نازل ہوئی
پیغمبر خدا پر اور حضرت اوس روز کھڑے ہوئے تھے عرفہ مین روز جمعہ پس آیت صریحا دلالت
کرتی ہے کہ مراد الیوم سی یوم معین ہی اور قوم یہود جو سکان عرب تھی اور لسان عرب سے
ماہر و مطلع تھے وہ بھی اس آیت سی روز معین سمجھتے تھے اور خلیفہ ثانی نے بھی اونکی بیان کی موافقت
کی پس یہ سب دلیلین ارادہ یوم معین کی ہین بعد تمہید ان مقدمات کے ہم لکھتے مین کہ یہ
آیت بھی مثل آیہ سابقہ دلالت امامت امیر المومنین علیہ السلام پر کرتی ہی اور فرد اکمل اکمال
دین واتمام نعمت و رضامندی رب العزت کی یہی نصب امام ہے جسپر آیات سابقہ
نے دلالت کی ہے پس یہ آیہ مصدق اور مکمل اوسی مضمون عالی اور مطلوب جمیل کی ہے
اور بیان اس مطلوب کا اس مختصر مین چند وجوہ سے کیا جاتا ہے واللہ تعالی موفق و معین
وجہ اول حقتعالی نے اس آیہ مین از راہ تفضل و امتنان یہ خبر دی ہی کہ آج کے دن مینے
دین کو کامل فرمایا پس لازم آیا کہ دین محفوظ ہو گیا زیادت و نقصان اور تغیر اور تبدیل سے
اور احکام الہیہ جو ہر واقعہ مین معین ہوگئے اور خداوند عالم نے جمیع احکام کو حضرت خیر الانام
پر نازل فرمایا اس لئے کہ دین عبارت ہی احکام اصلیہ و فرعیہ و مسائل شرعیہ سے اور جب
ان احکام شرعیہ کی تکمیل نہوئی بلکہ محتاج بیان رہی تو اکمال دین صادق نہ آئیگا اور یہ
خلاف مفروض اور منافی مدلول آیہ کریمہ ہی نزد اہل تحقیق اور جمہور مفسرین اہلسنت نی بھی
اس مضمون کا اعتراف کیا ہے حتی کہ اکثر مفسرین نے بیان کیا ہے کہ یہ آیت آخر آیات نازلہ
ہی اور اسکے نازل ہونے کے بعد کوئی حکم فرائض و سنن سے نازل نہین ہوا چنانچہ کتب مفسرین
مین تصریح تمام مذکور ہے اور چونکہ مقصود اصلی ذکر اون مضامین اور معانی کا ہے جنپر آیہ کریمہ
دلالت کرتا ہے لہذا اقوال مفسرین اہلسنت پر کہ وہ موید اس مطلب کی ہین اشارہ اجمالیہ
کیا گیا اور جبکہ ہر واقعہ مین خدا کیجانب سی ایک حکم نفس الامری معین ہوا اور جملہ مکلفین اور تمام

خلق مکلف اوسی نفس الامری کی ہوئی جیسا کہ بمقتضائے اکمال دین ہے پس مذہب مصوبہ
کا باطل ہوگیا اسواسطے کہ اونکے نزدیک حکم خدا منوط ہی رائے مجتہد پر اور بدیہی ہے کہ آرا مجتہدین مین
اختلاف ہوتا ہے پس حکم خدا بہ نسبت مکلفین کے واحد نہوگا بلکہ متغیر و متبدل ہوجائیگا اور ایک مجتہد
کے لئے ایک مسئلہ مین حکم وجوب کا ہوگا مثلاً اور دوسرے کے واسطے اوسی مسئلہ مین حکم حرمت کا ہوگا
مثلاً اور یہ جملہ امور خلاف مدلول و مفہوم آیہ کریمہ مین کما ہی تفصیلہ باقی رہی مخطئہ پس اونکی مذہب
حقتعالے کے لئے ہر واقعہ مین ایک حکم معین ہے اور رائے مجتہد کی کبھے اوس حکم تک پہونچتی ہے
تو وہ حکم اوس مجتہد کا ثواب ہوتا ہے اور کبھی نہین پہونچتی ہے پس وہ حکم مجتہد کا خطا ہوتا ہے
الحاصل جبکہ بحکم آیہ کریمہ تعیین جملہ احکام کی باریتعالے نے جملہ وقائع مین کردی پس ضرور ہی کہ
وہ احکام مخزون ہوون نزدیک حضرت خیر الانام کے علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام اور جب اون
وقائع مین سے کوئی واقعہ پیش آتا ہو تو حضرت اوس حکم کو جاری کرین اور بیان فرماوین تو ظاہر
ہی بلکہ صریح ہے کہ حرف لام جملہ الیوم اکملت لکم دینکم مین واسطے انتفاع کی ہے کما فی قولہ تعالیٰ
خلق لکم ما فی الارض جمیعاً پس ضرور ہی کہ مکلفین اون احکام واقعیہ و نفس الامریہ سے
منتفع ہوون اور انتفاع نہین ہوتا ہے مگر علم سے اون احکام کے اور علم اون احکام کا نہین ہوتا
ہے بے بیان کے اور بیان مجتہدین کا اون احکام کے لئے کافی اور وافی نہین اسلئے کہ مجتہدین
کبھی مخطی اور کبھی مصیب ہوتے ہین اور قول اونکا محتمل خطا و صواب کا ہوتا ہی پس ضرور ہوا کہ
کہ اون احکام نفس الامریہ کے واسطے کوئی مبین ہو کہ وہ اون احکام کو مثل پیغمبر خدا کے بیان کرتا
ہو اور قول اوسکا احتمال خطا کا نرکھتا ہو اور یہ قول ناشے اجتہاد سے نہو اور ایسا مبین نہوگا
مگر معصوم اب لازم آیا کہ حقتعالی ایک شخص معصوم کو نصب کرے واسطے بیان احکام کے اور چونکہ
بیان احکام منصب نبی ہی پس وہ شخص بعد نبی کے جانشین اوس جناب کا ہوگا اور تمام
تمام خلق کو اتباع و انقیاد اوسکا لازم ہوگا پس وہ رئیس عام ہوا بہ نیابت پیغمبر امور دین مین
اور یہی معنی امامت کا ہے اور سوا ائمہ المومنین کوئی معصوم نہین پس امامت اوس جناب

کی اس آیت سے لازم آئی وہو المطلوب اور یہی سبب ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اقضاکم علی جیسا کہ
روایات صحیحہ اور احادیث معتمدہ فریقین مین منقول ہے فانہ دقیق رشیق ؎ دبالقبول حقیق
اور یہ تقریر آخر وطرز دیگر ہم لکھتے ہین کہ اسلام مین دو فرقے ہین ایک مصوبہ اونکا مذہب
یہ ہے کہ ہر مجتہد مصیب ہے اور حکم خدا نفس الامر مین معین نہین بلکہ تابع آرا مجتہدین ہے اور تغیر و تبدل
حکم کا مسئلہ واحدہ مین ہوجاتا ہے دوسرا فرقہ مخطئہ اونکا مذہب یہ ہے کہ حکم خدا ہر مسئلہ مین واحد ہے
اور معین ہے پیش خدا اور حکم مجتہد کا کبھے موافق حکم خدا کے ہوتا ہے پس وہ مصیب ہے اور کبھی
مخالف حکم خدا پس وہ مجتہد خاطی ہے اور آیہ کریمہ مذہب مصوبہ پر منطبق نہین ہوتا اس لئے
کہ اکمال دین اوسوقت صادق آتا ہے کہ جب دین محفوظ ہو تغیر و تبدل اور زیادت و نقصان سے
اور زیادت و نقصان سے حفظ ممکن نہین جب تک دین منضبط اور احکام معین نہون اور تعیین
حکم مذہب مصوبہ پر ممکن نہین اور جب احکام پیش خداوند علام جملہ وقائع مین معین ہوئے
اور یہ احکام وہی احکام واقعیہ ہین جسکی تکلیف اولا اور بالذات ہے تو واجب ضرور ہوا کہ وہ
مبلغ شرائع اور احکام پر نازل کئے جاوین ورنہ تکلیف خلق کی ساتھ اون احکام کے عبث ہوجائیگی
اور شان باریتعالی کی عبث سے منزہ اور مبرا ہے اور مبلغ شریعت کو لازم ہے کہ اون جملہ احکام
کو طرف امت کے جو مکلف ان احکام سے ہین تبلیغ فرمائی اور الوالعلم کو قواعد احکام تعلیم کرے
تاکہ اونکی ذریعہ سے احاد امت الی یوم القیام اون احکام سے مطلع اور آگاہ ہوتے رہین یہی
وجہ ہے کہ خداوند کریم نے لوگون پر واجب گردانا ہے کہ اہل علم کیطرف رجوع کرین اور فرمایا ہے
فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون ۝ یعنے سوال کرو اہل علم سے اگر ہو تم غیر عالم اور ضرور
ہے کہ علم ان احکام نفس الامریہ کا بالیقین ہو نہ از روی اجتہاد اسلئے کہ اولا تکلیف باجتہاد بعد
انسداد باب علم ہے یعنے جبکہ علم حکم واقعی کا حاصل نہوا اوسوقت اجتہاد کی ضرورت ہوتی
ہے اور بیان موضوع بحث یہ ہے کہ مکلفین کو جاننا احکام واقعیہ کا جنکے اوپر عمل کرنے کی
تکلیف ہے واجب ہے اور مبلغ شریعت پر بیان اونہین احکام کا لازم ہے ثانیا اجتہاد

بنابر مذہب مصوبہ مستلزم تغیر و تبدیل ہے حکم خداوند جلیل کی اور یہ مخالف الفاظ آیہ ہے
کما ذکرنا بلکہ بنابر مذہب مصوبہ لازم آتا ہے کہ خداوند علام تابع ہو اور متبوع مجتہدین انام ہون
کما ذکرہ بعض ائمۃ التحقیق اور بنابر مذہب مخطئہ اجتہاد محتمل خطا و ثواب ہوتا ہے اور ہر مسئلہ مین
سودی طرف یقین کے نہین ہوتا بلکہ ہو سکتا ہے کہ بسبب تعارض ادلہ کی مجتہد متوقف ہو حکم
مین اور کوئی حکم یقینی یا ظنی اور تخمینی نہ لیسکے کما ذکرہ المحققون پس اسوقت مین حکم خدا
مبہم ہو جائیگا اور خلق کو انتفاع اوس حکم سے حاصل نہوگا اور یہ باطل ہے اسلئے کہ محال ہے
کہ حقتعالی تکلیف کسی حکم کی مکلفین کو دے اور سبیل بیان حکم کی قائم کرے پس ضرور ہوا
کہ حقتعالی ہر زمانہ مین ایک ایسے شخص کو منصوب فرماوے جو بعد پیغمبر کے عالم باحکام و عارف
بجمیع حلال و حرام کے ہو اور علم اوسکا بیقین احکام واقعیہ ہو بر سبیل حتم و جزم ورنہ نصب اوسکا
عبث ہو جائیگا اور شان حکیم کی اس سے بری ہے اور وجود ایسے شخص کا بنابر مذہب اہلسنت
ثابت نہین اسواسطے کہ وہ اتفاق رکھتے ہین اس امر پر کہ جملہ صحابہ مجتہد تھے اور اجتہاد سے احکام
شرعیہ کو جانتے تھے اور ہم بیان کر چکے ہین کہ علم اجتہادی ضرور نہین کہ موصل طرف حکم
واقعی کی ہو ہان بنابر مذہب شیعہ وجود ایسے شخص کا البتہ ثابت اور متحقق ہے اور وہ کہتے ہین
کہ رسول خدا نے جمیع احکام شرعیہ اصلیہ اور فرعیہ امیر المومنین کو تعلیم فرمائے تھے اور ہر امام واحدا
بعد واحد ہر زمانہ مین عالم بجمیع احکام نفس الامریہ ہے اگرچہ معاندین اور دشمنان دین کے انکار اوسکی اطاعت
سے کرین اور درپے اضمحلال دین و ملت ہون اسواسطے کہ نصب امام سے اتمام حجت خدا کا فقط
انام پر ہوتا ہے اور انکار منکرین کا بعد اتمام حجت مثل انکار کفار نبوت انبیا سے تصور کیا جائیگا
پس ضرور ہوا کہ خداوند علام نے اور حضرت خیر الانام نے اوس جناب کو واسطے بیان احکام
اور ہدایت انام کے منصوب فرمایا ہو اور تمام امت کو اوسکا مطیع اور منقاد کر دیا ہو اور یہی
معنی امامت ہین کما لا یخفی پس بمقتضای آیہ کریمہ امامت حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام
کی لازم آئی اور معلوم ہوا کہ قواعد جمیع احکام اور مسائل حلال و حرام اوس جناب کے پاس

تبلیغ نبی برحق اور رسول مطلق مخزون ہون اور اسجگہہ سے عاقل و ہیندار اور مومن انصاف شعار پر معنی حدیث مرتضوی کے جو کتب معتمدہ فریقین مین مذکور ہے اور زبان عوام و خواص پر مشہور بخوبی معلوم ہوگی اور دروازے معرفت کے کھلگئے اور وہ حدیث یہ ہی کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام بمقام فخر یون فرماتے تھے علمنی رسول اللّٰہ الف باب من العلم فانفتح لی من کل باب الف باب ھذا اما علمنی ربی الوھاب، وھو الموفق للصواب، والیہ المرجع والمآب ۰

اور ممکن ہے بیان دلیل با بعد اختصار کلام طویل با این طور کہ مراد اکمال دین سے تعیین احکام دینیہ ہی جنپر کافہ خلق کو تکلیف دیگئی ہے عام اس سے کہ احکام اصلیہ ہون یا فرعیہ پس ضرور ہے کہ وہ جملہ احکام نازل کئے گئے ہون نبی برحق پر اور حضرت کے پاس مخزون ہون اور معلوم ہے بعلم یقینی کہ مطلوب ان احکام سے اعتقاد یا عمل ہے اور یہ بے علم کے ممکن نہین پس ضرور ہوا کہ مبلغ شریعت اون احکام کو بیان کرے اور ظاہر ہے کہ احکام جزئیہ و وقائع جزئیہ بہت غیر محصور ہین اور بیان امور غیر محصورہ کا ممکن نہین ہے مگر بذکر قواعد کلیہ کہ حاوی اور جامع جزئیات احکام ہون پس لازم آیا کہ مبلغ شریعت یعنے پیغمبر خدا صلعم نے اون قواعد کی تعلیم کی ہو اور وہ قواعد ایسے ہون جنسے کشف اون احکام جزئیہ کا بروجہ یقین ہو نہ بسبیل ظن و تخمین اور ایسا شخص جو حامل ان قواعد کا ہو اور وہ جزئیات احکام کو اون قواعد کلیہ سے جانے نہین ہوسکتا مگر صاحب قوہ قدسیہ کہ وہ محتاج باستدلال و نظر نہین اور نہین جائز ہے کہ مجتہد ہو اسواسطے کہ اجتہاد موصل طرف احکام یقینیہ کے نہین ہوتا ہے غالبا پس ضرور ہوا کہ وہ شخص منقاد اور مطاع اور قول اوسکا واجب الاتباع ہو ورنہ تعیین احکام واقعیہ اور بیان قواعد کلیہ جانب خداوند حکیم او نبی کریم سے عبث ہو جائیگا نعوذ باللہ من ذالک اور چونکہ بیان احکام کام پیغمبر انام کا ہی بالاصالہ اور نبوت ختم ہوگئی ہے پیغمبر برحق پر پس ضرور ہوا کہ وہ شخص بجائے نبی ہو اور نائب پیغمبر اور چونکہ وہ احکام متعلق امور دین و دنیا کی انتظام سے ہین پس صادق آئے گا کہ وہ ریاست عامہ ہی بہ نیابت پیغمبر امور دین و دنیا مین اور چونکہ اہلسنت

متفق ہیں اس امر پر کہ صحابہ سب کے سب مجتہد تھے اور وہ شخص صاحب قوۂ قدسیہ نہ صاحب اجتہاد تھے
جیسا کہ مذکور ہوا پس وجود ایسے شخص کا بنا بر مذہب اہلسنت ثابت نہوگا اور چونکہ اہل اسلام منحصر دو فرقوں پر
ہیں پس اس آیت سے تائید مذہب شیعہ کی ثابت ہوگئی اور اونکے نزدیک اجماعی ہے کہ ریاست عامہ خلق
بہ نیابت پیغمبر ثابت نہیں ہوتی ہے ہر زمانہ میں مگر شخص واحد کے لئے تو وہ شخص نہوگا مگر واحد پس معلوم
ہوا کہ وہ ریاست جہاں مقام میں مذکور ہوئی ہے ریاست عامہ ہی بہ نیابت پیغمبر امور دین و دنیا
میں شخص واحد کے لئے اور یہی معنے امامت کے ہیں پس ضرور ہے کہ وہ شخص امام امت ہو اور
وہ نہیں ہی کوئی شخص بجز امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہما السلام کما ذکرنا مراد الہی آیہ کریمہ سے
امامت اوس جناب کی لازم آئی وہو المطلوب فی ہذا المقام وجہ دوم ہمنے سابق میں بیان
کیا ہی کہ یہ کلام با اعجاز نظام بخطاب مسلمین وکافۂ انام وارد ہوا ہے اور خداوند حکیم نے اسمین تین
چیزون کو بیان فرمایا ہے بحرف عطف اور عطف مقتضی مغایرت کا ہے پس یہ تینون جملے جو اس
آیت میں مذکور ہین متغائر ہونگے اپنے معانی میں اور اگر یہ سب جملہ معانی واحد پر دلالت کرین تو
اعادہ اور تکرار معنی واحد لازم آتا ہی اور علم معانی میں ثابت ہو چکا ہے کہ تاسیس اور افادہ بہتر
ہی تاکید اور اعادہ سے اور حمل کلام حکیم کا بہترین معانی پر اولیٰ اور انسب اور مقتضائی ایمان و آداب
ہی اب تو دو حال سے خالی نہیں ہے یہ امور اس اکمال دین اور اتمام نعمت اور رضائی رب العزت کا
کا امر واحد ہی یا امور متعددہ شق ثانی اس مقام میں مراد نہیں ہو سکتی اسلئے کہ محال ہی کہ اکمال
دین یا اتمام نعمت ہو کسی امر میں اور رضا خداوند حکیم کی اوس سے نہو اور اسیطرح محال ہی کہ
اکمال دین پایا جاوے کسی امر سے اور اوس سے اتمام نعمت لازم نہ آئے اور ظاہر ہی کہ دین
بھی ایک نعمت ہی اور عظیم ترین نعمائے باقیہ ہی اور اعطائے نعمت سے امتنان ظاہر کیا جاتا ہی اور خداوند
عالم نے دین پر ہدایت کرنے سے امتنان کیا ہی چنانچہ خداوند عالم نے جابجا اس قبیل کا کلام بیان
کیا ہے ازانجملہ ہی یَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ
أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ محصل معنی یہ ہی کہ لوگ تمہارے اوپر احسان رکھتے ہیں کہ وہ اسلام لائے

مین تم اوسکے جواب مین لکھو کہ میرے اوپر احسان نر کھو اپنے اسلام سے بلکہ خدا احسان رکھتا ہے
تمپر کہ اوسنے تمکو ہدایت کی ہے طرف ایمان کے پس معلوم ہوا کہ دین بھی ایک نعمت ہی نعماء الہی سے
خلاصہ یہ ہی کہ امور ثلثہ متلازم ہین اور عقول اذکیا مستبعد جانتے ہین بلکہ محال سمجھتے ہین انفکاک
ایک کا آخر سے اب معلوم ہوا کہ سورہ دان امور ثلثہ کا امور متعدد نہین بلکہ امر واحد ہی اور جبکہ
امر واحد مستلزم اکمال دین و اتمام نعمت و رضاء خدا ہوا تو معلوم ہوگیا کہ اگر وہ امر نازل نہ کیا
جاتا تو دین بھی کامل نہوتا اور نعمت بھی تمام نہوتی اور رضاء خدا بھی حاصل نہوتی پس وہ امر نہین
ہی مگر اصل عظیم از اصول دین قویم سے اور مصداق اوس کی نہین ہے مگر امامت اسواسطے کہ باتفاق
مفسرین یہ آیت سال حجۃ الوداع مین جو زمان کمال قوت و شوکت اسلام تھا نازل ہوئی ہے
اور اکثر محققین سنیہ نے تسلیم کیا ہے کہ یہ آیت آخر آیات نازلہ ہی اور بتواتر معلوم ہے کہ جملہ اصول
دین سوائی امامت کے مبدء اسلام سے بیان ہوتے تھے اور اوسی زمانہ مین نزول انکا ہوچکا ہے
پس یہ اصل اصیل عظیم از اصول دین قویم سے جو آخر زمان مین نازل ہوئی نہین ہے مگر امامت
اور ضرور ہے کہ وہ امام جسکی امامت مذکور ہوئی ہے معصوم ہو اسلئے کہ وہ مدار دین ہی اور اوسکے وجود
سے اکمال شریعت اور عدم سے نقصان اوسکا لازم آتا ہے پس وہ حافظ شریعت ہوگا نقصان سے
اور جب عصیان و نسیان اوسپر جائز ہوا تو اوسکی وجود سے نقصان شریعت مرتفع نہوا
اور کمال حاصل نہوا اسلئے کہ غرض اوسکے وجود سے یہ ہی کہ عمل شریعت پہ بر وجہہ کمال ہو
اور جب وہ خود شریعت پہ عامل نہوا تو غیر کا عمل کیونکر متوقع ہوگا اور ظاہر ہے کہ وہ امام وقت
عصیان ناقص ہوگا اور نقصان حافظ شریعت عین نقصان شریعت ہی اور یہ خلاف مدلول آیۂ کریمہ ہے
و باسلوب دیگر چونکہ اوسکے سبب سے دین و شریعت کامل ہے پس ضرور ہی کہ عالم شریعت ہو
اور علم شریعت سے مقصود عمل ہے پس ضرور ہی کہ عامل بھی ہو شریعت پر پس لازم آیا کہ معصوم بھی ہو
اور یہ صفات امام کے اہلسنت کے نزدیک بالاجماع معتبر نہین ہین پس لازم آیا کہ وہ امام جس کی
امامت قران مین نازل ہوئی اور اس آیت مین اوسکی خبر دیگئی ہے نہین ہے مگر مولائی مومنین علی ابن

ابیطالب علیہ السلام، کما سبق تفصیلہ فیما مر من الکلام وجہ سوم یہ آیت جملہ خبریہ ہی اور حق تعالی نے
اسمین خبر دی ہے اکمال دین اور اتمام نعمت اور رضائی پروردگار سے اور ہر حکایت ہوتی ہے
واقع سے اور حکایت کے لیے محکی عنہ ضرور ہے پس لازم آیا کہ قبل نازل ہونے اس آیت کی یہ امور ثلاثہ
واقع ہو چکی ہون اور یہ بھی ضرور ہی کہ وہ جملہ امور اوسی روز متحقق ہوئی ہون جو روز نزول آیہ ہو اسواسطی
کہ ہمنے سابق مین بیان کیا ہی کہ مراد الیوم سے یوم معین ہے پس پہلی روز معین کیطرف اشارہ فرمایا
اور خاتمہ کلام مین مسلمین کے لیے دین اسلام کو پسند کرنا دلالت کرتا ہی کہ وہ امر جو اوس روز معین مین
واقع ہوا وہ ایک امر عظیم تہا بلکہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ وہ حکم تہا احکام دینیہ سے اور ایسا حکم محکم تہا کہ جس سے
بنا اسلام کی قائم ہوئی اب یقینی اور متحتم ہوگیا کہ وہ امر عظیم ایک اصل ہے اصول دین سے
اور صاحب عقل سلیم و فہم مستقیم بیشک سمجھتا ہے کہ وہ زمانہ جسمین یہ آیت نازل ہوئے
زمان قوت و شوکت اسلام تہا اور زمان قوت اسلام مین جملہ اصول دینیہ بیان ہو چکی تہے
بلکہ مبدء اسلام سے بیان ہوتے آتے تہے اور کسے اصل کا ان اصول دین سے بیان کرنا باقی نرہا تھا
سوائے امامت کے اور ضرورت اسکے بیان کرنیکی سوائے اسکے نہین ہے کہ نبی حافظ شریعت
دین اور جب وفات نبی کی متحتم ہوگی تو اونکے مقام پر کوئی حافظ ضرور ہونا چاہئے ورنہ دین
مضمحل ہو جائیگا اسواسطے کہ ضرورت تبلیغ دین کی ہر زمانہ اور وقت مین بحسب اختلاف اشخاص
متجدد رہتے ہین اور نبوت ختم ہوگئے تو امامت کے بنا ضرور ہونی چاہئے پس معلوم ہوا کہ وہ امر
عظیم جو اصول دین سے قرار دیا گیا ہے امامت ہے اور امامت کا اصول دین سے ہونا اور امام
کا حافظ شریعت ہونا منطبق نہین ہوتا ہے مگر مذہب امامیہ پر پس اس آیت سے حقیت مذہب
شیعہ کے ثابت ہوئی اور نزدیک شیعہ کے کوئی امام نہین بعد پیغمبر خدا کے بلا فاصلہ مگر جناب امیر
المومنین علی ابن ابیطالب علیہما السلام پس امامت جناب امام امیر علیہ السلام کی اس آیت سے
معلوم ہوئی اور الیتی امامت کہ جسپر نص وارد ہوئی ہو کسی روز مین بیان نہین ہوئی مگر
غدیر خم مین پس معلوم ہوا کہ وہ روز معین روز غدیر خم تہا اب نازل ہونا اس آیت کا غدیر

غدیر خم مین ثابت ہو گیا واضح ہو کہ ہمنے اس دلیل مین جملہ
ورضیت لکم الاسلام دینا سے استدلال امامت امیر المومنین
پر کیا ہے بضمیمہ لفظ الیوم تاکہ وقوع اور تعیین امر امامت بروز غدیر ثابت ہوا اور یہ استدلال مبنی ہی
اس امر پر کہ مراد الیوم سے یوم معین ہے اور اگر الیوم سے روز معین مراد نہو بلکہ زمان حاضر یا جو زمان
کہ قریب اوس سے ہو مراد لیا جاوے تب ہی استدلال امامت پر تمام ہویگا اور تعیین یوم آیہ کریمہ
بالالتزام حاصل ہوگی اور اس حال مین تقریر استدلال اسطور پر ممکن ہے کہ راضی ہونا دین اسلام
سے اور پسند فرمانا اوسکا مسلمین کے لئے جیسا کہ مدلول آیہ کریمہ ہے خبر دیتا ہی بلکہ نص صریح ہی اس مطلب پر
کہ حکیم علیم نے کوئی امر عظیم اور حکم محکم اس دین مین ایسا نازل فرمایا ہے جو پہلے نازل نہوا تہا ورنہ
ذکر کرنا اور ظاہر فرمانا رضا کا بیکار ہوگا اور ظاہر ہی کہ دین مین دو طرح کی چیزین ضرور ہین یا معارف
اور عقائد یا اعمال و تروک قسم اول اصول دینیہ ہین اور قسم ثانی فروع اسلامیہ پس ضرور ہے
کہ وہ امر یا از قبیل معارف و عقائد ہو یا از قبیل اعمال و تروک قسم ثانی مراد نہین ہو سکتی اسلئے
کہ اس تقدیر پر وہ امر عظیم اعظم احکام شرعیہ، وافضل اعمال فرعیہ، ہوگا اور ظاہر ہی کہ بیان فروع
کا مبدء، اسلام سے ہوتا چلا آیا ہے اور زمان شوکت اسلام مین کوئی ایسا حکم نازل نہین ہوا ہی
جو تمام اعمال پر فضیلت رکہتا ہو اور اوسکے سبب سے دین اسلام کا فروغ زائد ہوگیا ہو فروغ سابق سے
بلکہ یہ امر متواتر بہی معلوم ہو سکتا ہے اور منکر اسکا مکابر ہے، اور مدعی خلاف کو لازم ہی کہ بدلیل
دینیہ اوسکو ثابت کرے پس ضرور ہوا کہ وہ امر عظیم اصول دینیہ سے ہو اور ظاہر ہے کہ رضا دین
کہ فرع ہے اوسکی تحقق کی اور تحقق نہین ہوتا شی کا بے تحقق اصل کے پس وہ امر اصل تہا اصول
دین سے اور چونکہ مقتضائی اصل یہ ہے کہ اوسکی تحقق سے تحقق شے کا اور انتفا سے انتفا اوسکا
لازم آتا ہے پس ضرور ہے کہ وہ اصول مرتبط ہون یعنے بعض ان مین کا بعض سے تلازم رکہتا ہو
وجودًا ورنہ اجتماع نقیضین لازم آئیگا یہی وجہ ہی کہ معتقد توحید باوجود انکار رسالت مسلم نہین ہے
اب معلوم ہوا کہ وہ امر عظیم ایسا ہے کہ اوسکے انتفا سے انتفا دین اور وجود سے وجود اوسکا لازم

آتا ہی اسلیے کہ باتفاق اہلسنت زمان قوت وشوکت اسلام مین ایسی کوئی اصل بیان نہین ہوئی
ہی جسکی تبلیغ سے دین قائم ہوا ہو اور پہلے اوس سے بیان نہوئی ہو اور چونکہ تحقق مصداق ضرور
ہی پس لازم آیا کہ مصداق رضائی باریتعالی امر امامت ہی اور یہ آیت مثبت مطلوب شیعہ ہی اور تمام
شیعہ متفق اسپر ہین کہ امر امامت غدیر خم مین نازل ہوا پس یہ آیت اشارہ ہوگی طرف امامت
کے جسکا ظہور خم غدیر مین بصراحت ہوا ہی وہو المطلوب اور ناظر متفطن پر مخفی نہی گا کہ یہ تقریر
اگرچہ مشتمل اوسی تقریر سابق پر ہی لیکن ازبسکہ مفصل ہے اور تفاصیل سے فوائد جدیدہ حاصل ہوتی
ہین پس اولی واحسن ہی تقریر اول سے وجہ چہارم قول حقتعالے واتممت علیکم نعمتی نص
صریح ہی اتمام نعمت مین اور مفاد تمامی نعمت کا یہ ہی کہ وہ نعمت منتہا کو پہونچ جاوی اور کوئی
امر اوسکی اجزا اور شرائط سے باقی نرہی بلکہ یہ سب قوت سے طرف فعل کے خارج ہوئین اور شک نہین
کہ مورد اس نعمت تامہ کا امر دین ہی اسلیے کہ سیاق وسباق آیہ کریمہ بھی ہی بلکہ بعید اور منتہی اس آیت
کا بھی متعلق امر دین سے ہی پس وسط بھی متعلق دین سے ہوگا اب تعیین اور تشخیص اوس امر
کی لازم ہی جسکو خداوند حکیم وعلیم نے اتمام نعمت سے تعبیر فرمایا ہے پس اگر مراد اوس سے غلبہ
اور تسلط مسلمین کا ہی کفار پر تو یہ امر ربط دین سے نہین رکھتا اسواسطے کہ دین ایک وضع معین
ہی اور قاعدہ کلیہ ہے اور غالبیت اور مغلوبیت اہل دین کی امر آخر ہے داخل دین مین نہین ہے
ورنہ لازم آتا ہے کہ قبل تسلط مسلمین کے دین ناقص ہو اور یہ باطل ہے باجماع والیضا یہ تسلط جزئی
مسلمین کا کفار پر تسلط ناقص ہے اور تسلط تام یہ ہی کہ جملہ اطراف واکناف عالم مین دین شائع
ہو اور مسلمین غالب ومنصور اور کفار مغلوب ومقہور ہوں پس یہ تسلط تام اگر تعبیر کیا جائے
بہ اتمام نعمت تو زیبا ہو سکتا ہی اور غلبہ اہل اسلام بہ نسبت جمیع کفار واقع نہوا تہا بلکہ کفار مکہ
یا عرب پر تہا پھر مفاد اتمام نعمت کا کیونکر اس احتمال پر متحقق ہوگا اور اگر مراد اوس سے اتمام
احکام دینیہ ہے تو یہ ثابت نہین اسلیے کہ اکثر محققین اہلسنت نے تصریح فرمائی ہی کہ یہ آیت روز
عرفہ حجۃ الوداع مین درمیان مکہ موسم حج مین نازل ہوئی ہے اور بعد اسکے آیات متعلقہ باحکام

احکام ربا نازل ہوئی بلکہ آیات ربا کو محققین اہلسنت نے آخر آیات نازلہ قرار دیا ہے اور بہت سی
روایات معتمدہ اہلسنت دلالت کرتی ہیں اور عامہ مفسرین فرقہ سنیہ قائل اسکے ہیں اور کہتے ہیں
کہ بعض آیات ربا تین دن پہلے وفات سرور کائنات سے از مکہ تا مدینہ نازل ہوئی ہیں پھر کیونکر اتمام احکام
دینیہ مصداق اتمام نعمت ہو سکتا ہے فافہم اور اگر مراد اتمام نعمت سے بیان اصول دینیہ ہے کہ جنسے
دین قائم ہو گیا اگرچہ جزئیات حسب مصالح وحکم تجدد ہوتی رہیں تو یہ مسلم ہے لیکن اگر یہ اصول دینیہ وہی
ہیں جو پہلے سبد اسلام سے معین تھے تو اس صورت میں وہی اصول ذاتیات دین ہیں تھے اور وہی متممات
دین پس دین پہلی سے تمام تھا اور نعمت بھی تمام تھی اور اگر دین کے اصول میں کوئی چیز زائد ہو
اور باوجود تحقق اصول ملت تمامی نعمت ایکمدت تک نہ پائی جائے بلکہ محتاج جعل جاعل کی رہے اور
جاعل اوسکو ایک زمان معین میں جعل کرے جیسا کہ مفاد لفظ الیوم ہے تو اس صورت میں ذاتی اپنے ذاتی
ہونے سے خارج ہوگا اور مجعولیت ذاتیہ لازم آئیگی اور یہ محال ہے پس ضرور ہے کہ زمان نزول آیہ
میں کوئی اصل اصول دین سے بیان کی گئی ہو کہ جس سے دین بھی تمام ہوا اور نعمت بھی پوری ہو گئی
اور جبکہ اصل ہونا اوس امر کا ثابت ہوا تو ہم کہتے ہیں کہ وہ اصل کہ جو آخر زمان میں نازل
ہوئی بلاشبہہ امر امامت ہے اور جو منکر ہے اوسکو لازم ہے کہ تا عدا لئے امامت کسی جدید کو
بیان کرے اور اصول قدیمہ کے بیان کو اتمام نعمت قرار دینا ایک زمان خاص میں کمال غفلت
ہے کما لا یخفی اور جب امامت معین ہو گئی تو یہ امامت نہیں ہے مگر امامت علی ابن ابیطالب علیہما السلام
کما مر تفصیلہ فیما سبق من المقام بالطف کلام وجہہ پنجم دین ایک وضع الہی ہے اور قاعدہ
کلیہ جامع افراد غیر متناہی ہے اور ہر وضع اور تعیین بدون واضع کے نہیں ہوتی اور واضع جب تک
اوس قانون سے راضی نہوگا وضع نکریگا ورنہ مضطر ہوگا فعل میں بسبب اکراہ کے اور یہ حکیم پر محال ہے
اور ضرور ہے کہ یہ رضا مخصوص اس قانون سے ہو ورنہ ترجیح اسکی قوانین دیگر پر ترجیح بلا مرجح ہو گی
اور یہ بھی محال ہے پس رضا باریتعالی کی دین اسلام سے لازم آئیگی مبدء اسلام سے اور لفظ الیوم کو جو
باریتعالے نے استعمال میں ارشاد فرمایا ہے اگر معنی حقیقی قرار دیں تو یہ آیت بصراحت دلالت کریگی

که یه رضا ایک زمان معین مین حاصل هوئی هے نه قبل اوسکے اور نه بعد اوسکے اور اگر لفظ مذکور کو
حمل کرین معنی مجازی پر جیسا که بعض مفسرین نے لکھا هے تو اوس تقدیر پر بھی ظاهر هے که یه رضا
سید را اسلام سے نه تھی ورنه ذکر اوسکا تمام تفضل مین صحیح نهوگا اور اگر قطع نظر اس سے کرین
تو بھی شک نهین که آیت مین بیان شوکت اسلام و عظمت مرتبه دین مبین هے اور یه امر
سید را مین حاصل نه تھا اور جبکه رضائے الٰہی اسلام سے بعض زمانه ازمنه سابقه مین ثابت نهوئی
اور بعض مین ثابت هوئی تو بالضرور یه رضا بوجه کمال و تمام هوگی اور تخصیص مذکور سے یه بھی
مستفاد هوگا که یه رضا اصل مین راجع طرف ایک امر خاص کے هے جسکا وجود دین اسلام مین ضرور تھا اور اوسکے وجود سے وجود دین
اسلام لازم آیا هے ورنه رضا حقیقت مین اوس امر خاص کے هوگی نه دین اسلام سے پس ضرور هوا که وه امر از جمله اصول دین
هو که رضا اوس امر سے عین رضا هے دین اسلام سے وایضاً بتصریح محققین وسیاق و
سباق آیه کریمه معلوم هے که یه آیت زمان قوت و شوکت اسلام مین نازل هوئی تھی
اور اوس زمانه مین کوئی امر فروع دین سے ایسا جدید نازل نهین هوا هے جو ممتاز هو باقی
فروع سے اور افضلیت رکھتا هو جمله فروع پر ومن ادعی فعلیه البیان اور جبتک وه
امر جدید ممتاز اور فروع سے نهو اکمال دین اور اتمام نعمت اور رضائی باریتعالی اوس پر مترتب
نهین هوگی پس معلوم هوا که وه امر جدید فروع دین سے نهین بلکه اصول دین سے هے اور
ازانجاکه اصول دین بھی سید را اسلام سے بیان هوتے آتے تھے اور تخصیص اون کی تکلیف اور اعتقاد
کی کسی زمانه مین نه تھی پس معلوم هوا که وه امر اصول دین سے هے اور ایک اصل جدید هے که اوسکی
کی تکلیف قبل نزول آیه کریمه نهین هوئی تھی کما لایخفی علی من له فهم سلیم اور ایسا امر جدید
کوئی نهین سوائے امامت پس معلوم هوا که مورد اس آیت کا امر امامت هی اور اسی امامت
کے سبب سے اکمال دین و اتمام نعمت رب العالمین و رضائے باریتعالے روز معین اور زمان
آخر مین حاصل هوئے وهو المطلوب هرگاه بتائید اله معنی آیه کریمه بوجوه قویه
و دلائل مستقیمه صاحبان عقول سلیمه کے لئے بیان هوئی تو اب ضرور هی که بعض شبهات

علماء اہلسنت جو اس مقام مین وارد کیے جاتے ہین مذکور ہون تاکہ حقیقت استدلال با حجہ کمال ثابت ہو اور سرآمد شبہات لقریر امام اہلسنت فخر الدین رازی ہے کہ اوس بزرگ نے تفسیر کبیر مین اس آیت کے ضمن مین اپنے علماء و اصحاب سے بآب وتاب، ایک کلام ناصواب کا بیان فرمایا ہے پس ہم اولاً عبارت تفسیر کبیر بعینہا وارد کرتے ہین اور اوسکے بعد ترجمہ اوسکا اردو مین بیان کرتے ہین پھر متوجہ لسوئے جواب، باصواب، باحسن اسلوب، با عنوان مرغوب، ہوتے ہین والتائید من اللہ تعالی واضح ہو کہ امام اہلسنت نے تفسیر کبیر مین کہا ہے

المسئلة الثالثة قال اصحابنا هذه الآية دالة على بطلان قول الرافضة وذالك لانه تعالى بين ان الذين كفروا ائيسوا من تبديل الدين واكد ذالك بقوله فلا تخشوهم واخشون فلو كانت امامة على ابن ابيطالب رضى الله عنه منصوصا عليها من قبل الله وقبل رسوله نصا واجب الطاعة لكان من اراد اخفائه وتغييره ائيسا من ذالك بمقتضى هذه الآية فكان يلزم ان لا يقدر احد من الصحابة على انكار ذالك النص وعلى تغييره واخفائه ولما لم يكن الامر كذالك بل لم يجز لهذا النص ذكر ولا ظهر خبر ولا اثر علمنا ان ادعاء هذا النص كذب وان على ابن ابيطالب رضى الله تعالى عنه ما كان منصوصا عليه بالامامة ترجمہ یہہ ہے

کہ ہمارے اصحاب نے لکھا ہے کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے بطلان قول روافض پر اس لیے کہ حقتعالے نے بیان فرمایا ہے کہ جو لوگ کافر ہین وہ مایوس ہو گئے ہین تبدیل دین سے اور اسکی تاکید فرمائی ہے اپنے قول سے فلا تخشوهم واخشون یعنے پھر اب نہ ڈرو تم اون سے اور ڈرو مجھ سے پس اگر امامت علی ابن ابیطالبؑ منصوص ہوتی جانب خدا و جانب رسولؐ سے اور اوس نص پر اطاعت واجب ہوتی تو جو شخص ارادہ کرتا اوسکے پوشیدہ کرنے اور بدل دینے کا تو وہ مایوس ہوتا اس اخفا اور تبدیل سے پس لازم آتا ہے کہ کوئی شخص صحابہ سے

تھا اور نہوا انکار پر اوس نص کے اور نہ اوسکی تبدیل اور اخفا پر اور جبکہ حال ایسا نہین ہے بلکہ اوس
نص کا ذکر بھی جاری نہوا اور نہ اوسکی خبر اور نہ اوسکا کوئی اثر ظاہر ہوا تو ہمنے جانا کہ دعوئے
اس نص کا عین کذب ہے اور علی ابن ابیطالب منصوص بالامامت نتھے **اقول و التوفیق**
من اللہ المسئول العجب کل العجب کہ امام قوم باوجود ادعاء تجردہ ہمہ دانی، و تفرد در خصوص
تفسیر آیات قرانی، ہنوز سرحد حل الفاظ و معانی، تک نہین پہونچے اور ظواہر الفاظ کے فہم مین پیادہ
اور بیان معنی غیر مشکلہ مین حواس باختہ، ہوگئے اور حمیت و حمایت، اور روئے رعایت،
تیم و عدی نے تمیز نیکی و بدی سے معذور، اور عداوت خاندان نبوت، نے چشم بصیرت، کو بے نور
کردیا حتی کہ امام اہلسنت انکار حق مین سرد منی ہین اور معانی ظاہرہ کو نہین دیکھتے اور کلام حق کو
نہین سنتے ہین **بالجملہ** بناء استدلال اہلسنت چند امور پر ہے **اوّل** یہ کہ فرقہ کفار یہود ہین
تبدیل مین اور اوسکے اخفاء **دوّم** یہ کہ مراد کفار سے عام ہے خواہ ظاہری ہون اور باطنی خواہ
منافقین ہون کہ وہ اظہار اسلام کرتے تھے اور اخفاء کفر و ظلام **سوّم** یہ کہ اس نص امامت
کا ذکر زبان صحابہ پر جاری نہین اور نہ اسکی خبر اور نہ اسکے اثر کا کبھی ظہور ہوا اور منصف و شیدا
پر مخفی نہین کہ یہ امور ثلثہ جو پیروان اصحاب ثلثہ نے ذکر کئے ہین مثل اونکے مجروح اور مقدوح ہین،
اور جملہ مقدمات اور مبانی استدلال منقوض و ممنوع ہین، اور بخیف استعمام مین وجوہ سقم و
اختلال، اور طرق ردّ و ابطال، احتجاج و استدلال، رسالہ کبیرہ سے ماخوذ کرکے بغرض افادہ
مومنین موقنین بیان کرتا ہے پس واضح ہو کہ یہ استدلال منقوض و مقدوح ہے بدین وجوہ **وجہہ اوّل**
یہ تقریر مشترک الورود ہے اور بیان اوسکا یہ ہے کہ اگر مقتضائے آیہ کریمہ یہی ہے جمیع فرق کفار سے
طرح کسی امر حق کا اخفا و کتمان کرنہین سکتے جیسا کہ فرعوم اکابر سنیہ ہے اعتبار امام قوم ہے تو ہم پوچھتے
ہین کہ آیا اہل کتاب نے بشارات توراۃ و انجیل و صحف عتیقہ کو دربارہ نبی برحق ظاہر کیا تھا یا اخفا
اون نصوص جلیہ کا اور کتمان اون بشارات حقہ کا بعد نزول آیہ کریمہ بھی اونکی جانب سے عمل مین آیا تھا
شق اوّل ظاہر البطلان اور کمال ظہور سے مستغنی عن البیان ہے اور یہین نہین جانتا کہ اہل عقل و انصاف

سے کوئی شخص اس شق کا نسبت بکفار اہل کتاب التزام کرے اور شق ثانی قادح استدلال،
ومورث اختلال ہے اسواسطے کہ جسطرح اخفاء نصوص وبشارات نبوت کفار اہل کتاب نے بطمع خارف
دنیا کیا اور یہ اخفا منافی مدلول آیہ، وافی ہدایہ نہوا اوسیطرح اخفاء نص امامت جناب ولایت مآب
منافقین اصحاب، ومعاندین خانہ خراب، نے کیا تہا پس یہ اخفا بھی منافی مدلول آیہ نہوگا اسواسطے کہ
اخفاء نص نبوت، واخفاء نص امامت، دونو حکم واحد مین ہین پس اگر اخفاء نص نبوت جو
کفار اہل کتاب سے واقع ہوا ہی اور منقول ہوا ہے بہ نقل متواتر منافی مدلول آیہ نہین ہے اور اس اخفا سے
دین اسلام مین کوئی رخنہ نہین پڑتا ہے تو پھر اخفاء نص امامت بھی منافی مدلول آیہ نہین ہوسکتا
اور نہ اس اخفا سے کوئی فساد اصل دین مین لازم آتا ہے بلکہ حجت بعد بیان نص امامت تمام ہوگی
اور سعی مخالفین مانند ہباء منثور، وغیر مشکور ہوگی اور استدلال فرقہ اہلسنت ناتمام ہوجاویگا اور اس
آیہ کریمہ کا مضمون، صدق مشحون، ظاہر ہوگا یریدون لیطفؤا نور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متم
نورہ ولو کرہ المشرکون، اور اگر اخفاء بشارات نبی جلیل، وکتمان وتحریف توراۃ وانجیل،
منافی اور مخالف مضمون آیہ منزل، ہی پس جو اعتراض اخفاء نص امامت پر وارد ہوتا وہی اعتراض
اخفاء نص نبوت پر وارد ہوگا اسلیئے کہ ان دونون مین کوئی فرق نہین ہے فما ھو جوابکم فھو جوابنا
اور جب کوئی یہ فرق کرے کہ ہرچند کفار اہل کتاب، نصوص نبوت جناب رسالتمآب،
علیہ وعلی آلہ الاطیاب، آلاف التحیہ من اللہ الوہاب، مخفی کرتے تھے لیکن حقتعالے نے نبوت اوس
جناب کی قرآن مجید مین منصوص فرمائی ہے اور مومنین اہل کتاب تو اون نصوص کو بیان کرتے
تھے اور علماء اسلام آج تک اون نصوص کو توراۃ وانجیل سے بیان کرتے ہین تو ہم کہین گے
کہ اسیطرح باریتعالے نے قرآن مجید، اور فرقان حمید، مین جابجا نص فرمائی ہے امامت امیر المومنین
علیہ الصلواۃ والسلام پر اور ہرچند منافقین صحابہ نے مرتکب اخفاء نصوص ہین ہوے لیکن ثقات وعدول
وتابعان رسول، اونمین سے تسلیم او رتدین اور اقرار اور اعتراف اون نصوص کا کرتے تھے
اور علماء امامیہ قدیما وحدیثا آیات قرآنی، اور احادیث رسول ربانی، سے استدلال امامت

امیرالمومنین پر کرتے ہین چنانچہ بیان اسکا عنقریب آتا ہے علاوہ ازین اس فرق مین اخفا بعض
از جانب بعض اہل کتاب تسلیم کیا گیا ہے اور یہی مناط اعتراض ہے پس جسطرح اخفار نص نبوت
منافی آیہ ہوگا اوسیطرح اخفار نص امامت فلا فرق فافہم وجہ دوم امام و ماموم یعنی
آیہ سے مایوس و محروم ہین اور اگر اندک تامل فرماتے تو ہرگز یہ استدلال زبان پہ نہ لاتے اسوقت کہ
آیہ کریمہ مین لفظ الیوم ظرف واقع ہوئی ہے واسطے یاس کے پس یہ یاس مقید ہے بزمان خاص
اور مقتضائی تقیید یہ ہے کہ قبل زمان مذکور کے یاس حاصل نہو ورنہ ذکر اوس زمانیکا لغو ہوجائے
گا اور نسبت لغو کے حکیم علیم کیطرف محال ہے تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا اور ظاہر
ہے کہ یاس نقیض اوسکے عدم یاس ہے پس ضرور ہے کہ ہر ایک پر لوازم اور خواص اور
احکام اور آثار مترتب ہون کہ وہ دوسرے کے ساتھ نہون بلکہ نقیض اونکی دوسرے کے ہمراہ
پائی جاتی ہو پس لازم آیا کہ کفار کے لئے دو زمانے ہون ایک زمانہ یاس کا دین اسلام سے
جسکا ذکر اس آیت مین ہوا ہے اور دوسرا زمانہ وہ کہ جسمین یاس نہ تھی اور وہ قبل اوس زمانے
کے ہے جو اس آیت مین مذکور ہوا ہے اور ضرور ہے کہ زمان ثانی مین جو واسطے عدم یاس
کے مقرر ہوا ہے کفار دست اندازی امور دین مین کرتے ہون اور ترویج شعائر و شرائع اسلامیہ
کی مانع ہوسکتی ہون اور بر ہمی اسلام چاہتے ہون اور یہ سب فروع مین استیلا اور غلبہ
اور قہر کے پس معلوم ہوا کہ حکیم علیم نے مقہوریت اور مغلوبیت کفار کو تعبیر فرمایا ہے باین عنوان
کہ آج کے دن بسبب قوت اور شوکت اسلام کے کفار مایوس ہوگئے ہین دین اسلام سے
اور یہ آیت فائدہ مغلوبیت کفار کا دیتی ہے اسیوجہ سے جملۂ مابعد مین فا نتیجہ اور
فا تفریع کو داخل کیا اور فرمایا فلا تخشوھم واخشون یعنے تم اب اونسے نہ ڈرو اور
مجھسے ڈرو اب بصراحت مغلوبیت کفار معلوم ہوئی خلاصہ یہ ہوا کہ مفاد آیہ مغلوبیت
اور مقہوریت کفار ہے اور تبدیل اور اخفار حق و القاء وساوس نفسانی او شبہات شیطانی
یہ لازمہ کفر و ضلالت ہے انکی نفی اس آیت سے مستفاد نہوگے بلکہ اس آیت سے وہی امور

منتفی ہونگی جو خواص و لوازم قہر و غلبہ ہین پس یہ قول امام اہلسنت کہ اگر کوئی ارادہ کرتا اخفاء
نص امامت کا تو وہ بمقتضائے آیہ کریمہ مایوس ہوتا خیر منع مین ہی اور سند منع یہ ہے
کہ آیت مسوق ہی واسطے بیان مغلوبیت و مقہوریت کفار کے اور عدم امکان اخفاء نص
اوسکو لازم نہین ہے اور نہ یہ معنے صریح اس یاس کے ہین پس دلالت یاس کی امتناع
اخفاء نص پر متحقق ہوئی فافہم اور تفصیل کلام یہ ہے کہ جمہور مفسرین نے معنے یاس
مین دو قول نقل کئے بلکہ خود امام اہلسنت نے تفسیر کبیر مین اون قولونکو نقل کیا ہے بایں عبارت
المسئلة الثانية قوله يئس الذين كفروا من دينكم فيه قولان الاول يئسوا من
ان تحللوا هذه الخبائث بعد ان جعلها الله محرمة والثاني يئسوا من ان يغلبوكم
على دينكم وذالك لانه تعالى كان قد وعد باعلاء هذا الدين على كل
الاديان وهو قوله تعالى ليظهره على الدين كله فحقق تلك النصرة وازال
الخوف بالكلية وجعل الكفار مغلوبين بعد ان كانوا غالبين ومقهورين
بعد ان كانوا قاهرين وهذا القول الاولى محصل ترجمہ یہ ہی کہ اس آیت
کی تفسیر مین دو قول ہین ایک یہ کہ وہ لوگ مایوس ہو گئے ہین اس امر سے کہ تم اون خبائث
کی تحریم سے طرف تحلیل کے پھیر دین دوسرے یہ کہ وہ لوگ مایوس ہو گئے ہین کہ تمہارے
دین پر غالب ہون اور خدا نے قرآن مین وعدہ فرمایا تھا کہ اس دین کو سب دینونپر
غالب کر دیگا اوس وعدہ کو وفا کیا اور خوف کو زائل کر دیا اور کفار کو مغلوب کر دیا
بعد غالب ہونے کے اور مقہور کیا بعد قاہر ہونے کے اور یہ قول دوم اولی ہے اقول بنا بر
قول اول یاس کفار کی ایک امر خاص سے ہی کہ وہ تحلیل خبائث محرمہ ہی نہ جمیع امور سے
یعنے وہ مسکوت عنہا ہین اور الفاظ آیہ کو اونکے حکم پر دلالت نہین اور بنا بر قول ثانی
یاس کفار کی بمعنی مغلوبیت کفار ہے یعنے وہ اسلام اور مسلمین پر غالب و قاہر اب نرہے
اور اس سے امتناع اخفاء نص امامت لازم نہین آیا کما لا یخفی اور اگر اقوال مفسرین

سی قطع نظر کرین تب بھی عارف بمحاورات اہل لسان اس کلام سے بھی سمجھتا ہے کہ وہ لوگ
دین اسلام پر غالب ہونے سے مایوس مین یعنے وہ دین کو باطل نہین کر سکتے اور اسباب
غلبہ و استیلا اون سے مسلوب ہو گئے پس اگر کوئی اونہین سے اخفاء حق چاہے اور مسلمین کو
دہوکا دے تو نفی اوسکی اس آیت سے مستفاد نہین ہوتی اسواسطے کہ نفی استیلا اور نفی اخفاء
حق ان دونون مین تلازم نہین ہے فسقط الاستدلال، والحمد للہ المتعال،
وجہ سوم مراد الذین کفروا سے اس آیت مین وہ لوگ ہین جو کافر ہون باطنًا وظاہرًا
یعنے اظہار اسلام نکرین بلکہ قول و فعل اونکا مخالف اسلام ہو اور دلیل اسپر با قطع نظر از تبادر
اوّلًا یہ ہے کہ اس آیت مین خطاب بطرف مسلمین کے بصیغۂ جمع مخاطب اور خداوند عالم
نے بیان فرمایا ہے کہ آج کفار مایوس ہو گئے دین سے اور مخاطب اسمقام مین وہ لوگ ہین جو وقت
نزول آیہ کریمہ داخل زمرہ مسلمین تھے پس ضرور ہے کہ اہل کفر ممتاز اہل اسلام سے ہون
یعنے اون کی جماعت مین نہ داخل ہون اور یہ شان نہین ہے مگر کفار صرف کی جو بحسب ظاہر و باطن
مخالف مسلمین کے ہون ثانیًا یہ ہے کہ لفظ الیوم ظرف ہے واسطے یاس کے اور اس سے لازم آتا ہے
کہ وہ لوگ قبل زمان مذکور مایوس نہ تھے کما مر ذکرہ اور وہ کفار جو پہلے مایوس دین اسلام سے نہ تھے
بلکہ سعی کرتے تھے بر ہمی اسلام مین کفار محض تھے اور اب بدلالت لفظ آیہ اونہین کے حقمین
یاس متحقق ہوئی پس ثابت ہوا کہ مراد الذین کفروا سے کفار ظاہری و باطنی ہون ثالثًا
یہ ہے کہ اس آیت مین رد ہے کفار پر اور خداوند عالم نے حرام کیا ہے اون چیزونکو جنکو اہل جاہلیت
حلال جانتے تھے پس بیان حرمت اشیاء مذکورہ جو قوم کفار مین مروج نہین اور ابطال مزعوم
کفار دلیل ظاہر ہے اس امر پر کہ مراد الذین کفروا سے کفار ظاہری و باطنی ہین رابعًا یہ کہ مایوس
دین اسلام سے ہوگی مگر اوس شخص کو جو داخل دین اسلام مین ہو اور ظاہرًا و باطنًا اوسنے برأت
رکہتا ہو پس معلوم ہوا کہ مراد اسمقام مین وہ لوگ ہین جو مسلم نہون اور چونکہ مظہر اسلام مسلم ہے
لقولہ علیہ السلام من قال لا الہ الا اللہ حقن دمہ ومالہ پس یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ

لوگ مظہر اسلام بھی نہین ہین وہو المطلوب خامساً یہ کہ خود امام اہلسنت وصاحب کشاف
ودیگر محققین سنیہ لفظ کافرسے اوسی شخص کا ارادہ کرتے ہین جو کافر ہو باطناً وظاہراً چنانچہ
اون لوگون نے آیہ عذیر تفسیر واللہ یعصمک من الناس مین تصریح کی ہے
کہ مراد ناس سے کفار ہین اور استدلال کیا ہے جملہ ان اللہ لا یہدی القوم الکافرین
سے اور یہ کلام ان حضرات کا سابق مین بتفصیل مذکور ہوا پس اس تقریر سے ضرور ہوا کہ
مراد کفار سے کفار ظاہری وباطنی ہون اور مخفی نرہے کہ یہ دلیل اگرچہ تحقیقی نہین ہے لیکن
چونکہ مسلمات اکابر اہلسنت سے ہے پس وارد کرنا اوس کا بطور الزام بعد بیان دلیل تحقیقی
صحیح ہے الحاصل مراد الذین کفروا سے کفار محض ہین نہ منافقین اسواسطے کہ کفار محض
تو اہل اسلام کو سبد امر مین ایذا وآلام انواع واقسام سے پہونچایا کرتے تھے اور اونکے ساتھ وہ
آمادہ جنگ وپیکار رہتی تھی اب حقتعالے نے وعدہ انجاز والیفا فرمایا اور کفار کو مایوس کیا
دست درازی اور رخنہ اندازی سے دین اسلام مین بھی وجہہ ہے کہ اس جملہ کے بعد فا تفریع
ونتیجہ کو داخل کیا اور حکم دیا کہ اب تم اونسے خوف نکرو اور مجہسے ڈرو باقی رہے منافقین پس وہ
مسکوت عنہم ہین اور اونکے لئے یاس کا اور عدم یاس کا اس کلام صدق اساس سے کسیطرح
ظاہر نہین بلکہ ظاہر ہی کہ منافقین تو خود بخوف مسلمین وطمع دنیائے سریع الزوال وآرزوئے
جمع مال وہوس منصب ومنال کلمہ اسلام جاری کرتے تھے اور مسلمانونکے ساتھ بحسب ظاہر شریک
تھے وہ کب اس قابل تھے کہ اہل اسلام سے حرب وپیکار کرین اور مسلمین کو اونکا خوف غالب ہو اور خداوند
عالم اونسے خوف کرنے کی ممانعت فرمائے پس مصداق اس آیت کے نہین ہین مگر کفار بحسب ظاہر و
باطن وہو المطلوب پس بعد تمہید اس مطلب کے ہم کہتے ہین کہ اگر تسلیم کیا جائے
کہ فرقہ کفار در اخفا نص امامت پر نہین ہین تو اس سے لازم نہین آتا کہ منافقین بھی در
اخفا نص پر نہین اسواسطے کہ منافقین تو مسلمین مین داخل تھے گو بحسب ظاہر بدتر کفار سے ہون
اور جناب رسالتمآب نے اونکو حکم مسلمین مین داخل فرمایا تھا پس جبکہ منافقین درپئے اخفا نص

ہون اور امر حق کو چھپائین تو یہ فعل منافقین امت کا منافی مدلول آیہ بعد تسلیم دلالت نہین ہوسکتا
اور کہہ سکتے ہین کہ جو لوگ اس آیت کے مصداق ہین یعنے کفار اونسے اخفاء النص واقع نہین ہوا
اور جو لوگ اخفاء النص کرتے تھے یعنے منافقین وہ مصداق آیت نہین پس مطلوب اہلسنت کا ثابت ہوا
اور دلیل ناتمام رہی **وجہ چہارم** مفہوم آیہ کریمہ ثبوت یاس ہے دربارہ کفار ایک زمانے مین
اور یاس ورجا ایک صفت ہے صفات نفسانیہ سے پس مقتضائی آیت یہ ہے کہ اونپر ایکحالت
یاس کی طاری ہوگئی ہے اور اس حال مین عدم امکان اخفاء النص لازم نہین آتا اسلئے کہ جائز ہے
کہ وہ مایوس ہون لیکن از راہ خباثت نفسانیہ وسوسہ قلوب ناس مین ڈالتے ہون اور اخفاء امر
حق باوصف ظہور چاہتے ہون اور یہ امر مستبعد نہین عقول ناس مین بلکہ نظیر اسکا واقع ہے
چنانچہ شیاطین ہرچند بالائے آسمان جانے سے ممنوع ہین اور اونکو اپنی پہونچ جانے سے بالائے آسمان
تک یاس بھی حاصل ہے لیکن باینہمہ اپنی شرارت سے باز نہین آتے اور ارادہ صعود کا بالائے
آسمان تک کرتے ہین اور ملائکہ اونکو گرز آتشین لگاتے ہین اور یہ ماجرا قرآن وحدیث سے مفہوم
ہوتا ہے پس اسیطرح اگر شیاطین امت نے باوجودیکہ حق مثل آفتاب ظاہر تہا اور یہ ارادہ اخفاء حق
کا کیا ہو حالت یاس مین اور جانتے ہون کہ ہمارا یہ فعل انجام مین موثر نہوگا بلکہ شہاب ثاقب
دلائل ساطعہ وحجج قاطعہ کا مبطل اونکی مساعی فاسدہ کا ہوگا تو ایسے شیاطین سے عجب نہین بلکہ واقع
ہے اور اوسکی نفی کلام باری سے ہرگز نہین مفہوم ہوتی **المختصر** بعد تسلیم یاس کفار یعنی مغرضین
امکان اخفاء النصوص مرتفع نہین ہوتا اور محل بحث اس مقام مین یہی ہے اور اگر اس سے بھی قطع
نظر کرین تو ہم کہتے ہین کہ یاس کفار کی مقید بزمان ہے اور استمرار اوسکا جمیع ازمنہ مین کسی لفظ
سے اس آیہ کے لازم نہین آتا پس ہوسکتا ہے کہ فرقہ کفار اوس زمانے مین بسبب قوت وشوکت
اسلام و وجود ذی جود حضرت خیر الانام اخفاء النص امامت سے متمکن نہون اور بعد وفات
حضرت سرور کائنات وضعف اسلام واختلاف اہواء انام اخفاء النص پر قادر ہون
پس استدلال ناتمام اور احتجاج مورد الزام ہوگا وہو المطلوب **وجہ پنجم**

اگرچہ یہ مقدمات جنپر یہ دلیل موقوف ہی اور منع اونکے اوپر وجوہ سابقہ مین مذکور ہوئی تسلیم کر لیے
جائین اور چشم پوشے اونکے قدح وجرح اور سقم وفساد سے کیجائے تب بھی ہم کہتے ہین کہ یہ دلیل ناتمام اور
محل کلام ہے اسلیے کہ آیہ کریمہ اسوقت مین دلالت کرے گا اس امر پر کہ قوم کفار دین اسلام سے بالکل
مایوس ہوگئی اور اگر کوئی اونمین سے اخفاء نص امامت چاہے تو وہ قادر نہوگا اور اوس نص کو مخفی نکر سکے
گا اور اس تقریر سے بطلان قول شیعہ لازم نہین آتا اور نہ یہ امر منافی عقائد و اقوال شیعہ سے ہے کیونکہ وہ
لوگ تو یہ کہتے ہین کہ خلافت و امامت امیر المومنین علیہ الصلواۃ والسلام ثابت ہی بنصوص کثیرہ کہ وہ
ظاہر مین باشد ظہور کالنور علی شاہق الطور اور ہر چند منکرین و جاحدین اور مخالفین و معاندین
درپے غصب حقوق مثل قطاع الطریق واللصوص اور بتہیہ در خصوص اخفاء نصوص ہوئے لیکن
وہ اس سے مایوس ہوگئے اور حق ظاہر رہا اور نصوص چھپ نہ سکے اور اعداء دین اور مخالفین اوس سعادت مبین
آفتاب عالمتاب امامت ابو تراب پر خاک ڈال نہ سکے اور حال ان نصوص جلیہ کا مشابہ ہے مناقب
و فضائل امیر المومنین علیہ السلام کے کہ دشمنون نے اون فضائل کو بعداوت و ایمان اور دوستون نے بخوف جان چھپایا
اور باینہمہ وہ فضائل و مناقب ہزاران ہزار اور بحساب بیشمار صفحہ روزگار پر ظاہر ہوئے اسیطرح ہر چند کہ
معاندان ناحق پسند درپے اخفاء نصوص ہوئے لیکن وہ سعی لاطائل ہوگئی اور نصوص پوشیدہ نہو سکے
اور وہ نصوص بکثرت ہین اور مرتبہ تواتر کو پہونچگئے ہین از آنجملہ نصوص قرآنیہ ہین کہ باقی ہین تا بقاء قرآن
اور علماء فرقہ حقہ نے اونکے بیان مین کتب ضخیمہ تصنیف فرمائے ہین اگر اونکا شمار کیا جائے تو سلسلہ کلام
دراز ہو اور بخیف نے اس مختصر لطیف مین آیات قرآنیہ سے دو دلیلین بطرز جداگانہ بیان کی ہین ایک
آیہ یا ایہا الرسول بلغ جو غدیر خم کے ماجرے مین نازل ہوئی ہے دوسرے یہی آیت مبحوث عنہا جسکی
تفسیر مین بحث ہو رہی ہے اور ہمیشہ سے علماء امامیہ ان دونون آیتون کو دلائل و نصوص امامت امیر المومنین مین
بیان کرتے آئے ہین و از آنجملہ احادیث نبویہ ہین کہ وہ نص جلی ہین امامت پر بالخصوص حدیث غدیر کہ
صحاح مستندہ اور روایات معتبرہ اہلسنت مین مذکور ہے اور وہ احادیث جو شان نزول آیہ الیوم اکملت
لکم دینکم مین مذکور ہین اور اسیطرح حدیث منزلت وغیرہ من الاحادیث پس اگر اہل عالم جمع ہوجائین اور اخفاء

وکتمان ان احادیث کا چاہیں تو ممکن نہیں چھپ جاے کفار شہرار و اذا آنجا کہ محل استدلال اخفاء نصوص ہے اور یہ
امر واقع نہیں ہوا پس استدلال و احتجاج کا اہل خلاف و لجاج کا خارج از احسن منہاج ہے و ناشی از سوء مزاج
و مرض لاعلاج ہے ہوگا فافہم ولا تغفل ۔ تماشائے عجیب ، و ماجرائے غریب کہ عاقل
کو حیرت کا تصور غریق بحر تحیر ، و گرفتار لجہ تفکر کرتا ہے یہ ہے کہ امام المشککین نے تفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم
میں ایک کلام بسیط وارد کیا ہے اور الفاظ و معانی سے بحث فرمائی ہے اور اس آیت میں چند مسائل قرار دیے
ہیں از انجملہ مسئلہ ثالثہ میں عنوان کلام میں اپنے اصحاب کی جانب سے دعوی کیا ہے کہ یہ آیت دلالت
کرتی ہے بطلان قول شیعہ پر پس مقتضائے دانش ناظرہ کہ جس پر عقل سلیم گواہی دیتی ہے یہ تھا کہ اسی آیت کے
الفاظ سے دلالت اپنے مطلب کی لاتے اور اکمال دین اور اتمام نعمت اور رضائے رب العزت کا اسے
اس دعوے کو ثابت فرماتے جیسا کہ کمترین نے ان اوراق عالیہ میں بوجوہ سدیدہ ، و تقریر احادیث و
دلائل امامت جناب امیر ، و منصوص ہونا ان حضرت کا از جانب خداوند قدیر کے بیان کیا ہے لیکن امام المشککین
نے از تعجب قسم کا دعوے اور نئے طرز کی دلیل بیان فرمائی ہے دعوے تو یہ ہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم
دلالت کرتا ہے بطلان قول شیعہ پر یعنے نص امامت جناب امیر پر اور دلیل یہ ہے کہ آیہ الیوم یئس
الذین کفروا دلالت کرتا ہے یاس کفار پر دین اسلام سے پس جو شخص تبدیل و تغیر دین کا ارادہ
کرے وہ مایوس ہوگا پس صحابہ قادر اخفاء نص پر نہونگے اور یہ نص کبھی مذکور نہیں ہوئی پس علی ابن
ابیطالب علیہ السلام منصوص بامامت نہونگے انتہی محصلہ اذکیاء روزگار ، و عقلاء انصاف شعار
بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ اس دلیل کو الفاظ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم سے کیا ربط و تعلق ہے یاس
کفار کی دوسری آیت میں مذکور ہے اور اکمال دین کسی اور آیت میں ہے ایک جملہ کو دوسرے جملہ پر
کوئی ربط و دلالت نہیں عجب ہے کہ ایسی تقریر سخیف ، و ایسی دلیل ضعیف ، زبان امام پر جاری ہو
پس وائے بحال ماموین کہ وہ تو بمدارج ادنا اپنے امام سے ہیں ای کاش حضرت امام المشککین نے تفسیر آیہ الیوم
یئس الذین کفروا میں یہ دعوی کیا ہوتا اور اس آیت کو اسی دعوی پر دلیل قرار دیا ہوتا تو بحث ظاہر حضرت
امام کا مورد طعن و الزام نہوتے ہر چند وہ دلیل بھی فی نفسہ ناتمام و محل بحث و کلام ہے لیکن قبح ظاہری تو

برطرف ہو جاتا اور آداب مناظرہ کی مخالفت کا الزام تو نہ آتا اور ممکن ہے کہ کوئی شخص اس مقام مین عذر کرے باین طور کہ شاید مراد کاتب شنیہ اور فخر الدین رازی کی آیت سے مجموع ہی اور آیہ الیوم اکملت لکم دینکم اور اسیطرح آیہ الیوم یئس الذین کفروا اور اسیطرح ماقبل و مابعد اوسکے یہ سب اوسکے اجزا ہین اور وہ مجموع آیہ واحدہ ہی کہ مبدا اوسکا قول حقتعالے ہے حرمت علیکم المیتۃ اور منتہی اوسکا قول حقتعالے ہے فمن اضطر فی مخمصۃ ان اللہ غفور رحیم اور یہ مجموع آیہ واحدہ ہے اور مجموع کے دلالت کرنے مین اسقدر کافی ہے کہ اوسکا کوئی جزو مدعی کے دعوی پر دلالت کرے پس جبکہ الیوم یئس الذین کفروا دلالت کرتا ہے بطلان نص امامت پر تو کہسکتے ہین کہ مجموع آیہ دلالت اس مطلب پر کرتا ہے یہ ہی منتہائی توجیہ جو اس مقام مین وارد کر سکتے ہین لیکن حق یہ ہے کہ یہ توجیہ بھی ضعیف بلکہ تاویل سخیف ہی تین وجہون سے وجہ اول یہ توجیہ از قبیل تاویل القول بما لا یرضی بہ قائلہ ہے اسواسطے کہ یہ معنی کلام امام اہلسنت سے تفسیر کبیر مین متبادر نہین ہوتے بلکہ عبارت تفسیر کبیر شاہد صدق اس امر پر ہی کہ مراد آیت سی قول حقتعالے ہے الیوم اکملت لکم دینکم نہ مجموع آیت چنانچہ اونہون نے تفسیر کبیر مین اس آیت کو نقل کر کے لکھا ہے کہ اسمین چند مسائل ہین ازانجملہ مسئلہ اولی مین لکھا ہے کہ اس آیت مین ایک سوال ہے پھر اوس سوال کو بیان کیا ہے متعلق بمعنی اکمال دین پھر اوسکے جواب نقل کئے ہین اور یہ عبارت شاہد صادق اس امر پر ہے کہ مراد آیت سی الیوم اکملت لکم دینکم ہے نہ مجموع وازانجملہ مسئلہ ثانیہ مین اون لوگونکی جانب سے جو قیاس کو حرام جانتے ہین نقل کیا ہے کہ یہ آیت دلالت کرتی ہی کہ قیاس باطل ہے اور استدلال کیا ہے قول حقتعالے سی اکملت لکم دینکم پس یہ عبارت بھی شہادت دیتی ہے کہ مراد آیت سے الیوم اکملت لکم دینکم ہے وازانجملہ مسئلہ ثالثہ مین بھی یہی عبارت نقل کی ہے جو مذکور ہوئی وازانجملہ مسئلہ خامسہ مین لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ دین حاصل ہوتا ہے بخلق خدا اور دلیل لائے ہین اس دعوی پر قول حقتعالے سے الیوم اکملت لکم دینکم اور اس عبارت سی بصراحت پیدا ہوتا ہی کہ مراد آیت سے یہی قول خاص ہے جسمین اکمال دین اور اتمام نعمت کا ذکر فرمایا ہے نہ مجموع آیت پس جبکہ ماقبل اور مابعد مین لفظ آیت سے مراد یہی قول خاص ہے تو مسئلہ رابعہ مین بھی یہی

مراد ہوگا نہ غیر اوسکا وجہ دوم اگر آیت سے مراد مجموع ہو یعنی نفس جملہ بعثیہ کہ جسمین اکمال
دین و اتمام نعمت و رضائے خدا مذکور ہے تو ذکر اوسکا ضمن آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم مین بےمحل تھا
بلکہ موقع اوس ذکر کا یا مبدء آیت تھا یا منتہائے آیت کما لا یخفی وجہ سیوم یہ تقریر جو امام المحدثین
نے اکابر سے نقل کی ہے وہ حال سے خالی نہین یا الزامی ہے یا تحقیقی ولا ثالث لہما بنابر شق اول
لازم تھا کہ دلیل مسلمات فرقہ شیعہ پر وارد کیجاتی ورنہ الزام ناتمام بلکہ مستدل خود مورد الزام ہوگا
اور مذہب ایک جماعت عظیمہ کا محققین شیعہ سے یہی ہے کہ ترتیب قرآنی مسلم نہین ہے بلکہ آیات مین
اسکے تقدیم و تاخیر واقع ہوئی ہے پس بنابر اسکے اجتماع ان دونو آیتونکا ایک مقام پر مفید نہوگا
بلکہ علماء شیعہ تو اس آیت کا ماجرائے غدیر مین نازل ہونا بیان فرماتے ہین پھر کیونکر آیت سے مجموع
کا ارادہ ہوسکتا ہے اور بنابر شق ثانی ترتیب قرآنی کا موافق ہونا ترتیب نزول کے مسلم نہین بلکہ خلاف
تحقیق ہی اسلئے کہ اکثر امور جو بتواتر معلوم ہوتے ہین اور مقدم کسی واقعہ پر ہین وہ بعد اوس واقعہ کے
قرآن مجید مین مذکور ہین اور اکثر امور موخر کسی واقعہ سے ہین وہ اس سے قبل مذکور ہین اور ناظر متوقد
خبیر پر نظائر اسکی مخفی نہین ہے اور اگر ان امور سے قطع نظر کرین تب بھی معلوم ہوتا ہے کہ ترتیب قرآنی موافق
ترتیب نزول کے نہین اور سند اوسکی بطور مثال یہ ہے کہ ہمکو بتواتر معلوم ہے کہ سورہ بقرہ مدینہ مین نازل
ہوا ہے بعد گذرنے دس برس کے بعثت سے اور بعثت سے سورے کہ قبل اوسکے نازل ہوچکے ہین جب
رسول خدا صلعم مکہ مین تشریف رکھتے تھے حالانکہ وہ سورے بترتیب موجودہ مین متاخر ہین اور سورہ بقرہ مقدم
اور پہ خلاصہ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ دلیل اکابر سنیہ اگرچہ الزامی ہو یا تحقیقی لیکن مراد لفظ
آیت سے اونکی کلام مین آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم ہے نہ غیر اوسکا وہو المطلوب اب اس تحقیق مین جو مطابق
دلیل سے ہوگا بلکہ مثال مشہور صادق آتی ہے سوال از ریسمان وجواب از آسمان اور نہ مطابق ہونا دلیل کا دعوی سے ایسا
مستہجن اور سخیف ہے کہ محتاج بیان نہین فافہم ولا تغفل انتخاب بتائید یزدانی، وتوفیق ربانی، وہ تقریر بدیع المبانی
و منیع المعانی، در خصوص استخراج نص امامت امیر المومنین از آیہ قرآنی، جو مسمی بہ رسالہ لاثانی،
رشک نگارستان مانی، و معدن اسرار جلالی، و مطلع انوار لمعانی کے انتخاب کی گئی تھی تمام ہوئی

اور اہل بصارت و بصیرت، و ناظرین انصاف سیرت، کو بخوبی معلوم ہوا کہ خود خداوند امام حکیم علام، دربارۂ نصب امام، سعی و اہتمام، و تاکید تمام، در آغاز و انجام، و مبدء و ختام، اپنے کلام، اعجاز نظام، میں دلائل ساطعہ، و براہین قاطعہ، سے معرض ذکر میں لایا اور شبہہ و شک، معاندین کور نمک، کا محو اور حک فرمایا اوسپر بھی اگر کوئی منافق اور معاند اہتمام کا انکار کرے تو حجت خدا تمام ہے اور وہ کور باطن عقلا کی نزدیک مورد ملام، و نشانہ تیر تشنیع و الزام ہے ❊ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ❊ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ❊

اب کمترین بعد انتخاب و التقاط تقریر آبدار، و اختصار، دلائل اندکے از بسیار، و قطرہ از بحر زخار، متوجہ ہوتا ہے طرف نقض فقرات فاضل متعصب عنید کی تا حق حقیق، طالبان سواء الطریق، و شاربان رحیق تحقیق، پر ظاہر ہو و من اللہ التوفیق و بیدہ ازمۃ التحقیق، و منہ الوصول الی سواء الطریق، فقط

تمت

الحمد للہ رب العالمین کہ بمعاونت حضرات چہاردہ معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین بفاضائے خریداران شائقین یہ جلد دوم کتاب آفتاب عالم افروز بھی حلیہ طبع سے آراستہ ہوکر ہدیۂ ناظرین ہوئی انشاء اللہ المستعان اگر ہماری دلی معاون اسیطرح ہمارے دلکو بڑہاتے رہینگے تو اس کتاب کی جلد سوم بھی ہم بہت جلد شایع کردینگے اور نیز دیگر کتب مذہبی بھی طبع ہوکر ہدیۂ ناظرین ہوتی رہینگی فقط

اطلاع ضروری

فہرست کتب خانہ تجارت سید محمد تقی لکھنؤ چوک

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتب مصائب مذہب شیعہ		شرح زیارت ناحیہ در سہ جلد	۹ر	جلد اول حالات انبیا	۳ر	جلد دوم حالات بحالے خفیہ	
جلد سوم حالات تا معراج خاتم و اسیری اہلبیت	۲ر	مصائب الابرار ترجمہ بحار الانوار		زبدۃ المصائب	۶	و تفصیل شہادت سید الشہدا	۴ر
				شمع المجالس	۴ر		
آداب المجالس بیان		جلد عاشر اردو	ہے	بحر الغمہ جلد اول	ہے	گلزار الشہدا ترجمہ	
فضائل المجالس و ممنوعات		مجالس علویہ تصنیف سید		نور الابصار تصنیف جناب		روضۃ الشہدا	عہ
و مکروہات مجلس میں	۲ر	حقیقت حیات محمد شاہ مرحوم	۶	تحفۃ الابصار انکی عمدگی		مجالس الشہدا تصنیف	
بحر الغمہ جلد دوم	[illegible]	عین البکا	۴ر	پر تمام علما لکھنؤ نے		میر محمد تقی صاحب	
توضیح عزا	[illegible]	خلاصۃ المصائب	۱۲ر	مہرین ثبت کی ہیں	عہ	برادر میر سید علی صاحب مغفور	[illegible]
بحر البکا مشہور بچھارہ مجلس	۴ر	منافع الابرار	عہ	انس ذاکرین	۲ر	**کتب مراثی نوحہ خوانی و تحت اللفظ**	
دفتر غم جلد اول ۳۲ مرثیہ		دفتر غم جلد دوم ۴۲		دفتر غم جلد سوم		دفتر ماتم مرزا	
و سلام و سوز وغیرہ مشہور		مرثیہ مشق جلد اول	۱۲ر	بیاکھ وغیرہ وارہ شہید	۱۲ر	دبیر صاحب جلد اول	[illegible]
و نامی شعرائے لکھنؤ	عہ	دفتر ماتم جلد پنجم	۱۲ر	۵ سلام اردو	۳ر	مجموعہ مراثی میر انیس	
مجموعہ مراثی میر انیس		مراثی میر انیس		مراثی میر انیس		جلد اول	۱۲ر
جلد دوم	۱۳ر	جلد سوم	۸ر	جلد چہارم	۱۲ر	مجموعہ مراثی	
مراثی میر مونس جلد دوم	۱۰ر	مراثی میر مونس جلد سوم	۱۰ر	مراثی مرزا فصیح جلد اول	۱۲ر	میر مونس جلد اول	۱۰ر
مراثی مرزا فصیح جلد دوم	۱۲ر	مراثی مرزا فصیح جلد سوم	۱۰ر	مراثی میر انس		مراثی میر وحید	
ریحان غم جلد اول	عہ	ریحان غم جلد دوم	عہ	مجموعہ مرثیہ دلگیر	[illegible]	مجموعہ مرثیہ ضمیر	۱۲ر
ریاحین غم جلد اول و دوم	[illegible]	مجموعہ مراثی میر عشق	[illegible]	مجموعہ مراثی نفیس جلد اول	ہے	دفتر الم	۴ر
بحر غم واقعہ ستم	۶ر	مراثی مجموعہ خلیق	۲ر	مرثیہ غیر منقوط	۲ر	مرثیہ مشعر قاسم	
بیاض نوحہ جات		سوز نوحہ ماتم و نوحہ خاندان میر انیس	۴ر	مرقع ماتم یعنی نوحہ سید حسن لطافت	۱ر	اسرار ماتم	۲ر

فہرست کتب خانہ تجارت سید محمد تقی لکھنؤ چوک

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
گنجینۂ ماتم	ا ر	گلدستۂ ماتم	۲ ر	نوحہ اول	۲ ر	بیاض نوحہ جات	۸ ر
کلیات عتین	۳ ر	نوحہ جات حیدر	۱۴ ر	نشتر غم	۲ ر	بیاض مہدی	۱۴ ر
متفرق نوحہ جات کی		کتب علم مناظرہ اردو		آفتاب عالم افروز		آفتاب عالم افروز	
بیاضیں ۱۵ قسم کی		تاراج ذات مذہب		بجواب تحفہ نمبر		جلد دوم	۵ ر
ارشاد النعیم الیکے		جناب شیخ سید محمد عباس		مصنفہ مولوی حیدر علی صاحب		سلات الامامة	۸ ر
سنی مولوی نے اثبات		اعلی اللہ مقامہ کے		منتہی الکلام کا جواب		کحل الناظرین	۱۴ ر
جواز تعزیہ داری جناب		مسند بنیاد اعتقاد		جناب مولوی سید علی نقی		منہج الوصول	۶ ر
سید الشہدا میں نہایت		کی تردید سی ہے		صاحب مرحوم جلد اول	۸ ر	ضرب المبین صحیح	
عمدگی سے قلم		سیلاب غضب کا		کاغذ گمندہ	۱۲ ر	جواب ظفر المبین	۱۰ ر
فرسائی کی ہے	۲ ر	جواب بے مثل کتاب ہے		آیات محکمات	۵ ر	عشرۂ کاملہ	۲ ر
تعزیۂ الم	۰ ر	صبغۃ اللہ	۳ ر	رد بالسیف کا جواب		جذب مظاہر الحق	۳ ر
آیات الغدیریہ	۲ ر	خیر خیر پوری	۶ ر	آیات بینات	۵ ر	مسئلہ اذانیہ	۰ ر
برق لامع	۶ ر	فصل الخطاب	۶ ر	سہم ثاقب فارسی	ا ر	طعن الرماح فارسی	[illegible]
روزنامچہ اردو	ا ر	مثنوی شعلہ کلام	ا ر	تحفۃ الاشعریہ	[illegible]	سفینۃ العلوم	۰ ر
سفینۃ العلوم سیح پا	۱۴ ر	رسالہ الہامہ	ا ر	برق خاطف	۱۲ ر	رسالہ تحقیق فارسی	۱۲ ر
عین الیقین	۰ ر	کاشف الحق	۳ ر	مودۃ الاسلام	۱۲ ر	درۃ التحقیق	۱ ر
غضب اللہ المصقول	۶ ر	اثبات امامت	۱۰ ر	کنز مکتوم فی عقد		تنبیہ الخوارج	۶ ر
سراج الایمان	۲ ر	سر مکتوم فی عقد		ام کلثوم	عہ ر	واقع خلافت علی	۶ ر
زواہر جواہر	۰ ر	ام کلثوم	۳ ر	دو صفحہ کا جواب مع طعن الزام	۲ ر	تعذیبیہ جواز تعزیہ داری کے	۲ ر
تنقید جدید	ا ر	سواء السبیل	۳ ر	التنبیہ المنکرین	۳ ر	غضب اللہ	